وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

تفسیر ابن عباس رض اردو

مع

لباب النقول فی اسباب النزول

و

ترجمہ قرآن مجید حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

جلد دوم

مفسر

ترجمان القرآن امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رض القرشی الہاشمی المتوفی ۶۸ھ

مولف لباب

علامۂ دوراں، جامع معقول ومنقول جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رح المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی استاذ دارالعلوم ٹنڈو الٰہ یار

الناشر

کلام کمپنی

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی

قرآن مجید کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

باہتمام ——————— خواجہ عبد الوحید

ناشر ——————— کلام کمپنی بمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

طابع ——————— مطبع سعیدی قرآن محل کراچی ۱

هدیہ مجلد

☆ جلد اول : تیرہ روپے پچاس پیسے ☆ جلد دوم : تیرہ روپے پچاس پیسے ☆ جلد سوم : تیرہ روپے پچاس پیسے

ہدیہ کامل مجلد در تین جلد

چالیس روپے پچاس پیسے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرضِ ناشر

قدرت نے تمام انسان اور جملہ آدمیوں میں دو چیزیں پیدا فرمائی ہیں، خواہ وہ کسی ملک کا رہنے والا ہو، ان دو چیزوں سے ہرگز ہرگز خالی نہیں ہوسکتا، چھوٹے اور بڑے، بچے اور جوان، مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں، غرضیکہ ہر انسان، بلکہ حیوان میں بھی یہ دو چیزیں پیدا فرمائی ہیں، اس میں امیر و غریب، بادشاہ اور فقیر، کالے اور گورے کا کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا، کہ ایک کو عطا ہو، اور دوسرا محروم ہو،

اور ان دونوں چیزوں میں سے ایک وہ ہے، جو سب کو نظر آتی ہے، اور دکھائی دیتی ہے، اور ایک وہ ہے، جو کسی کو بھی دکھائی نہیں دیتی، لیکن باوجود اس کے کسی ادنی آدمی اور جاہل سے جاہل کو بھی اس کے موجود ہونے میں تامل نہیں ہے، ان دو چیزوں میں سے ایک وہ ہے، جس کا نام جسم اور بدن ہے، دوسری وہ جس کا نام جان اور روح ہے، پس قدرت نے جس طرح یہ دو چیزیں پیدا کی ہیں، اسی طرح ان دونوں کے لئے دو حالتیں رکھی ہیں صحت اور مرض۔

جسم کی بیماریوں کے ازالہ کے لئے اور توانائی حاصل کرنے کے لئے قدرت نے اطباء اور ڈاکٹروں کا سلسلہ قائم کیا ہے، جن کی تجاویز اور نسخہ جات کے استعمال سے جسم صحیح اور درست رہ سکے۔

اسی طرح دوسرے سلسلہ کے لئے بھی ایک جماعت پیدا فرمائی، جن کی تجاویز اور نسخہ جات سے روح کی بیماریوں کو شفا حاصل ہوسکے، یہ حضرات انبیاء کرام اور رسولوں کی جماعت ہے

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیاء تشریف لائے، یہ ساری کی ساری جماعت روحانی طبیب تھی، دنیا میں جس قسم کے امراض کی قلت و کثرت ہوتی گئی، قدرت اس کے مناسب نسخہ اور طبیب تجویز کرتی رہی، بالآخر اس سلسلہ کے آخر میں ایک ایسا طبیب تجویز فرمایا کہ جس قدر انبیائے سابقین کو نسخہ جات عطا فرمائے گئے تھے، وہ سب کے سب اس آخری طبیب کو عطا فرمائے، اور جملہ انبیاء سابقین کے نسخہ جات منسوخ فرما کر اس آخری طبیب کو قیامت تک ایک غیر منسوخ کتاب قانون یعنی قرآن کریم عطا فرمایا۔

چنانچہ اس عظیم کتاب کی اس کے نزول سے لے کر موجودہ زمانہ تک علمائے کرام اور مفسرین حضرات علمی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں، اور ناشرین اس کی اشاعت سے خیر و برکت حاصل کر رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر تفسیر ابن عباس رضہ کا ترجمہ ہے، جو آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ امام سیوطی رح کی شان نزول کے بیان میں کتاب "لباب النقول" کا ترجمہ بھی پیش خدمت ہے

رب العزت کا شکر و احسان ہے، کہ اس نے ہمیں اپنی کتاب کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی، اور اسی سے دعا ہے کہ وہ اسے قبولیت کا درجہ عطا فرمائے، آمین

یہ حقیقت ہے، کہ دین کی بنیادی کتابوں کی اشاعت خصوصاً قرآن کریم اور اس کے تراجم و تفاسیر کی طباعت ایک

اہم کام ہے، اس خدمت عظیم کو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی امداد و اعانت کے بغیر انجام نہیں دے سکتا۔

تفسیر ابن عباس رض کی اشاعت میرے لئے ایک مستقل مسئلہ رہی ہے، اور میں برابر اس بات کی کوشش کرتا رہا ہوں کہ قرآن کریم کی اس مستند و قدیم تفسیر کو انتہائی احتیاط سے شائع کیا جائے، چنانچہ طباعت کے تمام مراحل میں علمائے کرام کے تعاون کو کسی موقعہ پر بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا، اور پورے اہتمام سے بار بار اس کی تصحیح کرائی گئی، چنانچہ:۔

(۱) پہلی تصحیح کے وقت مولانا حافظ قاری سبحان محمود، استاذ دار العلوم، کراچی کا تعاون حاصل رہا

(۲) دوسری بار تصحیح کی خدمت مولانا حافظ قاری حبیب الرحمٰن صدیقی نے انجام دی، اور

(۳) تیسری مرتبہ مولانا حافظ قاری معین الدین نے پوری توجہ سے تصحیح فرمائی

اس کے بعد جملہ امور کی نگرانی میں خود کرتا رہا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پورے عجز و انکسار کے ساتھ سر بسجود ہوں، کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ناچیز ہاتھوں کو اس عظیم خدمت کے انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، اور قارئین کے ساتھ بندۂ ناچیز کو بھی اس کی برکات سے مستفیض فرمائے، آمین!

آخر میں قارئین کرام سے التماس ہے، کہ وہ دعائے خیر اور اپنے مرحوم عزیز و اقارب کے لئے دعائے مغفرت کے ساتھ میرے عزیز بھائی عبد الصمد عارف صاحب مرحوم اور میاں عبد المتین مرحوم .. کو بھی دعائے خیر و مغفرت میں یاد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط

والسلام

طالب دعا

خواجہ عبد الوحید عفی عنہ

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ مترجم اردو
جلد دوم

شمار سورۃ	نام سورۃ	شمار پارہ	صفحہ
۹	التوبہ	۱۰ - ۱۱	۷
۱۰	یونس	۱۱	۲۲
۱۱	ھود	۱۱ - ۱۲	۴۶
۱۲	یوسف	۱۲ - ۱۳	۷۳
۱۳	الرعد	۱۳	۱۰۰
۱۴	ابرٰھیم	۱۳	۱۱۳
۱۵	الحجر	۱۳ - ۱۴	۱۲۵
۱۶	النحل	۱۴	۱۳۷
۱۷	بنی اسرآئیل	۱۵	۱۶۵
۱۸	الکھف	۱۵ - ۱۶	۱۹۴
۱۹	مریم	۱۶	۲۱۷
۲۰	طٰہٰ	۱۶	۲۲۳
۲۱	الانبیآء	۱۷	۲۵۲
۲۲	الحج	۱۷	۲۷۱
۲۳	المؤمنون	۱۸	۲۹۹
۲۴	النور	۱۸	۳۰۷
۲۵	الفرقان	۱۸ - ۱۹	۳۴۱
۲۶	الشعرآء	۱۹	۳۵۶
۲۷	النمل	۱۹ - ۲۰	۳۷۶
۲۸	القصص	۲۰	۳۹۳
۲۹	العنکبوت	۲۰ - ۲۱	۴۱۴

یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْہِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ

یہ لوگ تمہارے (سب کے) سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے (سوائے محمدؐ آپ سب کی طرف صاف) کہہ دیجیے کہ یہ عذر پیش مت کرو کہ ہم

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ ؕ وَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے

اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَیَحْلِفُوْنَ

جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے　پھر وہ تم کو بتلا دے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے　ہاں وہ اب تمہارے سامنے

بِاللّٰہِ لَکُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْہِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْہُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْہُمْ ؕ اِنَّہُمْ

اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو　سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو　وہ لوگ

رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىہُمْ جَہَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ

بالکل گندے ہیں اور (اخیر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے　ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق وخلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے　یہ اس لیے قسمیں کھائیں گے

لِتَرْضَوْا عَنْہُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْہُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۹۶﴾

کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ　سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو ان کو کیا نفع) کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا (ان منافقین میں سے)

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ

دیہاتی لوگ (یہی وہ)　کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے　اپنے رسول پر نازل　فرمائے ہیں۔

غزوۂ تبوک سے جب آپ مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو یہ آپ کے سامنے عذر پیش کریں گے کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے۔ سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے صاف فرما دیں کہ بس عدم شرکت کا عذر مت پیش کرو جو تم باتیں بناتے ہو ہم کبھی تم کو سچا نہیں سمجھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری واقعی حالت اور تمہارے نفاق کے بارے میں مطلع کر چکے ہیں۔

اور خیر اس کے بعد بھی اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے اور پھر آخرت میں ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے۔ اور پھر وہ تم کو تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہو گا اور شہادہ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی آ کر اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے کہ ہم معذور تھے۔

تاکہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان پر کوئی دار و گیر نہ کریں سو تم بھی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ وہ بالکل گندے ہیں اور اخیر میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کیتے اور کرتے تھے۔

اور نیز یہ اس لیے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں، سو اگر ان کی جھوٹی قسموں سے بالفرض آپ ان سے راضی بھی ہو جائیں تو حق تعالیٰ تو ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا

اور ان منافقین میں اسد و غطفان کے دیہاتی بوجہ سخت مزاجی کے کفر و نفاق میں بہت ہی سخت ہیں۔ اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیے کہ انھیں ان احکامات اور فرائض کا علم . . . . . . جو حق تعالیٰ نے کتاب اللہ میں اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور حق تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں بڑے علم والے ہیں۔ اور بڑی حکمت والے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو جرمانہ سمجھتا ہے اور

مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾

تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی) گردشوں کا منتظر رہتا ہے برا وقت انہیں (منافقین) پر پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ

اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے

اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیں گے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ ع

اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے

ہیں، ان ستر اونچ جو ان کے لئے تجویز کی ہیں۔

یا یہ کہ اس شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں، جو علم دین کے حصول کو چھوڑے، اور اس فیصلہ فرمانے ہیں کہ جو علم کو چھوڑے وہ جاہل ہے حکمت والے ہیں۔

اور ان اسد و غطفان میں سے بعض ایسا ہے کہ مسلمانوں کی شرما شرمی جو کچھ جہاد وغیرہ کے موقع پر خرچ کرتا ہے، اسے جرمانہ سمجھتا ہے، اور تم مسلمانوں کے واسطے موت و ہلاکت کا منتظر رہتا ہے، برا وقت انہیں منافقین پر پڑنے والا ہے، اور انہیں کا انجام برا ہونے والا ہے، حق تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی سزا و انجام کو جاننے والے ہیں۔

اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں، کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں، اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں، اسے عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لئے عند اللہ موجب قربت ہے، حق تعالیٰ ان کو اپنی جنت میں داخل فرمائیں گے، وہ بڑی مغفرت والے اور بڑی رحمت والے ہیں۔

یعنی جو ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں، اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے، اور بدر میں شرکت کی ہے، اور قیامت تک فرائض کی ادائگی اور معاصی سے اجتناب کرنے میں جتنے حضرات ان کے پیرو ہیں، حق تعالیٰ ان سب کے ایمان سے راضی ہوئے، اور وہ سب اس اللہ تعالیٰ سے ثواب اور جزا کے ملنے سے راضی ہوئے۔ اور حق تعالیٰ نے ان کے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمانِ الٰہی وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ الخ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ نازل ہوئی تھی۔

نیز عبد الرحمٰن بن معقل مزنی سے نقل کیا ہے کہ بن مقرن کے ہم دس حضرات تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۰۰﴾

باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕۛ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ؔۛ مَرَدُوْا

اور کچھ تمہارے گرد و پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال پر

عَلَی النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ

پہنچے ہوئے ہیں (کہ) آپ (بھی) انکو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو (اور منافقین کو آخرت سے پہلے) دُہری سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے

اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ۚ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا

کمال نفاق کی) پھر (آخرت میں) وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائینگے اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے

وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾

اور کچھ بُرے (سو) اللہ سے امید ہے کہ اُن (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماویں (یعنی توبہ قبول کرلیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی، اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، اور یہ حق تعالیٰ کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

اور کچھ قبیلہ اسد و غطفان میں سے اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے اور اس پر جمے ہوئے ہیں کہ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں، ہم ان کو ایک مرتبہ ان کی ارواح کے قبض کرنے کے وقت اور دوسری مرتبہ ان کو قبروں میں سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی) پھر یہ جہنم کے عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے۔

اور مدینہ والوں میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعۃ بن جذام انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری، ابوثعلبہ یہ اپنی خطا کے مقر ہو گئے، جو ان سے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بنا پر سرزد ہوئی ہے، اس سے قبل جو غزوات ہو چکے ہیں، اس میں تو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی تھی، اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی، سو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی کو معاف فرمائے، بلاشبہ جو ان میں سے توبہ کرے، حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت والے ہیں (جب ان حضرات کی توبہ قبول ہو گئی اور وہ ستونوں سے کھل چکے) تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مال لے کر آئے اور درخواست کی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا جائے، کیونکہ ہم مالوں ہی کی وجہ سے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الہی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو ابولبابہ اور ان کے ساتھ پانچ اور آدمیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھ دو، اور حضرات کو اپنی اس حرکت سے فکر اور ندامت ہوئی، اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا یقین کلی ہو گیا، اور کہنے لگے کہ ہم سایہ اور سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے لذت اٹھا رہے ہیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام آپ کے ساتھ جہاد میں معروف ہیں، خدا کی قسم اب ہم اپنے کو ستونوں سے باندھ دیں گے، اور ان کو نہیں کھولیں گے،

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ

آپ اُن کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان کو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کر دیں گے اور ان کیلئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ

صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

کی دعا ان کیلئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں

غزوہ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال نہیں لیا، تاوقتیکہ حق تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دے دیا اور بیان نہیں فرما دیا کہ کیا مال لینا چاہئے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے تہائی مال صدقہ جس کو یہ لائے ہیں لے لیجئے جس کے لینے کے ذریعہ سے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک وصاف کر دیں گے، اور ان کے لئے استغفار بھی کیجئے، اور دعا بھی فرمائیے، کیونکہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان قلب ہے، کہ ان کی توبہ قبول ہوگی، حق تعالیٰ ان کے اعتراف اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال راہ خدا میں خرچ کر دیجئے، خوب سنتے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا، اور تین حضرات اپنی حالت پر باقی رہ گئے، انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابولبابہ رضؓ اور ان کے ساتھی ہیں، جو جہاد میں شرکت نہیں کر سکے، انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا کہ اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ آپ ہی خود ان کو ستونوں سے نہ کھولیں، آپ نے یہ سنکر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا، تاوقتیکہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ یعنی اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا، انہوں نے کسی عذر کو نہیں بیان کیا یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ الخ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ۔

چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے عذر کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہو گئے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے، حق تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمالے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ الخ۔

اور ابن جریر نے علی بن ابی طلحہ رضؓ کے واسطہ سے ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، باقی اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب ابولبابہ رضؓ اور ان کے ساتھی کھول دیئے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرما لیجئے، اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الخ

نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

أَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ ٱلتَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ وَيَأْخُذُ ٱلصَّدَقَٰتِ وَأَنَّ

کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور (کیا اُن کو) یہ (خبر نہیں) کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے (کی

ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ ٱعْمَلُوا۟ فَسَيَرَى ٱللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُۥ

صفت) اور رحمت کرنے (کی صفت) میں کامل ہے اور آپ کہہ دیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے جاؤ (سو) ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول

وَٱلْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَٰلِمِ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾

اور اہل ایمان اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا

کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا، اور وہ ہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ حق تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں۔

نبی کریم آپ ان سے فرما دیجئے کہ توبہ کے بعد جو چاہے جو نیک کام کئے جاؤ اول تو دنیا ہی میں حق تعالیٰ اور اس کا رسول اور مؤمنین تمہارے عمل کو دیکھے لیتے ہیں، اور پھر مرنے کے بعد ضرور تم کو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کے پاس جانا ہے وہ تم کو تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کر دے گا۔

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو اور جو آئندہ ہو گا اور شہادہ جن امور سے بندے واقف ہوں اور جو امور ہو چکے ہوں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور عبد نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جن میں سے چار حضرات نے یعنی ابولبابہ رضؓ، مرداس رضؓ، اوس بن جذام رضؓ، اور ثعلبۃ بن ودیعہ رضؓ نے اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابوالشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابوسفیان کے واسطہ سے جابر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ تبوک میں جن حضرات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نہیں کی وہ چھ حضرات تھے، ابولبابہ رضؓ، اوس بن جذام رضؓ، ثعلبہ بن ودیعہ رضؓ، کعب بن مالک رضؓ، مرارہ بن ربیع رضؓ، ہلال بن امیہ رضؓ، چنانچہ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ نے آکر اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنے مال لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ جہاد میں عدم شرکت کے عوض ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا تاوقتیکہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ الخ۔ اس روایت کی اسناد قوی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہ رضؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ ابولبابہ رضؓ کی توبہ میرے حجرے میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کافر لوگ آپ کو ہنسا رہے ہیں، آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔

میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کر دوں، آپ نے فرمایا تمہاری مرضی تو میں حجرے کے دروازہ پر کھڑی ہوئی اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، میں نے کہا ابولبابہ رضؓ خوشخبری حاصل کرو، حق تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمالی، یہ سن کر صحابۂ کرام ان کو کھولنے کے لئے دوڑے تو انہوں نے فرمایا تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھ کو آکر نہ کھولیں اور کوئی نہ کھولے، چنانچہ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کھول دیا اور یہ آیت نازل ہوئی وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا الخ۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے (اور)

حَکِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

حکمت والا ہے اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہنچائیں اور (اس میں بیٹھ بیٹھ کر) کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں

وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ۭ

تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا اور رسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے ہماری کچھ نیت نہیں

وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔

اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ یہ لوگ اور ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الٰہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوہ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ انکی عدم شرکت کو معاف فرما دے، اور حق تعالیٰ ان کی توبہ اور تخلیف کو خوب جاننے والا ہے، اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً سترہ ہیں، انہوں نے ان اغراض کیلئے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو ضرر پہنچائیں، اور کفر و نفاق پر ثابت رہیں۔

اور اس وجہ سے کہ ایمان داروں میں تفریق ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھے، اور اس شخص کے قیام کا انتظار کریں، جو ان سے پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسول کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے، جس نے عیاذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاسق کہا تھا، اور پوچھو تو قسمیں کھا جائینگے کہ اس مسجد بنانے سے بجز مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں، تاکہ جس کی مسجد قبا میں نماز فوت ہو جائے اور اسے وہاں جماعت نہ ملے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے۔

اور حق تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ۔ ابن مردویہ نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا ہے کہ ابن شہاب زہری نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابورہم غفاری سے نقل کیا ہے، اور ابورہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں، جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے، اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجت مندوں اور سرد راتوں اور بارش والی راتوں کے لئے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمارے لئے اس مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھ دیجئے۔

آپ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے جس وقت واپس آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھ دیں گے، جب آپ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اوان مقام پر پڑاؤ فرمایا، جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹہ کا راستہ تھا، اس وقت حق تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا الخ۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ

آپ اس میں کبھی (نماز کے لئے) کھڑے نہ ہوں البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے (مراد مسجد قبا) وہ (واقعی) اس لائق ہے کہ آپ اس میں

تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

(نماز کیلئے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں　اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے

جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس مسجد شقاق میں کبھی نماز نہ پڑھئے۔

البتہ مسجد قبار جس کی بنیاد جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر رکھی گئی ہے، وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں، اور کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے، جو بنائی گئی۔

اور مسجد قبا میں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی کہ پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجا کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی حضرات کو جو پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں پسند کرتا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تو آپ نے مالک بن دخشن اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا، اور فرمایا اس مسجد کی طرف چلو، جس کے بنانے والے ظالم ہیں، اور اس کو منہدم کر دو اور جلا دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبار بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے بعض اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے جا کر مسجد نفاق بنائی، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، افتراق پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا ہے، ہلاکت ہو ان کے لئے کیا ارادہ کیا، اس پر وہ بولے یا رسول اللہ ہمارا تو صرف نیکی ہی کا ارادہ ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ابن مردویہ نے علی بن ابی طلحہ کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے مسجد بنائی تو ابو عامر نے ان سے کہا کہ اپنی مسجد کو آباد رکھو اور جو تم کو ہتھیاروں وغیرہ کی قوت حاصل ہو اس سے مضبوط رہو میں قیصر روم کے بادشاہ کے پاس جاؤں گا، اور روم سے لشکر لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو نکال دوں گا، چنانچہ جب یہ لوگ اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہو گئے ہیں۔

اور یہ خواہش ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔

اور واحدی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابو عامر راہب جس وقت آیا تو منافقین نے اس کے سامنے مسجد قبار کے مقابلہ کے لئے ایک مسجد بنانے کی پیش کش کی، تاکہ وہ ان کا امام بنے، چنانچہ جب وہ اس مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اس میں چل کر نماز پڑھ لیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔

ک۔ اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔ یہ آیت اہل قبار کے بارے میں نازل ہوئی، وہ حضرات پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے، تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ

پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی

بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

غار) کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو (دین کی) سمجھ

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ

ہی نہیں دیتا ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی ہاں مگر ان کے (وہ) دل ہی اگر فنا ہو جاویں

تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١١٠﴾ ع إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ ۳ ع ۱۱ ۲

تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اُن کی جانوں کو اور اُن

پھر سمجھ لو آیا ایسا شخص بہتر ہے، جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد قبار کی بنیاد حق تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص بہتر ہو گا جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد شقاق کی بنیاد کسی گھاٹی یا غار کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی پھر وہ عمارت اس بانی کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے، حق تعالیٰ ان منافقین کی نہ مغفرت فرماتا ہے، اور نہ ان کو نجات دیتا ہے، ان کی یہ عمارت گرنے کے بعد اس کی حسرت وندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر ان کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر۔ اور حق تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اس مسجد کے منہدم کرا دینے اور اس کے جلا دینے کے فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوۂ تبوک سے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے عامر بن قیس رضؓ اور مولیٰ مطعم بن عدی رضؓ کو روانہ کیا، انہوں نے اس مسجد ضرار کو جا کر منہدم کر کے اسے جلا دیا۔

خالص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے، یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں، جس

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ک اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ منورہ میں بواسطہ ولید بن ابی سندر اسلمی یحییٰ بن سہل، سہل انصاری رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل قبار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضرات قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے، فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ الخ۔

ک اور ابن جریر نے عطار سے نقل کیا ہے کہ اہل قبار میں سے کچھ لوگوں نے پانی کے ساتھ استنجا کرنا شروع کر دیا، ان کی فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اس میں ایسے آدمی ہیں الخ۔

ارشاد خداوندی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی الخ۔ ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ رضؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو آپ چاہیں شرط قرار دے دیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لئے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پر کاربند ہو جائیں تو پھر ہمیں کیا بدلہ ملے گا، آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہ یہ سن کر بولے یہ بیع بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اس کو واپس دیں گے اور نہ واپس لیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے الخ۔

وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ

کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ

اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون

مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ

وہ ایسے ہیں جو (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں (اور اللہ کی) عبادت کرنے والے (اور) حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے (اور) سجدہ کرنے

الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ

والے نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے (ہیں) اور ایسے مومنین کو (جن میں یہ

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ

صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجئے پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں

وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾

اگرچہ وہ رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں

ہیں کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں، اور گاہے دشمن ان کو قتل کرتا ہے، اس قتال پر ان سے ایسا سچا وعدہ کیا گیا ہے، جس کو حق تعالیٰ ضرور پورا فرمائے گا۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ حق تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو اور کون پورا کرنے والا ہے، تو اب تم اپنی اس مذکورہ بیع پر جس کا تم نے حق تعالیٰ سے معاہدہ ٹھہرایا ہے، جنت کی خوشخبری مناؤ، اور یہ جنت ملنا بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔ اب حق تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتا ہے کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں، اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد و ثنا کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع و سجدہ کرنے والے اور توحید و احسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رکھنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے (اور اس کا خیال رکھنے والے ہیں) آپ ایسے مومنین کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں، اس وجہ سے کہ کافر ہو کر مرے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ امام بخاری و مسلم نے سعید بن مسیب بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، ابو طالب کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا

اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے دعا مغفرت مانگنا وہ (بھی) صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر

تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

ہوگئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے (یعنی کافر ہو کر مرا) تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیمؑ بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے

اور رہا حضرت ابراہیمؑ کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کے سبب سے تھا، پھر جب ان کے والد کافر ہو کر مرے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی حضرت ابراہیمؑ بہت دعا فرمانے والے حلیم الطبع تھے۔

یا یہ کہ رحیم المزاج یا یہ کہ سردار یا یہ کہ آہ وزاری فرمانے والے یا یہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے پناہ چاہی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے چچا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لو تاکہ حق تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کر سکوں، یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بولا، اے ابو طالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں برابر ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخر ان کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لئے برابر استغفار کرتا رہوں گا، تاوقتیکہ مجھے اس سے روکا نہ جائے، تب یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا الخ۔

اور ابوطالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے، اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ۔ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ک۔ امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علی رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہا ہے، حالانکہ وہ مشرک تھے، میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتا ہے، وہ بولا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کے لئے استغفار کیا، حالانکہ وہ مشرک تھے، میں نے اس بات کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ الخ۔

یعنی پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے الخ۔

امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے ابن مسعود رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان تشریف لے گئے، اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی مناجات فرمائی، اس کے بعد روئے اور آپ کے رونے کے ساتھ میں بھی رویا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا وہ میری ماں کی قبر تھی، میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی، مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی، پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ الخ۔

اور امام احمد اور ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا، پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں دی گئی، چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ۔ الفاظ حدیث ابن مردویہ کے ہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ

اور اللہ تو ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں (اور) بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا ہے اور

یُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَی

مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (مسلم) کے حال پر توجہ

النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یا یہ کہ کسی قوم کے عمل کو باطل قرار دیدے تاوقتیکہ ناسخ ومنسوخ کو صاف صاف نہ بتلا دے۔

بے شک حق تعالیٰ ناسخ و منسوخ کو خوب جانتے ہیں۔

بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند سورج، ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت، جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر وہی قبروں سے اٹھائے گا، اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے، اور عذاب الٰہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنے والا ہے اور نہ کوئی مددگار۔

حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی، اور ان مہاجرین وانصار کے حال پر بھی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے، جب کہ آپ مکہ مکرمہ عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جا رہے تھے تو آپ نے عسفان کی گھاٹی پر نزول فرمایا۔

حافظ بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ نزول آیت کے چند اسباب ہوں، جن میں سے تقدم سبب ابو طالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے، اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرمایا ہے۔

بشارت خداوندی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ الخ امام بخاری وغیرہ نے کعب بن مالک سے نقل کیا ہے، بدر کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جونسا بھی غزوہ کیا ہے، میں آپ سے پیچھے نہیں رہا، جب غزوۂ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپ نے فرمایا اور لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان فرمایا الخ۔ اس کے بعد پوری روایت نقل کی اور اس میں ہے، پھر حق تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین وانصار کے حال پر بھی، نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی، اِتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ

جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان (گروہ)

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ

کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی)

خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے

أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا

تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے پھر ان کے حال

إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا ع ۱۴

پر بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بیشک اللہ تو بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں)

مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ

سچوں کے ساتھ رہو مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش (رہتے) ہیں ان کو

أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ

یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں

اب حق تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان فرماتا ہے، کہ جنہوں نے تنگی اور سختی کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، جس وقت کے زاد راہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی، گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی، اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، بعد اس کے کہ مؤمنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے کے بارے میں تزلزل ہو چلا تھا، مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تزلزل کو دور فرمایا، اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی، آخر کار وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو ہی گئے۔

اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالک رضؓ اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی، جن کی توبہ کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔

اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی، اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آگئے، اور انہوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کلی یقین کر لیا کہ خدا کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے سامنے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی توبہ کرنے کے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا، تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں، بیشک حق تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس پر بہت رحم فرمانے والے ہیں۔

یعنی عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مؤمنو جن باتوں کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور اٹھنے بیٹھنے اور جہاد میں جانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ رہو۔

مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ زیبا نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ

وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ

اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں (اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس کی اور

وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا

جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی . اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں

يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ

اجر ضائع نہیں کرتے اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے

وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ

یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ

الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ

(بھی) نہ چاہیئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے

نہ دیں، اور نہ یہ زیبا تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔

یا یہ کہ نہ یہ زیبا تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں، اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں آنے جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو، اور دشمنوں کو قتل کر کے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا، کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے

نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انہوں نے خرچ کیا، اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکیوں کے ثواب میں لکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا اچھا بدلہ دے۔

اور ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیئے کہ جہاد کے لئے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا مدینہ منورہ میں رہنے دیں (کیوں کہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے)۔

سو ایسا کیوں نہ کیا جائے، کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جہاد میں جایا کرے، اور کچھ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا الخ۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا نازل ہوئی، اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے، اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے، اس پر منافقین بولے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے۔ یہ دیہاتی ہلاک ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،

وَمَا كَانَ الخ۔

لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ

تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں تاکہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس واپس آویں ڈراویں تاکہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر

يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَ ع ١٥ ٤

بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں اے ایمان والو اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس (رہتے) ہیں اور ان کو

لْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ

تمہارے اندر سختی پانا چاہیئے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس اُن سے ڈرو دوست) اور جب کوئی سورۃ (جدید)

سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا

نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین (غربا مسلمین سے بطور تمسخر کہتے ہیں کہ (کہو) اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی سو (سنو) جو لوگ ایمان دار ہیں اس

فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

سورت نے اُن کے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے

جماعت مدینہ منورہ (اپنے وطن میں رہ جایا کرے) تاکہ یہ باقی ماندہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علماء شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں، اور تاکہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں، ان کو دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے ڈراویں، تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے، اور کن کن چیزوں سے روکا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی، وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے، تو مدینہ منورہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آکر مدینہ منورہ میں چیزوں کا بھاؤ گراں کر دیا، اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا، تو حق تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرمادی۔

نیز عبداللہ بن عبید بن عمیر رض سے نقل کیا ہے، کہ مومنین جہاد کے جذبہ و شوق میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ چند کمزور آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو بنی قریظہ، نضیر، فدک، خیبر سے لڑو، اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیئے، اور گروہ مومنین یہ یقین رکھو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے، اور جب کوئی سورت جدید نازل کی جاتی ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بعض غریب مسلمانوں سے (بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، رجاء و یقین میں ترقی دی، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے (اگر جواب چاہتے ہو تو سنو) کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین و خوف و رجا میں ترقی دی، اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے (جس سے اور ان کی ترقی ہوئی ہے) خوش ہو رہے ہیں۔

اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا آزار ہے، تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی اور شک بڑھا دیا۔

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۱۲۵﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ

ان میں اُن کی (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے اور کیا اُن کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ

يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾

ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے) باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنیکی آئندہ امید ہو)

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہیں پھر بھگ دیتے ہیں

انصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ

(یہ لوگ مجلس نبوی سے گیا پھرے) خدا تعالٰی نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں)۔ (اے لوگو) تمہارے

رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ

پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (ایمانداروں کے

رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں پھر اگر یہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) کہ میرے لئے (تو) اللہ تعالٰی (حافظ و ناصر

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾

کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا کفر کرنے ہی کی حالت میں مر گئے۔

اور کیا ان منافقین کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ اپنے مکر و خیانت اور عہد شکنی کی بنا پر ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں، مگر پھر بھی ان خیانتوں اور بد عہدیوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔

اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے، اور اس میں ان منافقین کی حرکات شنیعہ کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں، تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ کہیں تم کو صحابہ کرام میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا، اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چل دیتے ہیں، حق تعالٰی نے بھی ان کا دل حق و ہدایت سے پھیر دیا ہے، یا یہ کہ حق و ہدایت سے انہوں نے روگردانی کی ہے، تو اس روگردانی کی بنا پر حق تعالٰی نے ان کے دلوں کو حق و ہدایت سے پھیر دیا، اس بنا پر کہ وہ نہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اے لوگو! خصوصیت سے مکہ والو تمہارے پاس عربی ہاشمی پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس بشر سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، تمہاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، پھر بالخصوص تمام ایمان داروں کے ساتھ تو بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے توبہ کرنے اور آپ کی اتباع کرنے سے روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے میرا کیا نقصان ہے، میرے لئے تو حق تعالٰی حافظ و ناصر کافی ہے۔

اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا، اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

آیاتہا ۱۰۹ ——— (۱۰) سُوْرَۃُ یُوْنُسَ مَکِّیَّۃٌ (۵۱) ——— رکوعاتہا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى

یہ پرحکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔ کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی

رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ

بھیج دی کہ سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس (پہنچ کر)

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۂ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

ان کو پورا مرتبہ ملے گا کافر کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلاشبہ صریح جادوگر ہے۔

سورۂ یونس۔ یہ پوری سورت مکی ہے بجز اس آیت، وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهٖ الخ کے، کیونکہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور یہ مدنی آیت ہے، اور اس سورت میں چالیس آیتوں کے بعد یہ آیت ہے۔

نیز اس سورت میں ایک سو نو (۱۰۹) آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو دو (۱۸۰۲) کلمات اور چھ ہزار پانچسو سڑسٹھ (۶۵۶۷) حروف ہیں۔

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)۔ یعنی میں حق تعالیٰ ہوں، جو سب کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں، جو حلال وحرام کو بیان کر رہی ہیں۔

کیا مکہ والوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی کے مثل ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی تاکہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعہ ڈرائیے۔

اور مؤمنین کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنائیے، یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہنچکر پورا مرتبہ ملے گا، یا یہ کہ ان کے لئے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں، یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں۔

مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو جھوٹا جادو ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ یونس) بسم اللہ الخ فرمان الٰہی اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا الخ ابن جریر نے ضحاک کے واسطہ سے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور بولے کہ حق تعالیٰ کی شان سے یہ چیز بعید ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَكَانَ لِلنَّاسِ یعنی کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی۔ اور یہ آیت نازل فرمائی، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الخ۔ چنانچہ جب حق تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو بولے کہ اگر انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا تھا تو معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اشرف ہوتا مقصود ان کا یہ تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ الخ۔

المنزل الثالث

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی

بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کر دیا پھر عرش (یعنی تخت

عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

شاہی) پر قائم ہوا وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (اس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں (کرسکتا) بدون اس کی اجازت کے ایسا اللہ تمہارا

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ

رب (حقیقی) ہے سو تم اس کی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل کو سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ اللہ نے (اس کا سچا وعدہ کر

حَقًّا ؕ اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

رکھا ہے بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو) پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف

بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا

کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر

كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۴﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ

کی وجہ سے وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس (چال) کے لئے منزلیں

مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ

مقرر کرلیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو

بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعۃ المبارک ہے، جن میں سے ہر ایک دن کی درازی ایک ہزار سال کے برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور مسلط ہوا اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے، یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے، یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔

اس کے سامنے کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش نہیں کرسکتا، مگر حق تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔

جو ان تمام امور کو کرتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے، سو تم اسی کی توحید بجا لاؤ، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

مرنے کے بعد تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، یہ سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً ہونے والا ہے، بے شک وہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا۔

تاکہ ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لاتے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کی انصاف کے ساتھ جنت بدلہ میں عطا کرے، اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، ان کو انتہا درجہ کا کھولتا ہوا پانی ملے گا، اور ایسا دردناک عذاب ہوگا، جس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔

وہ اللہ ایسا ہے، جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لئے آفتاب اور رات کو روشنی کے لئے چاند بنایا، اور ان کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ ۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور دن

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۞ ۶

کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ

ہیں جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کی کچھ خبر نہیں)

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۞ ۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ ۸ اِنَّ

اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے (اور) یقیناً جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ

لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کے مقصد (یعنی جنت) تک پہنچا دے گا ان کے (مسکن کے) نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۞ ۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ

نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں۔ ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور ان

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ ۱۰ ع

کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور ان کی (اس وقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

یہ چیزیں حق تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لئے پیدا کی ہیں، اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں، صاف صاف علامات توحید بیان کر رہے ہیں۔

بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی زیادتی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ حق تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کئے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

جن لوگوں کو بعث بعد الموت کا کھٹکا نہیں، اور بعث بعد الموت کا وہ اقرار نہیں کرتے، اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انہوں نے اختیار کر لیا ہے، اور اس پر وہ خوش ہو گئے، اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، اور اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔

ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال اور اعمال شرکیہ کی وجہ سے دوزخ ہے، اور یقیناً جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی تو بوجہ ان کے مؤمن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں داخل کر دے گا، جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی خواہش ظاہر کریں گے، تو ان کے منہ سے سبحان اللہ نکلے گا، جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے، لے کر حاضر ہو جائیں گے، اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام السلام علیکم ہوگا، اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی اخیر بات یہ ہوگی، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر (ان کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لئے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ

پورا ہو چکا ہوتا سو (اس لئے) ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر (بلا عذاب چند روز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہیں اور جب

الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ

انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں

مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

تو پھر اپنی پہلی حالت پر آ جاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَاۗءَتْهُمْ

مستحسن معلوم ہوتے ہیں (جس طرح ہم نے ابھی بیان کیا ہے) اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواع عذاب سے) ہلاک کر دیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا (یعنی کفر و شرک)

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

حالانکہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (جیسا ہم نے ابھی بیان

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

کیا ہے) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں۔

اور اگر لوگوں کی برائی کے لئے جلدی مچانے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہیں، حق تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے، سو ہم ان لوگوں کو جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں، ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ یہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح جن کو کچھ نظر ہی نہیں آتا بھٹکتے رہیں۔

اور جب کافر یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی سختی یا بیماری پہنچتی ہے، تو لیٹے بھی ہم کو پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف اور سختی ہٹا دیتے ہیں، تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی سابقہ حالت پر آ جاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی، اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمال شرکیہ اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہم کو پکارتے ہیں اور فراخی و خوشحالی میں بھول جاتے ہیں۔

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا، جب کہ انہوں نے کفر و شرک کیا، حالانکہ ان کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے تھے، اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے، جب کہ یثاق میں اس چیز کی تکذیب کر چکے تھے، ہم مشرکین کو اسی طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔ پھر اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد ان کے بجائے دنیا میں ہم نے تم کو آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح اعمال صالحہ کرتے ہو۔

اور جب ان استہزاء کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں، جو بالکل صاف صاف اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا

تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے) یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے یا (کم سے کم) اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے آپ یوں

يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ

کہہ دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے

اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ

پہنچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں آپ یوں کہدیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو

عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا

یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا کیونکہ اس سے پہلے بھی تو میں ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ

عقل نہیں رکھتے سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے یقیناً

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب ابدی ہوں گے) اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

اُن کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو

تو یہ لوگ جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں، اور وہ اس کا استہزاء کرتے ہیں، تو یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لائیے یا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کر دیجئے، یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت کر دیجئے، محمد صلی اللہ آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں کچھ ترمیم کروں، میں تو وہ ہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن کریم بذریعہ وحی میرے پاس پہنچتا ہے، اگر میں اس میں تبدیلی کردوں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں، سو تو نہ تو میں تم کو یہ قرآن کریم پڑھ کر سنا سکتا، اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس قرآن کریم کی اطلاع دیتا، کیونکہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے بھی چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں، اور اس وقت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکلا، تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے۔

اس شخص سے زیادہ ظالم اور دلیر کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرے یقیناً مشرکین عذاب الٰہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے نہیں ہوں گے۔

یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا و آخرت میں ضرر پہنچا سکیں، اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں ان کو نفع پہنچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو، جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ

معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے اور تمام

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر (اپنی گمراہی سے) انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ

تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل

ع ۲ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾

ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ

اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت کرنے لگتے

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ

ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دیگا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰىٓ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہانتک کہ جب (بعض اوقات) تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لیکر

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا

چلتی ہیں اور وہ لوگ (اُن کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں

اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع و نقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاد اور شریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حضرت ابراہیمؑ یا حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے، اس کے بعد حق تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں، تو اپنے گمراہی سے بعض مومن ہو گئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں یہ ہلاک ہو چکے ہوتے۔

اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا، جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے نزول معجزہ کا علم صرف خدا کو ہے، تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں، اور جب ہم ان کفار کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو، کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں، تو فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجئے حق تعالیٰ اس شرارت کی سزا سخت ترین دے گا، چنانچہ بدر میں حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

ہمارے فرشتے جو کچھ تم افترا پردازیاں کر رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب لکھ رہے ہیں، یعنی جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو، وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے، یہانتک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو، اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں، اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں،

جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

(اس حالت میں دفعتاً) ان پر ایک جھوکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (بُرے) آگھرے

اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ

(اس وقت) سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

(موحد) بن جاویں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو (اس مہلک سے) بچالیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف واقطار) زمین میں ناحق کی

الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ

سرکشی کرنے لگتے ہیں اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ

اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اٹھا رہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے (اور اس کی سزا دیں گے) بس دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے

كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے زمین کی نباتات جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

گنجان ہوکر نکلے یہاںتک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی اور اس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ

اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

اب ہم اس پر بالکل قابض ہوچکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے پالہ یا خشکی یا اور کچھ) سو ہم نے

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ

اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی۔

اس حالت میں دفعتاً ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین مخالف ہوا کا آتا ہے، اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں، اس وقت انہیں اس بات کا قطعی یقین اور علم ہوجاتا ہے کہ سب ہلاک ہوجائیں گے، تب سب خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں، کہ اگر آپ ہم کو اس مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچالیں تو ہم ضرور فرمانبردار مؤمن بن جاویں، پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق سے بچالیتا ہے، تو وہ فوراً ہی ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں۔

اے مکہ والو یہ تمہاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم وستم تمہارے لئے وبال جان ہونے والی ہے۔ اور دنیاوی منافع فانی ہیں، ان کو بقا نہیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تم کو آنا ہے، پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے تھے، ہم سب تم کو جتلا دیں گے۔

دنیاوی زندگی کی بقا اور فنا کی حالت تو ایسی ہے، جیسا کہ ہم نے بارش برسائی، جس سے زمین پر پھل اور دانے اور گھانس پھونس خوب گنجان ہوکر نکلے، یہاںتک جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی، اور وہ نباتات سبز، سرخ اور پیلے ہوگئے، اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس کے نباتات پر پورے قابض ہوگئے، تو ایسی حالت میں ہماری طرف عذاب آگیا، جیسا کہ بکریاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتیوں کو تباہ وبرباد کر دیتی ہیں، تو ہم نے ایسا صاف کر دیا جیسا کہ وہ کل یہاں موجود ہی تھی، جیسا کہ گرمیوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ

ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے۔

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ

اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں

وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾

(خدا کا دیدار) بھی اور ان کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھاویگی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا

اور جن لوگوں نے بدکام کئے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان کو ذلت چھا لے گی ان کو اللہ

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

(کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکیگا (ان کے چہروں کی کدورت کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت لپیٹ دیئے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ

سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾

آپس میں پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء (ان سے خطاب کرکے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے

ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے جو امور دنیا و آخرت میں سوچتے ہیں، اور حق تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعہ دار البقاء کی طرف بلاتا ہے، سلام حق تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر ہے، اور جسے چاہتا ہے، دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق دیتا ہے (جس سے دار البقاء تک رسائی ہو سکتی ہے)۔

جو حضرات توحید کے قائل ہوئے، ان کے لئے جنت ہے، اور مزید برآں خدا تعالیٰ کا دیدار بھی یا یہ کہ ثواب میں زیادتی ہے اور ان کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی، اور نہ غم و ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔

اور جن لوگوں نے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کیا، تو اس کی سزا میں ان کو دوزخ ملے گی، اور ان کو ذلت و غم چھا لیگی، اور انہیں عذاب الٰہی سے کوئی نہ بچا سکے گا، گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے۔ یہ لوگ دوزخی ہیں، اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور جس روز ہم ان سب کفار اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے، اور ان لوگوں سے جنہوں نے بتوں کو حق تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے۔

تب کافر بولیں گے کہ انہوں نے ہم کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں، اور ان کے معبود انکی تردید کرکے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے بیشک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ

اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرلے گا اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاویں گے اور جو کچھ معبود

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ

تراش رکھے تھے سب ان سے غائب (اور گم) ہو جاویں گے (کوئی بھی تو کام نہ آوے گا) آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا

يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

ہے یا (یہ بتلاؤ) وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز)

مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ

کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوالات کیجئے) سو ضرور وہ (جواب میں) یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل اللہ ہے) تو ان

اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

سے کہئے کہ پھر (شرک سے) کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے (اور جب امر حق ثابت ہوا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہو

کا حکم دیا تھا، تب ان کے معبود بولیں گے، سو ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی، اور ہم سے بے خبر تھے۔

اس مقام پر ہر ایک شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں، اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے، لوٹا دیئے جائیں گے، اور جو انہوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ وہ کون ہے، جو آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے نباتات اور پھل اگاتا ہے، یا یہ بتلاؤ کہ وہ کون ہے، جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت اور اختیار حاصل ہے، اور وہ کون ہے جسے جاندار چیز کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے۔

یعنی بچوں اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے، یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے، یا یہ کہ گیہوں کی بالوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔

اور وہ کون ہے جسے بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا، اور ان کے معاملات میں نظر فرماتا ہے، اور فرشتوں کے ذریعہ وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

سو ضرور جواب میں وہ یہ ہی کہیں گے کہ ان سب افعال کا فاعل اللہ ہے، تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے پھر حق تعالےٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے، سو جو یہ تمام امور کرتا ہے، وہ ہی تمہارا رب حقیقی ہے، اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر حق تعالےٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت رہ گئی، بجز شیطان کی پوجا کے پھر حق تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ

اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے اب (ان سے) یوں (بھی) کہیے

هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہ کیا تمہارے (تجویز کیے ہوئے) شرکا میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی مخلوق کو پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو (اور) آپ (ان سے یوں) کہیے کہ کیا تمہارے شرکا میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو

الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی) بتلاتا ہے تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَمَا يَتَّبِعُ

یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو (اے مشرکین) تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو اور ان میں سے اکثر

اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (غرض) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب

يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

خبر ہے (وقت پر سزا دیدے گا) اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو

اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کفار کے لیے کیونکہ یہ ایمان نہیں لائیں گے، علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں بھی کہیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے، کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں روح ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ بھی پیدا کرے، اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن پیدا کرے گا، پھر تم کہاں کی افترا پردازی کرتے ہو۔

یا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمائیے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلائے اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ ہی امر حق اور ہدایت کا بھی رستہ بتلاتا ہے۔

تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بے بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر رستہ نہ سوجھے، تم کو کیا ہوا کہ اپنے لیے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

بلکہ ان میں سے اکثر اپنے معبودوں کی صرف بے اصل خیالات پر پرستش کر رہے ہیں، یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق یہ پرستش عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی مفید نہیں۔

یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں۔

یقیناً حق تعالیٰ کو سب خبر ہے۔

اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تلاوت کرتے ہیں افترا کیا ہوا نہیں ہے۔

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ

بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (و شبہ) کی

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا

نہیں (اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو افترا کر لیا ہے آپ کہہ دیجیے کہ تو پھر تم اس کے مثل ایک ہی سورۃ (بنا) لاؤ اور جن کے لیے

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ

نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لیے) بلا لو اگر تم سچے ہو بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے

يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

صحیح و مستقیم ہونے) کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس (قرآن کی تکذیب) کا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی (امور حقہ کو)

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا

جھٹلایا تھا سو دیکھ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا (برا) ہوا (اسی طرح ان کا ہوگا) اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان لے آویں گے اور بعضے ایسے ہیں کہ

يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

اس پر ایمان نہ لاویں گے اور آپ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور (ان دلائل کے بعد بھی)۔

بلکہ یہ تو توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کی توحید اور صفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تصدیق کرنے والا ہے، اور نیز قرآن کریم حلال وحرام اور اوامر و نواہی کی تفصیل بیان کرنے والا ہے، اس میں کوئی بات شک و شبہ کی نہیں ہے، اور وہ تمام جہانوں کے آقا و مالک کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

باوجود اس کے کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف سے افترا کر لیا ہے، آپ ان سے کہہ دیجیے اچھا تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ اور اپنے معبودان باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لئے بلا سکو، ان کو بلا لو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو (نعوذ باللہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اپنی طرف سے افترا کر لیا ہے۔

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے، اور ہنوز ان کو اس قرآن کریم کا تکذیب کا جس سے ان کو قرآن کریم میں ڈرایا گیا ہے، اخیر نتیجہ نہیں ملا، جو کافر ان سے پہلے ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح کتب سماویہ اور رسول جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی اور قرآن کریم کی تکذیب کرتی ہے سو دیکھ لیجئے ان مشرکین کا جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا برا انجام ہوا، یا یہ کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں، اور اس کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں، جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آویں گے۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائیں گے اور حق تعالیٰ ان یہودیوں کو خوب جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا، اور کون ایمان نہیں لائے گا، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَ

اگر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (بس اخیر بات) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم میرے کئے ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور (میں) تمہارے کئے

اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں اور (آپ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیجئے کیونکہ) ان میں (گو) بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سنا

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي

(کر ان سے ماننے کا انتظار کرتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور (اسی طرح) ان میں بعض ایسے ہیں کہ (ظاہرا) آپ کو (مع معجزات و کمالات) دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ

رستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

کو تباہ کرتے ہیں اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کریگا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن

يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا

کی ایک آدھ گھڑی رہے ہونگے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ دنیا

مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کی قوم آپ کے فرمانات میں آپ کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجئے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھکو ملیگا اور تمہارا کیا ہوا اور تمہارا دین تم کو ملے گا۔

تم میرے کئے ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو، اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جواب دہ نہیں، اور ان یہود میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں، یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے، اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جو ظاہرا آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا رستہ دکھلا رہے ہیں، گو ان کو بصیرت بھی نہیں اور حق و ہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہ کریں۔

حق تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتا اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتا ہے، لیکن لوگ کفر و شرک اور معاصی کی بنا پر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں۔

اور جس دن حق تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے، اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکیں گے۔ خسارے میں وہ لوگ پڑے جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا، کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی، اور یہ کفر و ضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ

اور جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دے دیں سو ہمارے پاس تو انکو

شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ

آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہے اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول (ان کے پاس) آچکتا ہے

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

(اور احکام پہنچا دیتا ہے اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا

صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ

کب (واقع) ہوگا اگر تم سچے ہو (تو واقع کیوں نہیں کرا دیتے) آپ فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا

أَجَلٌ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ

ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (سو) جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو (اس وقت) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (یہ بتلاؤ کہ) عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں، اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یا اس عذاب کے دکھلانے سے قبل ہی جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں، ہم آپ کو وفات دے دیں، تو ہر صورت میں ان کو مرنے کے بعد ہمارے پاس تو آنا ہی ہے۔ پھر یہ کہ حق تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کی اطلاع رکھتا ہے۔

اور ہر ایک دین والوں کے لئے ایک رسول ہوا ہے، جو ان کو حق تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا، سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس آچکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا، یا کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے، اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی، اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے (اور یہ لوگ وعید سن کر بقصد تکذیب) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ یہ وعدۂ عذاب کب واقع ہوگا، اگر تم سچے ہو۔

سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور کسی ضرر کے دفع کرنے کا اختیار رکھتا ہی نہیں، مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دفع کرنے کا خدا کو منظور ہے۔

ہر ایک دین والوں کے لئے ایک معین وقت اور مہلت ہے، سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آپہنچتا ہے تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجئے یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو آپڑے، تو پھر تم کیا کرو گے، اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے، جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہنے لگیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرما دیجئے

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ

کیا پھر جب وہ (اصل موعود) آہی پڑے گا (اس وقت) اس کی تصدیق کرو گے ہاں اب مانا حالانکہ (پہلے سے تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے پھر ظالموں (یعنی مشرکوں)

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے۔

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾

اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (اور وہ

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ

عذاب بیا چاہے اور تم بچ جاؤ) اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کر ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب دیکھیں تو (مزید

لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾

آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آوے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب کتاب ہوگا)

کہ اب تو تکذیب کر رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آپڑے گا، تب تصدیق کرو گے، اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے ڈر سے ایمان لاتے ہو، حالانکہ پہلے سے تم بطور استہزاء اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔

پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے، آخرت میں اب اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(غایت تعجب میں) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے، اور تم کسی طریقہ سے عذاب الہٰی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتے۔

اور اگر ہر ہر مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ ساری زمین میں بھر جائے، تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الہٰی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے، اور جب یہ رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غرباء سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان رؤسا اور غرباء کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی، اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ اضافہ کیا جائے گا۔

یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب خدا ہی کی ملک ہیں۔ اور یاد رکھو حق تعالیٰ کا وعدہ کہ مرنے کے دوبارہ زندہ ہونا ہے سچا ہے، اور یقیناً ہونے والا ہے، لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے، وہی دوبارہ زندہ کرتے جان ڈالتا ہے، اور وہی دنیا میں جان نکالتا ہے، اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ

اور جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دے دیں سو ہمارے پاس تو انکو

شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ

آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہے اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول (ان کے پاس) آچکتا ہے

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

(اور احکام پہنچا دیتا ہے اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا

صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ

کب (واقع) ہوگا اگر تم سچے ہو (تو واقع کیوں نہیں کرادیتے) آپ فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر کے دفع کرنے کا اختیار رکھتا

أَجَلٌ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ

ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (سو) جب اُن کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو (اس وقت) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (یہ بتلاؤ کہ) عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں، اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یا اس عذاب کے دکھلانے سے قبل ہی جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں، ہم آپ کو وفات دے دیں، تو ہر صورت میں ان کو مرنے کے بعد ہمارے پاس تو آنا ہی ہے، پھر یہ کہ حق تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کی اطلاع رکھتا ہے۔

اور ہر ایک دین والوں کے لئے ایک رسول ہوا ہے، جو ان کو حق تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا، سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس آچکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا، یا کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسول کو بچا لیا جاتا ہے، اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی، اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے (اور یہ لوگ وعیدیں سنکر بقصد تکذیب) اور ہر ایک قوم اپنے اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ یہ وعدۂ عذاب کب واقع ہوگا، اگر تم سچے ہو۔

سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور کسی ضرر کے دفع کرنے کا اختیار رکھتا ہی نہیں، مگر جتنا اختیار نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دفع کرنے کا خدا کو منظور ہے۔

ہر ایک دین والوں کے لئے ایک معین وقت اور مہلت ہے، سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آپہنچتا ہے تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجئے یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو آپڑے،
تو پھر تم کیا کرو گے، اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے، جسے یہ مشرک لوگ
جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہنے لگیں
کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان
سے فرما دیجئے

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ

کیا پھر جب وہ (اصل موعود) آہی پڑے گا (اس وقت) اس کی تصدیق کروگے ہاں اب مانا حالانکہ (پہلے سے تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے پھر ظالموں (یعنی مشرکوں)

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے۔

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾

اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کرسکتے (کہ وہ

وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ

عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ) اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب عذاب دیکھیں تو (مزید

لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾

آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آویگی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے

هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب کتاب ہوگا)

کہ اب تو تکذیب کر رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آپڑے گا، تب تصدیق کرو گے، اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے ڈر سے ایمان لاتے ہو، حالانکہ پہلے سے تم بطور استہزا اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔

پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے، آخرت میں اب اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(غایت تعجب میں) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے، اور تم کسی طریقہ سے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کرسکتے۔

اور اگر ہر ہر مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ ساری زمین میں بھر جائے، تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الٰہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے، اور جب یہ رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غرباء سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان رؤسا اور غرباء کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی، اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ اضافہ کیا جائے گا۔

یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب خدا ہی کی ملک ہیں۔ اور یاد رکھو حق تعالیٰ کا وعدہ کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے سچا ہے، اور یقیناً ہونے والا ہے، لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے، وہی دوبارہ زندہ کرنے کے لئے جان ڈالتا ہے، اور وہی دنیا میں جان نکالتا ہے، اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں سے روکنے کیلئے) نصیحت ہے اور دلوں میں جو (برے کاموں سے) روگ (ہو جاتے) ہیں ان کیلئے

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

شفا ہے اور راہنمائی کرنیوالی ہے اور رحمت (اور ذریعۂ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات) ایمان والوں کیلئے آپ (ان سے) کہدیجئے (کہ جب قرآن ایسی چیز ہے) تو پس لوگوں کو خدا کے اس

فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ

انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے وہ اس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں آپ (ان سے) کہدیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو

فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ

کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا آپ (ان سے) پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افترا

مَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

ہی کرتے ہو اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

فضل ہے لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں (ورنہ توبہ کر لیتے) اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ

پڑھتے ہوں اور (اسی طرح اور لوگ بھی جتنے ہوں) تم جو کام بھی کرتے ہو

مکہ والو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان برے کاموں سے روکنے کے لئے نصیحت ہے، جن پر تم قائم ہو، اور دلوں میں جو ان کاموں سے روگ ہو گئے ہیں، ان کے لئے شفا ہے، اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے، اور عذاب کے لئے باعث رحمت ہے، اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لئے ہیں۔

سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے اصحاب سے فرما دیجئے کہ لوگو خدا کے انعام سے جو کہ قرآن کریم عطا کر کے کیا ہے، اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تم کو توفیق دی ہے، خوش ہونا چاہیئے، اور یہ قرآن کریم اور دین اسلام اس دنیاوی اموال سے بدرجہا بہتر ہے، جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔

آپ ان مکہ والوں سے کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ حق تعالیٰ نے جو تمہارے لئے کھیتیاں اور جانور پیدا کئے تھے، پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے انتفاع حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا، یعنی بحیرہ، سائبہ اور حام اور مردوں کے لئے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھئے کیا اس چیز کی تم کو تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی، یا محض حق تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے افترا کرتے ہو، اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں، ان کا قیامت کے متعلق کیا گمان ہے، کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

واقعی لوگوں پر حق تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، کہ اس نے ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے، لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں، اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خواہ کسی حال میں ہوں، اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن کریم کی سورت یا آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جو نیکیاں اور برائیاں کرتے ہیں

إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ

ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم) سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب

ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ

نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے کہ یہ سب (بوجہ

مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناگوار واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر)

وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ

مغموم ہوتے ہیں وہ (اللہ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف

لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ

وحزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے اور آپکو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام

لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي

غلبہ (اور قدرت بھی) خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے وہ (انکی باتیں) سنتا ہے (اور ان کی حالت) جانتا ہے (وہ آپکا بدلہ ان سے خود لے لیگا) یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین

الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ

میں ہیں (یعنی جن وانس اور فرشتے) یہ سب اللہ ہی کے (مملوک) کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں (خدا جانے) کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے

ہم کو تمہاری سب حالتوں اور تمہاری تلاوت اور تمہارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے، جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآن کریم کی تکذیب میں لگتے ہو، اور اعمال عباد میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں، اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے، اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور بھاری ہے، مگر یہ سب بوجہ احاطۂ علم الٰہی کے لوح محفوظ میں مرقوم ہے، یاد رکھو مومنین کو نہ کسی عذاب کے آنے کا اندیشہ ہے، اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر مغموم ہوتے ہیں اور وہ کون حضرات ہیں اب حق تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے پرہیز رکھتے ہیں، ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی کہ وہ رؤیائے صالحہ دیکھتے ہیں یا ان کو دکھلائے جاتے ہیں، اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی، خوشخبری ہے۔

اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے، جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی، اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے نجات ملے گی۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب غم میں نہ ڈالے، ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ خدا ہی کو حاصل ہے، وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے،

یاد رکھو کہ تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی مملوک ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے، اور جو لوگ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پرستش کر رہے ہیں، یہ محض بے سند خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں

وقف لازم

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا

کہ (خوب روشن ہونے کے) دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل (توحید) ہیں ان لوگوں کیلئے جو (تدبر کے ساتھ ان مضامین کو) سنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کہی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اس کے محتاج ہیں) اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس (بجز بیہودہ دعوی

سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

کے) اس (دعویٰ) پر کوئی دلیل (بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں (جیسے

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ

مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ دنیا میں (چند روزہ) تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم ہوا جاتا ہے) پھر (مرکر) ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم

نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ

ان کو ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت (کا مزہ) چکھا دیں گے۔ اور آپ ان کو نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیے (جو کہ اس وقت واقع ہوا تھا)

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو

فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ

میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے

ہیں، اور یہ رؤسا صرف فقراء کو دھوکہ دینے کے لئے قیاسی باتیں اور افتراء پردازی کر رہے ہیں۔

اور تمہارا خدا ایسا ہے، جس نے تمہارے لئے رات کو پیدا کیا، تاکہ تم اس میں آرام کرو، اور دن کو بھی اسی طرح بنایا کہ وہ آنے جانے کے لئے روشنی کا ذریعہ ہے، اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لئے عبرت کی چیزیں ہیں، جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

کفار مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللہ اس کی ذات بابرکت تو ولد اور شریک سے منزہ اور پاک ہے، اور وہ ولد و شریک کسی کا محتاج نہیں، تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کی ملک ہیں، تمہارے پاس تمہارے اس دعوے پر جو کہ تم حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں، بلکہ تم حق تعالیٰ پر جھوٹ افتراء پردازی کرتے ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں، وہ کبھی عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائیں گے، اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گزار رہے ہیں، پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور حق تعالیٰ پر جھوٹ افتراء پردازی کے بدلے سزائے سخت کا مزہ چکھا دیں گے۔

اور آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنائیے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تم کو میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الٰہی سے میرا تم کو ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے اور اسی کے میں نے اپنے تمام کام سپرد

فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا

سو تم (میرے ضرر پہنچانے کے متعلق) اپنی تدبیر (جو کچھ کر سکو) مع اپنے شرکاء (یعنی بتوں) کے پختہ کر لو پھر تمہاری وہ تدبیر تمہاری گھٹن (اور دلگی تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے

اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧٠﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ

کر گزرو اور مجھ کو (اصلاً) مہلت نہ دو - پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ سمجھ کر) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگ لیوں گا) میرا معاوضہ

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧١﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ

تو صرف (حسب وعدہ کرم) اللہ ہی کے ذمہ ہے اور چونکہ مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں طاعت کرنے والوں میں رہوں سو (باوجود اس موعظت بلیغہ کے بھی) وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

پس (اس عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے اس عذاب سے انکو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ان کو (زمین پر) آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہ گئے تھے) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى

تھا ان کو (اس طوفان میں) غرق کر دیا سو دیکھنا چاہئے کیسا (برا) انجام ہوا ان لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جا چکے تھے پھر نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی

قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ

طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس معجزات لیکر آئے (مگر) پھر بھی ان کی ضد اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ جس چیز کو انہوں نے اول (دہلہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ

لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) ہم اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں پھر ان (مذکورین) پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور

هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا

ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات (عصا اور ید)

کر دئے ہیں، سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکار کی مدد کے پختہ کر لو، پھر تمہارے اس معاملہ میں التباس نہ ہو، اور تمہاری وہ تدبیر تمہارے نقصان کا باعث نہ ہو، اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزرو، اور مجھے ذرا بھی مہلت مت دو۔

پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں، ایمان لانے سے اعراض کئے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا، کیونکہ میں تم کو جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں، اس پر ثواب و معاوضہ تو صرف حق تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے، اور چونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر رہوں۔

سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی کی تکذیب کرتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مؤمن حضرات تھے، غرق ہونے سے نجات دی، اور ان کو زمین پر آباد کیا، اور اس کا خلیفہ بنایا، اور جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی، ان کو غرق کر دیا، سو دیکھنا چاہئے کیسا برا انجام ہوا، ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تھا، مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہ لائے۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا، سو وہ ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے، پھر بھی جس چیز کی عہد و میثاق سے قبل انہوں نے تکذیب کر دی تھی یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں، اسی طرح ہم ایسے لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں، بند لگا دیتے ہیں۔

پھر ہم نے ان مذکورہ رسولوں کے بعد موسیٰ و ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یکہ

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

دے کر بھیجا سو انہوں نے (دعوٰی کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اسی لئے اطاعت نہ کی) پھر جب (بعد دعوٰی کے) ان کو ہمارے پاس سے

قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

(نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہنچی تو وہ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے۔ موسٰی (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو کہ

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جائے اور (تم خوب سمجھ لو کہ) ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى

اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہماری قلم رو میں ہیں) حاضر کرو (چنانچہ جمع کئے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسٰیؑ سے مقابلہ ہوا)

اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ

موسٰیؑ نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسٰیؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے یہ یقینی بات ہے کہ

اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

اللہ تو اس (جادو) کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالٰی ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالٰی دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے

بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

اپنے نو معجزات ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات یا یہ کہ مالوں کو نیست و نابود کرنے کی دعا کا حق دے کر بھیجا، سو انہوں نے کتاب خداوندی رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے تکبر کیا، اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب رسول اور معجزات آئے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ موسٰی علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (معاذ اللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے، اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ عیاذ باللہ موسٰی علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم کتاب، اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچے، ایسی بات کہتے ہو، حالانکہ جادوگر عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے، ان لوگوں نے موسٰی علیہ السلام سے کہا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ان بتوں کی پرستش سے ہٹا دو، اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے، اور فرعون بولا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

جب وہ آئے تو موسٰی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تم کو ڈالنا ہو سو ڈالو، سو جب انہوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب موسٰی علیہ السلام نے فرمایا جادو یہ ہے جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔

حق اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے، کیونکہ حق تعالٰی جادوگروں کا کام بننے نہیں دیتا، اور حق تعالٰی دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے، گو مشرکین کو یہ چیز کیسی ہی ناگوار گزرے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) پر (شروع شروع میں) ان کی قوم میں سے صرف تھوڑے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ

ڈرتے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) ان کو تکلیف (نہ) پہنچا دے اور واقعہ میں (ڈرنا ان کا بے جا نہ تھا کیونکہ) فرعون اس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد (انصاف)

مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

سے باہر ہو جاتا تھا اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو (تو سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسی پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ

ان کافروں سے نجات دے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی (ہارون ؑ) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے (بدستور) مصر میں

بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ

گھر برقرار رکھو اور (نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور (یہ ضروری ہے کہ) نماز کے پابند رہو اور (اے موسیٰ) آپ

مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا

مسلمانوں کو بشارت دیدیں اور موسیٰ ؑ نے (دعا میں) عرض کیا اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال

لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا

دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپکی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست نابود کر دیجئے ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے جس

موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے، اس پر فرعون کی قوم میں قلیل آدمی جن کے آبا قبطی اور ان کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ان کو قتل نہ کر دے۔

اور واقعی فرعون دین موسوی کا سخت مخالف اور مشرکوں میں سے تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا، کہ اسی پر توکل کرو جب کہ تم مؤمن ہو۔

انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا، کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مت مسلط فرما، کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر سمجھیں، اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے۔

اور ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی، کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بنالو، اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہو، اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دے دیں

موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا) اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال، اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کر دیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے، سو یہ ایمان نہ لانے پاویں،

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا

ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر

تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ

مستقیم رہو۔ اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں اور ہم نے بنی اسرائیل کو (اس) دریا سے پار کر دیا پھر ان

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ

کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے (دریا میں) چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے) تو سراسیمہ ہو کر) کہنے

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ

جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور (معائنہ آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوب کے) آج ہم تیری لاش (دریا

بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا

میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتوں سے

لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ ع ۹ / ۱۰ / ۱۴

غافل ہیں (اور مخالفت احکام الٰہیہ سے نہیں ڈرتے) اور ہم نے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں (جنات و عیون وغیرہ سے

تا وقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

حق تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ایمان، اطاعت خداوندی اور تبلیغ رسالت پر مستقیم رہو، اور ان لوگوں کے طریقہ کو مت اختیار کرنا، جو توحید خداوندی کو نہیں جانتے، اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کر دیا، تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا، لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے جس پر موسیٰ اور ان کی قوم ایمان لائی، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

تب جبریل امین نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ مقبول نہیں) اور غرق ہونے سے قبل تو حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا، اور ارض مصر میں قتل و شرک۔ اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے کر مفسدوں میں داخل رہا۔

سو آج ہم تیری لاش کو تیری مرصع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے، تاکہ تو ان کفار کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں، کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے۔

اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسول کے منکر ہیں۔

اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں اتارا، اور ہم نے من و سلوے اور غنیمتیں ان کو کھانے کو دیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

کیا تھے کو دین سوانہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس (احکام کا علم پہنچ گیا یقینی بات ہے کہ آپکا رب ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ

قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ (عملی) کریگا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے پھر اگر بالفرض آپ اس (کتاب) کی طرف سے شک (وشبہہ) میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو

يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت و انجیل ہیں تو وہ قرآن کو سچ بتلائیں گے) بیشک آپ کے پاس آپکے رب کی طرف سے کتاب آئی ہے آپ

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾

ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہوں اور (نہ شک کرنے والوں سے بڑھ کر) ان لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ نعوذ باللہ) تباہ نہ ہو جاویں

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپکے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ ایمان نہ لاویں گے ثابت ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے)

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

پہنچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں۔

اور یہود و نصاریٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کے بارے میں علم پہنچ گیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا، جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر بالفرض والتقدیر آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کی ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ دیکھئے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شائبہ نہیں تھا، اس لئے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا، بلکہ حق تعالیٰ کا مقصود اس کتاب خصوصی سے ذات اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، بلکہ مراد آپ کی قوم ہے (کہ وہ لوگ قرآن کی حقانیت میں اگر شبہ کرتے ہیں تو اہل کتاب سے اس کے بارے میں تحقیق کر کے دیکھ لیں وہ بتلا دیں گے کہ توریت و انجیل میں قرآن کریم کی پیشین گوئی موجود ہے (عابد)۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں، جس میں گزشتہ لوگوں کی بھی خبریں ہیں، سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد عام لوگ ہیں، اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب کی، کہیں نعوذ باللہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچا بیٹھیں۔

یقیناً جن لوگوں کے بارے میں علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے، وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

گو ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جائیں، جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ بدر، احد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا

(مگر اس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا) چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے

عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا اور (اے قوم

لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا

وقری کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے۔ سو (جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

میں وہ ایمان ہی لے آویں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدون خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر

عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا

(کفر کی) گندگی واقع کر دیتا ہے آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ

تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ

(عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں (یہ بیان ہوا ان کے عناد کا) سو وہ لوگ (بدلالت حال) صرف ان لوگوں کے سے

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں

چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا ہے، مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا (کیونکہ ان کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہ ہوئی تھی) ہاں مگر یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو سود مند ہوا جب وہ ایمان لائے تو اس سخت ترین عذاب کو ہم نے دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا، اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے پروردگار کی مشیت ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے، سو جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان ہی لے آویں۔

حالانکہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں، اور حق تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے، کفر اور تکذیب کی گندگی کو واقع کر دیتا ہے۔

یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان لانے کے خواہاں اور کوشاں تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم چاند، سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا کیا چیزیں زمین میں ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور کرنے سے تمہارے لئے توحید پر دلیل عقلی قائم ہوگی، اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں، ان کو رسولوں کی دھمکیاں اور دلائل کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔

تو کیا ان کے لئے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے، جس کی بنا پر یہ ان کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں، جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (تو اس کے) انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ (اس کے) انتظار کرنیوالوں میں ہوں پھر ہم (اس عذاب سے) اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے

ع ۱۰ كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ ؏ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ

۱۵ تھے (جس طرح ان مومنین کو ہم نے نجات دی تھی) ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں (حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف

شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ

سے شک (اور تردد) میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا

اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ لا وَاَنْ اَقِمْ

ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو (منجانب اللہ) یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ اور یہ کہ اپنے آپ کو اس

وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ

دین (مذکور توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) خدا (کی توحید) کو

اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ

چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا کہ جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر خدا

یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

کی عبادت کی) تو تم اس حالت میں (اللہ کا) حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنیوالا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی راحت

سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم بھی نزول عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ نزول عذاب اور تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے، بچا لیتے ہیں ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں، وہ ہمارے ذمہ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے فرما دیجئے، کہ اگر تم کو دین اسلام کے بارے میں شک و تردد ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا، جن بتوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری ارواح کو قبض کرتا ہے، اور پھر مرنے کے بعد وہ تم کو زندہ کرے گا، اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مؤمنین کے ساتھ ان کے دین پر ہوں۔

اور نیز اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خالص حق تعالیٰ کے لئے کر دوں، اور یہ حکم ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو مت اختیار کرنا۔

اور یہ حکم ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا، کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی و اخروی پہنچا سکے، اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیا و آخرت میں نقصان پہنچا سکے، پھر اگر بالفرض والتقدیر ایسا کیا تو تم اپنے کو نقصان پہنچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور اگر حق تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہنچا دے، تو بجز اس کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں۔

اور اگر وہ تم کو کوئی نعمت اور راحت پہنچانا چاہے، تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں (بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرمائیں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہنچ چکا ہے۔ سو (اس کے پہنچ جانے کے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاویگا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہ راست پر آوے گا

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

اور جو شخص (اب بھی) بے راہ رہیگا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال بھی) اس پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا اور آپ اس کا اتباع کرتے رہیئے جو

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع۱۲

کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور (ان کی کفر وایذا پر) صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کردیگے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے

اٰيَاتُهَا ۱۲۳ ——— (۱۱) سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۲) ——— رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑی رحمت والے ہیں

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

الرا (کے معنی تو اللہ کو معلوم) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں وہ کتاب ایسی ہے کہ) ایک حکیم

خَبِيْرٍ ﴿۱﴾

باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے (آئی) ہے

وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو، جس کو چاہیں نوازیں، اور جو توبہ کرے اس کی مغفرت فرمانے والے ہیں، اور جو توبہ کی حالت میں مر جائے، اس پر بڑے رحیم ہیں۔

آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ مکہ والو کتاب الٰہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہنچ چکا ہے، سو جو کتاب اور رسول کے ذریعہ راہ راست پر آجائے گا، اس کا ثواب اسی کو ملے گا، اور جو شخص کتاب اور رسول کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی، اور میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہو گئی۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپ کو دئیے جاتے ہیں، آپ اسی کا اتباع کیجئے، اور اسی پر صبر کیجئے، تاوقتیکہ حق تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں، اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرمانے میں تمام فیصلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

تمت سورۃ یونس فللہ الحمد والمنۃ یوم الخمیس شہر ذیقعد۔

سورۂ ہود - یہ پوری سورت مکی ہے، اور اس میں ایک سو بائیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو پچیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الرا - یعنی میں وہ خدا ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حلال و حرام اور امر و نواہی سے محکم کی گئی ہیں کہ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا، اور وہ کتاب ایک حاکم باخبر کی طرف سے آئی ہے۔

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ڈرانے والا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک

ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي

وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ

فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾ إِلَى اللَّهِ

عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے تم (سب کو

مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤﴾ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ

اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے　　یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو (اور اوپر سے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں)

لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

تاکہ اپنی باتیں خدا سے چھپا سکیں　　یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت (دوہرے ہو کر) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں

يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٥﴾

اور جو کچھ وہ باتیں ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے۔

جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے، اور جو اس کی عبادت کرتا ہے، اور جو عبادت نہیں کرتا، اس کو ان سب کی پوری خبر ہے، اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ توحید خداوندی کے قائل ہو، اور میں تم کو حق تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانے والا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں۔

اور تم حق تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تم کو وقت مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوش عیشی دے گا، اور اسلام میں ہر ایک زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت میں زیادہ ثواب دے گا، اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں، کہ تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا، تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے، اور وہ ثواب و عقاب پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

یاد رکھو کہ اخنس بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور آپ سے اظہار محبت کر کے آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت وہ اپنے سروں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں، اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے، وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور جو کچھ وہ قتال اور سختی وغیرہ کے ساتھ یا یہ کہ آپ سے اظہار محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں، وہ بھی وہ جانتا ہے، جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے، وہ سب جانتا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ک۔ امام بخاری رحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان الٰہی اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ برہنہ ہو کر قضائے حاجت کرنے میں آسمان کی طرف ستر کھولتے ہیں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولنے میں اپنے پروردگار سے شرماتے تھے، انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزر ہوتا تھا تو وہ اپنا

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ

اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا

مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہے سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (بھی منضبط اور مندرج) ہیں　اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ

چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے　اور اگر آپ (لوگوں

قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا

سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد (قیامت کے دن دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے تو (ان میں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعث کی خبر ہے) کہتے ہیں

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا

کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے　اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ اس میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار و استہزاء

يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ

کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس دن (وقت موعود پر) وہ (عذاب) ان پر آپڑیگا

سب کی روزیوں کا ذمہ دار اور کفیل حق تعالیٰ ہے، وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مر کر کس جگہ مدفون ہوگا، سب جانتا ہے، ہر ایک جاندار کی روزی اور اس کی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں مقدار معینہ اور معلومہ کے ساتھ محفوظ و منضبط ہے۔

اور تمہارا معبود برحق وہ ہی ہے، جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا، ان میں سے ہر ایک دن کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی، ان چھ دنوں کی ابتداء اتوار کے دن سے تھی، اور ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا، اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا، اور حق تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا، اور پیدا کرنا اس لئے ہے تاکہ تم کو آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے، اور اگر آپ ان کفار مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے تو کفار مکہ کہتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کر رہے ہیں، یہ تو نرا صاف جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

اور اگر ہم ان سے وقت مقررہ یعنی غزوہ بدر تک عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں، تو یہ اہل مکہ بطور استہزاء اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب کو ہم سے کون چیز روک رہی ہے، یاد رکھو جس وقت وہ عذاب وقت موعود پر ان پر آپڑے گا تو وہ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

سینہ دوہرا کر لیتا تھا تاکہ آپ اس کو نہ دیکھ سکیں، تب یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نازل ہوئی، تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آرہی ہے لہٰذا رک جاؤ، تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رک گئے اس کے بعد پھر اپنے مکر و فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے، ان کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ الخ یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں۔

اور ابن جریر نے ابن جریج رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

ع ۲

لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا

تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب) کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا اور اگر ہم انسان کو

الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ

اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے

نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾

بعد جوکہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو (ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا (اب کبھی نہ ہوگا پس) وہ اترانے لگتا ہے

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾

شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ اچھے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا

شاید آپ (تنگ ہوکر) ان احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو (کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے

أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

کہ وہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو) ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا، یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا چالتا) کیوں نہیں آیا۔ آپ تو بہ (ان کفار کے اعتبار سے) صرف ڈرانے والے

شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾

ہیں اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شے پر (تو) اللہ ہی ہے۔

عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ جس عذاب کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آگھیرے گا۔

اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے تو وہ حق تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکر ہو جاتا، اور اگر اس کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہے، کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی، اور اترانے لگتا ہے، اور نعمت خداوندی کی ناشکری کر کے شیخی بگھارنے لگتا ہے، مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں، اور انہوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے وہ ایسا نہیں کرتے، بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر شکر خداوندی کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا میں مغفرت اور جنت میں عظیم الشان ثواب ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سو شاید ان کے استہزاء سے تنگ ہوکر آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔

اور ان امور کی بجا آوری میں آپ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا، تاکہ آپ عیش و عشرت کے ساتھ زندگی گزارتے، یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا، آپ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں۔

اور ان کی باتوں اور ان کو عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا جاننے والا اللہ ہی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ

کیا (اسکی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اسکو (اپنی طرف سے) خود بنالیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو

اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ

تمہاری بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور (اپنی مدد کے لئے) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلالو اگر تم سچے ہو پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا (کہ اس کی مثل بنا لاؤ)

فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

نہ کر سکیں تو تم (ان سے کہہ دو کہ اب تو) یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت) سے اترا ہے اور یہ (بھی یقین کر لو) کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ

(یا نہیں) جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزا) انکو دنیا ہی میں پورے طور سے

فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت

صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ

میں سب (کا سب) ناکارہ (ثابت) ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ

سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰؑ کی کتاب ہے جو کہ (احکام بتلانے کے اعتبار سے) امام ہے اور رحمت ہے

بلکہ کفار مکہ تو نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے، اور پھر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔

تو آپ ان سے جواب میں فرما دیجئے کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں خود بنا کر لے آؤ، جیسا کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، سورۂ نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔

اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد طلب کر لو، اگر تم سچے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن کریم اپنی طرف سے بنا یا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الٰہی اترا ہے، تو پھر اب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ حق تعالیٰ نے اس پر فرض کئے ہیں، محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دے دیتے ہیں، اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی، یہ لوگ جو دنیا میں غیر اللہ کے لئے نیکیاں کرتے ہیں، وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر مار دی جائیں گی، اور آخرت میں ان کو ان کے اعمال خیر کا کچھ ثواب نہیں ملے گا، جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے، کیونکہ انہوں نے یہ نیکیاں غیر اللہ کے لئے کی تھیں۔

کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو، جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک گواہ منجانب اللہ یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے، اور ایک قرآن کریم سے قبل موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے، جو ان پر بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے، جو اقتداء کرنے والوں کے لئے امام اور جو اس پر ایمان لائے، اس کے لئے رحمت ہے۔

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا

ایسے لوگ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور (کافر کا حال یہ ہے کہ) جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے سو (اے مخاطب) تم

تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾

قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلاشک وشبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے پاس سے (آئی ہے) لیکن (باوجود ان دلائل کے غضب ہے کہ) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاویں گے اور (اعمال کے) گواہ

الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾

فرشتے (علی الاعلان) یوں کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں سب سن لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ

جو کہ (اپنے کفر و ظلم کے ساتھ) دوسروں کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور اس (راہ) میں کجی (اور شبہات) نکالنے کی تلاش (اور فکر) میں رہا کرتے تھے تاکہ دوسروں کو گمراہ کریں

كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن

اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے یہ لوگ (تمام) زمین (کے تختہ) پر (بھی) خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی مددگار ہوا

دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ

(کہ بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی یہ لوگ سن نہ سکتے تھے

جو حضرات یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور وہ اس قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کا ٹھکانا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے وہ اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا، کیونکہ قرآن کریم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے، یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا، بلاشک وشبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے، مگر اہل مکہ ایمان نہیں لاتے۔

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرام علی الاعلان یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر حق تعالیٰ کا عذاب ہے۔

جو کہ دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں، اور اس میں کجی اور شبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے، اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے بھی منکر تھے۔

یہ لوگ کسی مقام پر عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے، اور عذاب الٰہی سے خدا کے علاوہ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا، ایسے سرداروں (لیڈروں) کو دوہری سزا ہوگی۔

یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے، یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف کانوں کو متوجہ نہیں کرتے تھے۔

وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا

اور نہ (غایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے　یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش رکھے تھے (آج) اُن سے سب غائب (اور گم) ہو گئے

يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

کوئی بھی تو کام نہ آیا بس)　لازمی بات ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے　بیشک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا

اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے　ایسے لوگ اہل جنت ہیں　(اور) وہ اس میں ہمیشہ

خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ

رہا کریں گے　دونوں فریق (مذکورین یعنی مومن و کافر) کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اس کو کہنا

يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ　ع ۲

بہت آسان) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں، کیا تم (اس تفاوت کو) سمجھتے نہیں اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو انکی قوم کے پاس رسول بنا کر (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ تم اللہ کے

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾

سوا کسی اور کی عبادت مت کرو　میں تم کو (در صورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ

سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں　اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع انہیں لوگوں

اور نہ غایت عناد سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے، یا یہ کہ غایت بغض سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے یہ رؤساء وہ لوگ ہیں، جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے، نہ ان کو جنت میں اہل و عیال ملیں گے، اور نہ محلات اور نہ خدم وحشم بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین ان نعمتوں کے وارث ہوں گے۔

اور جو جھوٹے معبود انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے غائب ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے، اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے سے سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے۔

یقیناً جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور پورے طریقہ پر اطاعت خداوندی کی، اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے انقیاد اور خشوع کو ظاہر کیا، ایسے حضرات اہل جنت ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی، بہرا بھی، یعنی کافر اندھے کی طرح نہ حق و ہدایت کی طرف دیکھتا ہے، اور بہرے کی طرح حق و ہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا، اور مومن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق و ہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اطاعت خداوندی اور ثواب میں مومن کی برابری کر سکتا ہے، کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔

نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس منجانب اللہ رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی عبادت مت کرو اور میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہو گا، یہ سن کر قوم نوح کے سردار بولے کہ اے نوح ہم تو تم کو اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں

اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ

لے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے پھر) وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے اور ہم تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے

بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب کے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے میری نبوت

اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

ثابت ہوتی ہے اور اس نے مجھ اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو پھر وہ (نبوت یا اس کی حجت) تمکو نہ سوجھتی ہو تو (میں کیا کروں مجبور ہوں) کیا ہم اس (دعویٰ یا دلیل) کو تمہارے

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا

گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ اور (اتنی بات اور زائد فرمائی کہ) اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ پر) کچھ مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور

بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانے والے ہیں لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت کر رہے ہو

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ

(اور بیدھنگی باتیں کر رہے ہو) اور (بالفرض و بالتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ تبلاؤ) مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے

لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ

پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر

اور ہم دیکھتے ہیں کہ تم پر وہ ہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل رذیل اور کمزور اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انہوں نے ایسا کیا ہے۔

اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے تم بھی کھاتے پیتے ہو، جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہارے دعوے میں تم کو بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے، اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولت اسلام عطا فرمائی ہو، اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تم کو شبہ ہو یا میں نے تم کو شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعویٰ کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور کسی طرح تمہارے حلق میں اس کو اتار دیں، اور تم اس کا انکار کئے جاؤ۔

اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے، اور تمہارے کہنے سے میں تو ان ایمان داروں کو نکالتا نہیں یہ لوگ تو اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، اس چیز پر وہاں جا کر یہ مجھ سے مخاصمہ کریں گے۔

لیکن تم ہی لوگ حکم الٰہی سے جہالت کر رہے ہو، اور اگر تمہارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذاب الٰہی سے مجھے کون بچائے گا، کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

اور میں اس بات کا بھی مدعی نہیں کہ حق تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے پاس ہیں، اور نہ غیب کی باتیں جاننے کا میں دعوے دار ہوں، کہ کب عذاب نازل ہوگا، اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنفُسِهِمْ

ہوں ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا ان کے دل میں جو کچھ ہے اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے تو (اگر ایسی بات کہہ دوں تو)

إِنِّي إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا

اس صورت میں ستم ہی کر دوں - وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث تو کر چکے پھر بحث بھی بہت کر چکے سو (اب ہم بحث و حجت نہیں کرتے) جس چیز سے تم ہم کو

بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن

دھمکایا کرتے ہو (کہ عذاب آجاویگا) وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو انہوں نے فرمایا کہ اسکو اللہ تو بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لاویگا اور

شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ

(اس وقت پھر) تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں

إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے کیا یہ لوگ

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾

کہتے ہیں کہ محمد (صلعم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عاید) ہوگا (اور تم میرے جرم سے بری الذمہ ہو گے

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ

اور میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ رہونگا اور نوح ؑ کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں اور کوئی (نیا) شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لاویگا

اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں اور تم کو وہ نہیں جچتے، میں ان کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ حق تعالیٰ تصدیق ایمان کے صلہ میں ان کو عزت و اکرام نہ دے گا، ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو حق تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے، میں تو اگر ان کو اپنے پاس سے دور کر دوں تو اپنے کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں، وہ لوگ بولے کہ نوح ؑ تم ہم سے بحث کر چکے، اور دین آبائی کے علاوہ دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے، اور بحث اور دعوت بھی بہت کر چکے، بس اب تو وہ عذاب لے آؤ، جس سے تم ہم کو دھمکاتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا، نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عذاب کو تو حق تعالیٰ ہی تم پر لائے گا، اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعہ وہ ہی تم کو عذاب دے گا، اور اس وقت تم عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکو گے۔

اور میری دعوت اور میرا عذاب خداوندی سے تم کو ڈرانا تمہارے کام نہیں آسکتا، گو میں تم کو کیسا ہی عذاب الٰہی سے ڈراؤں اور توحید کی دعوت دوں، جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔

وہ ہی سب سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے، اور مرنے کے بعد تم کو اسی کے پاس جانا ہے، وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

بلکہ قوم نوح تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام ہمارے پاس لے کر آئے ہیں، یہ انہوں نے خود تراش لیا ہے، تو آپ فرما دیجئے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا، اور تمہارے گناہوں سے میں بری الذمہ رہوں گا، اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی، کہ اب تک جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا

سو جو کچھ یہ لوگ (کفر و ایذاء و استہزاء) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور (یہ سن لو کہ)

تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا

مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا کیونکہ وہ سب غرق کئے جاویں گے اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور (اثنائے تیاری میں) جب کبھی

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ

ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گزر ہوتا تو ان سے ہنسی کرتے آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم

كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

ہم پر ہنستے ہو سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی

عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ

عذاب نازل ہوتا ہے یہاں تک کہ (جب ہمارا) حکم (عذاب کا قریب) آپہنچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے (نوح سے) فرمایا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک

كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ

ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس (کشتی) میں چڑھا لو اور اپنے گھروں کو بھی (چڑھا لو) باستثناء اس کے جس پر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہو چکا ہے اور (گھر والوں کے علاوہ) دوسرے

مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي

ایمان والوں کو بھی اور بجز قلیل آدمیوں کے ان کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی میں سوار ہو جاؤ (اور کچھ اندیشہ مت کرو کیونکہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا

لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤١﴾

(سب) اللہ ہی کے نام سے ہے، بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔

لہٰذا ان کے افعال کفریہ اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجئے، تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے بارے میں کچھ گفتگو نہ کرنا، کیونکہ یہ سب بذریعہ طوفان غرق کئے جائیں گے۔

چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے، اس دوران میں جب کسی رئیس گروہ کا ان پر سے گزر ہوتا تو حضرت نوحؑ کو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر ان سے ہنسی کرتے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے، جیسا کہ آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

سو تم کو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ہلاک اور ذلیل کرنے والا عذاب آ رہا ہے اور آخرت میں اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے، غرضیکہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہنچا، اور تنور میں سے پانی ابلنا شروع ہوا، یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثناء ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہو چکا ہے، اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان والوں کو بھی کشتی میں چڑھا لو، اور صرف اسی ہی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

نوح علیہ السلام نے اپنے متبعین سے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ، اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا، اور جس مقام پر چاہے گا، اس کو روکے گا، میرا رب بہت ہی مغفرت فرمانے والا، اور تائب پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ

اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا

يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ

کہ میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو

يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالَ

پانی (میں غرق ہونے) سے بچا لیگا نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے اور دونوں

بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٤٣﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَ

(باپ بیٹوں) کے بیچ میں ایک موج حائل ہوگئی پس وہ (بھی مثل دوسرے کافروں کے) غرق ہوگیا اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہوگیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر

يَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ

موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا

بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي

کہ کافر لوگ رحمت سے دور اور (جب) نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے

وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ

اور آپ کا (یہ) وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں

اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی، اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا، وہ کشتی سے علیحدہ مقام پر تھا، یا کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو کر کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے۔

وہ بولا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا، جو مجھے غرق ہونے سے بچا لے گا، نوح علیہ السلام نے فرمایا آج حق تعالیٰ کے اس عذاب و قہر سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر حق تعالیٰ رحم کرے۔

یعنی مؤمنین پر، اور کنعان اور نوح یا کہ کنعان اور پہاڑ یا یہ کہ کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی، اور وہ بھی طوفان میں غرق ہوگیا۔

اور جب کفار سب غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا پانی سب نگل، اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی، جس کے مقدر میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا، اور کشتی کوہ جودی پر آ ٹھہری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے، اور کہہ دیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور، اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں سے ہے، جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا، اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں (کیوں کہ یہ سر دست ایمان دار نہیں، آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے بچانے اور میرے گھر والوں میں سے جو مؤمن ہوں انکے بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یہ تمہارے ان گھر والوں میں سے نہیں ہے، جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے،

إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ

(جو ایمان لا کر نجات پا جیتے بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی (محتمل) چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم

أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ

(آئندہ) نادان نہ بن جاؤ (یعنی ایسی دعا نادانی کی بات ہے) انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی

لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٧﴾ قِيلَ يَا نُوحُ

درخواست کروں جسکی مجھ کو خبر نہ ہو اور گزشتہ معاف کر دیجئے (کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرمادیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمادینگے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا کہا گیا کہ اے نوح (اب جودی سے

اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

زمین پر) اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہونگی اور ان جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہونگی کہ ہم ان کو (دنیا میں) چند روز عیش دیں گے

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٨﴾ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا

پھر (آخرت میں) ان پر ہماری طرف سے سزائے سخت واقع ہوگی یہ قصہ (آپ کے اعتبار سے) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپکو پہنچاتے ہیں اس

یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں گرفتار ہے، یا کہ اس کی نجات کے بارے میں آپ کی دعا مرضی کے مخالف ہے، سو مجھ سے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو، جن کی آپ کو خبر نہیں کہ یہ اہل نجات سے ہیں یا نہیں۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جن کی تم کو خبر نہیں کہ کہیں تم نادان نہ بن جاؤ۔

نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں، جس کے ناجی ہونے کی مجھے اطلاع نہ ہو۔

اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے، اور مجھے دارو گیر فرمائیں گے، تو میں بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔

جب پانی بالکل اتر گیا، تب نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح اب کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی، اور اس اہل سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے، اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انہیں چند روزہ عیش دیں گے، اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سزائے سخت ہو گی، اور وہ اہل شقاوت سے ہوں گے۔

ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسّی سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے، اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو سال کی تھی، اور کشتی کی لمبائی وہ تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ کی تھا، اور تیس ہاتھ کے بقدر اونچی تھی، اور کشتی کے اوپر نیچے تین طبقے تھے، پہلے طبقہ میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا، اور دوسرے طبقے میں جنگلی جانوروں کو سوار کیا، اور سب سے اوپر والے حصہ میں انسانوں کو سوار کیا، جو اسّی آدمی تھے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں، اور مرد و عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا، اور کشتی میں حضرت نوح کے تین لڑکے بھی تھے سام، حام، یافث، انتہی، یہ قصہ آپ کے اعتبار سے منجملہ اخبار غیب کے ہے، جن کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس بواسطہ جبریل امین امم ماضیہ کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچاتے

كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ إِنَّ الْعَاقِبَةَ

(قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو صبر کیجئے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ

لئے ہے۔ اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ

(تم صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں تم محض مفتری ہو اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ)

إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا

کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو (عدم محض سے) پیدا کیا پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور)

إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

پھر (ایمان لا کر) اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب بارشیں برسا دیگا اور (ایمان ہی کی برکت سے) تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کر دے گا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم

مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ

رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی نہیں اور ہم آپ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑنے

وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ○ إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ

والے ہیں نہیں اور ہم کسی طرح آپ کا یقین کرنے والے نہیں (اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کر دیا ہے

اور قرآن کریم سے قبل ان گزشتہ قوموں کے واقعات کو نہ آپ جانتے تھے، اور نہ آپ کی قوم سو آپ اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب پر صبر کیجئے، یقیناً نیک انجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی حضرات کے لئے ہے، جو کفر و شرک اور جملہ فواحش سے بچنے والے ہیں

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے نبی ہود علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر تم کو ایمان لانے کا حکم دیا جائے، تم بتوں کی عبادت کر کے حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو کیونکہ تم کو ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا۔

اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو اس اللہ کے ذمہ ہے، جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے، کیا تمہارے اندر انسانوں والا دماغ نہیں۔

اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اور اسی سے اپنے گناہوں کو معاف فرماؤ توبہ اور اخلاص کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاؤ، وہ تم پر جب بھی تم کو ضرورت پیش آئے گی، ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا، اور تم کو بادشاہت اور اولاد کے ذریعہ اور قوت دے کر تمہاری قوت میں ترقی کر دے گا، حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان سے اعراض مت کرو۔

قوم بولی آپ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی، اور ہم آپ کے مجرد کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں، اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

اور آپ جن باتوں سے روکتے ہیں، ہمارا تو خیال یہ ہے، کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

قَالَ إِنِّيٓ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوٓا أَنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُونِهٖ فَكِيدُونِي

ہود (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سن لو اور) گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جنکو تم خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے

جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ ۚ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

ہو سو تم (اور وہ) سب مل کر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو (اور) پھر ذرا مجھ کو مہلت مت دو میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے، جتنے روئے

إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ

زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے سے ملتا) ہے۔ پھر اگر (اس بیان بلیغ کے بعد بھی) تم (راہ حق سے) پھرے ہوئے تو

أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّونَهٗ

میں تو معذور سمجھا جاؤں گا کیونکہ) جو پیغام دیکر مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کر دیگا اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے

شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَّالَّذِينَ

بالیقین میرا رب ہر شئی کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور (سامان عذاب شروع ہوا سو) جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) پہنچا ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ

آمَنُوا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا

اہل ایمان تھے انکو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچا لیا اور ان کو (کیسی چیز سے بچا لیا) ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے

بِآيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوٓا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي

رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم (اور) ضدی تھے۔ اور (ان اعمال کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اس دنیا میں

حضرت ہود نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے بتوں سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں۔

لہٰذا تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کر لو۔ اور پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو، اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو۔

میں نے اپنے تمام معاملات کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے، جو میرا بھی خالق، اور تمہارا بھی خالق، اور میرا بھی رازق اور تمہارا بھی رازق ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں، سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے، وہ ہی موت وحیات دیتا ہے، یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے، یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے، جو اس کے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے، اور وہ دین اسلام ہے، پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے اعراض کئے جاتے ہو، تو رسالت اور تمہاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا، وہ میں تم کو پہنچا چکا ہوں، اور تمہاری جگہ میرا رب تم سے بہترین اور طاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا، اور اپنی ہلاکت سے حق تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو، میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال کی نگہداشت کرتا ہے، اور وہ اس سے باخبر ہے۔

اور جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی عنایت سے حضرت ہود اور ان کے ہمراہ جو اہل ایمان تھے، ان کو بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا، اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی ان آیات کا انکار کیا جو ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی، اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے، جو ظالم اور ضدی اور حق سے اعراض کرنے والے تھے، اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعہ ہلاک کر دیئے

هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ خوب سن لو رحمت سے دوری ہوئی (دونوں جہان میں)

قَوْمِ هُودٍ ﴿۶۰﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم ع ۱۱ ۵

عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی

مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ

عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) میں سے آباد کیا تو تم اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اس سے معاف کراؤ

تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا

پھر (ایمان لا کر) اسکی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو بیشک میرا رب (اس شخص سے) قریب ہے قبول کرنیوالا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے)

قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا

تھے کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم اس سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف ہم تم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو

إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي

اسکی طرف سے بڑے (بھاری) شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے آپ نے (جواب میں) فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور

مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ

اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو سو (اس حالت میں) اگر میں خدا کا کہنا نہ مانوں تو (یہ بتلاؤ کہ) پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچالے گا تو تم تو سراسر میرا

تَخْسِيرٍ ﴿۶۳﴾ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ

نقصان ہی کر رہے ہو اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے سو اسکو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی

اور دوسری بھی لعنت ہے وہ دوزخ ہے، خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، اور اس کو رحمت الٰہی سے دوری ہوئی۔

اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا، انہوں نے فرمایا اے قوم توحید خداوندی کے قائل ہو، اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر ایمان لانے کے لئے تم کو کہا جائے۔

اس نے تم کو آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، اور تم کو زمین میں آباد کیا، اور تمہارے لئے اس نے سکونت کی جگہ بنائی۔ اسی کی توحید کے قائل ہو اور توحید توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے، اور موحد کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔

قوم بولی اے صالح تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے سے قبل ہمارے اندر ہونہار اور لیاقت والے تھے، کیا تم ہم کو ان بتوں کی پرستش سے روکتے ہو، ہم تو تمہارے دین سے بڑے بھاری شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے، حضرت صالح ؑ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت واسلام کی دولت سے نوازا ہو، اگر میں حکم الٰہی کی نافرمانی کردوں تو پھر مجھے عذاب الٰہی سے کون بچالے گا، تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو، کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو، اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل بنا کر ظاہر کی گئی، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو، تمہارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی رکھوالی نہیں

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي

مت لگانا کبھی تم کو فوری عذاب آ پکڑے سو انہوں نے اس (اونٹنی) کو مار ڈالا تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم

دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا

اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا ہم نے صالح

صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

(علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچالیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچالیا بیشک آپ کا رب ہی قوت

الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿۶۶﴾ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ

والا غلبہ والا ہے اور ان ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا۔ جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے

جَاثِمِينَ ﴿۶۷﴾ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِثَمُودَ ﴿۶۸﴾

رہ گئے جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر آئے اور (آنے کے وقت) انہوں نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا پھر دیر

أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿۶۹﴾

نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے

اور اس کو تکلیف کی نیت سے ہاتھ بھی مت لگانا، کبھی تم کو فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آگھیرے۔ سو انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا، قدار بن سالف اور مصدع بن زھر نے اس کو قتل کیا اور پندرہ سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح ؑ نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا خیر تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو، اور پھر چوتھے دن تم پر عذاب آجائے گا، قوم بولی اے صالح عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح نے فرمایا پہلے دن تمہاری صورتیں زرد، اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گی، اور پھر چوتھے دن عذاب نازل ہو جائے گا، اور یہ عذاب واپس ہونے والا نہیں۔

چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان کو اپنے عذاب سے بچالیا، اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔

حق تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں قوی اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غلبہ والا ہے۔

اور ان مشرکین کو عذاب نے آدبایا، جس سے وہ مردہ بغیر حرکت کے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ اور ایسے نیست و نابود ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی بسے ہی نہ تھے، قوم صالح نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم صالح کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی۔

جبریل امین اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی بشارت لے کر آئے۔ اور آنے کے وقت انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سلام کیا، اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوئی، پھر حضرت ابراہیم ؑ فوراً ایک تلا ہوا فربہ بچھڑا لائے، اور ان کے سامنے کھانے کیلئے رکھا

فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا

سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے۔ وہ فرشتے کہنے

تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (ہنس) رہی تھیں پس ہنسیں سو ہم نے

بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ

انکو (مکرر) بشارت دی اسحٰق (کے پیدا ہونے) کی اور اسحٰق سے پیچھے یعقوب کی کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ

وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو (اور خصوصاً) اس

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ

خاندان کے لوگوں پر اللہ کی (خاص) رحمت اور اس کی (انواع واقسام کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی) ہیں بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے پھر جب

عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ

ابراہیم (ع) کا وہ خوف زائل ہوگیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو ہم سے لوط (ع) کی قوم کے بارہ میں جدال (تعا) کرنا شروع کیا واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع

لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ﴿۷۵﴾ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ

رحیم المزاج رقیق القلب تھے اے ابراہیم اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا

جب حضرت ابراہیم ؑ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے، کیونکہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی، تو ان سے متوحش ہوئے، اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے اور سمجھے کہ کوئی مخالف نہ ہوں، کیونکہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے خوف زدہ ہونے کا احساس کیا، تو بولے ابراہیم ڈرو مت ہم قوم لوط کی ہلاکت کے لئے بھیجے گئے ہیں اور حضرت ابراہیم کی بی بی حضرت سارہ پس پردہ مہمانوں کی خدمت کے لئے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیم مہمانوں سے خوف زدہ ہو رہے ہیں، متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی بشارت دی، یہ سن کر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور بولیں کہ اب میں (۹۸) سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے جنوں گی، اور میاں ابراہیم ۹۹ سال کے بوڑھے بیٹھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے، فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) خدا کی قدرت میں تعجب کرتی ہو، اور خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر تو حق تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے، کہ تم کو نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہوا، اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو ادھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تاکیداً سفارش کرنا شروع کی، واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور بہت ہی حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والے تھے، ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش کے اصرار کو جانے دو، قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں

جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب سے) ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط (ع) کے پاس آئے

لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ

تو لوط (ع) ان (کے آنے) کی وجہ سے (اس لئے) مغموم ہوئے اور (اس وجہ سے) ان کے (آنے کے) سبب تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے اور ان کی قوم

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

ان کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم

هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ

یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (اچھی) خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ

(معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور

اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ

آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب ہے لوط فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی

شَدِيْدٍ ○

پناہ پکڑتا

تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے، جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں۔

اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے، تو لوط ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور تنگ دل ہوئے (کیونکہ وہ بہت حسین تھے، اور لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا، اور ان کی قوم کی نامعقول حرکات تھیں عادیہ) اور بہت غمگین ہوئے، اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے، اور دل میں کہنے لگے، آج کا دن بہت ہی بھاری ہے۔ اور لوط علیہ السلام کی قوم یہ خبر سن کر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط علیہ السلام کے پاس بہت تیزی کے ساتھ دوڑے ہوئے آئے، اور جبریل امین وغیرہ کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام براہ تملق ان سے فرمانے لگے، اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں، یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں، میں تم سے ان کی شادی کئے دیتا ہوں، فعل حرام کے ارتکاب سے حق تعالیٰ سے ڈرو، اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو، کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستہ پر تم کو چلائے، بھلائیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔

وہ بولے اے لوط آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں، اور آپ کو تو معلوم ہے کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے۔

لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کیا خوب ہوتا بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی بڑے خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا (اور ایسی گستاخی پر وہ میری مدد کرتے) حضرت لوط کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کا اس قدر اضطراب دیکھا۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہ ہوگی سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے

الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

باہر) چلے جائیے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے) نہ جاویگی اس پر بھی وہی آفت آنیوالی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی ان کے

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

(عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا تو ہم نے اس زمین (کو الٹ کر

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی

رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ

تھا اور بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے (اہل مدین

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ

سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں اور تم ناپ تول میں کمی مت کیا کرو

ع ۱۵ النصف

تو کہنے لگے اے لوط ہم آپ کے رب کے فرستادہ فرشتے ہیں، (ہمارا تو کیا کر سکتے ہیں) آپ تک بھی ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں۔

تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جائیے، اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی واعلہ بوجہ مسلمان نہ ہونے کے نہ جاوے گی، اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا ان کی ہلاکت کا وقت صبح کا وقت ہے۔

تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریل ابھی ہو جائیے، جبریل امین نے فرمایا کیا صبح کا وقت قریب نہیں، کیونکہ جبریل امین تو اس منظر کو دیکھ رہے تھے، اور لوط علیہ السلام کے سامنے ابھی تک یہ منظر نہیں آیا تھا۔

سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لئے آپہنچا، تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ تو نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا، اور ان کے مسافروں اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے یعنی چھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہو جاتا ہے اور یہ کہ آسمان دنیا سے برسانے شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے، جن پر سیاہی، سپیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں، یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہونے والے کا نام لکھا ہوا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ پتھر ان لوگوں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے۔

اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے، بلکہ ان پر برسیں گے، یا یہ کہ آپ کی امت کے ظالم ان لوگوں کے افعال کی تقلید میں ان سے دور نہیں ہیں۔

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا حق تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس پر ایمان لانے کا میں تم کو حکم دوں، اور ناپ و تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو۔

إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا

کیونکہ میں تم کو فراخت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا۔ اور میری قوم تم ناپ

ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى

اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور (شرک اور نقص حقوق کر کے) زمین میں

ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ

فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں

أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوا يَٰشُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں وہ لوگ (یہ تمام نصائح سنکر) کہنے لگے کہ اے شعیبؑ کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے کہ ہم

ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِىٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ ٱلْحَلِيمُ ٱلرَّشِيدُ ﴿٨٧﴾

ان چیزوں (کی پرستش) کو چھوڑ دیں جنکی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے

قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَرَزَقَنِى مِنْهُ

شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی

رِزْقًا حَسَنًا ۚ

ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں۔

میں تم کو مال کی وسعت و فراخی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں، اگر تم مجھ پر ایمان نہ لائے، اور ناپ و تول پورے طریقہ پر نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم کو گھیر لے گا، اور پھر تم میں سے کوئی سختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

اور میری قوم تم ناپ و تول پوری پوری کیا کرو، اور ناپ و تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو۔ اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پرستش کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے اور ناپ و تول کرتے ہوئے حد توحید و عدل سے مت نکلو۔

ناپ و تول کو پورے طریقہ پر ادا کرنے میں جو منجانب اللہ ثواب مل جاتے، وہ تمہارے لئے بہتر ہے یا یہ کہ ناپ و تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال تمہارے لئے بچ جائے، وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ و تول کی کمی میں تم کماتا ہے۔ اگر تم کو میری باتوں کا یقین آئے، اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں کہ تمہاری نگرانی کروں، کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام مامور بالقتال نہیں تھے۔

ان کی قوم بولی اے شعیب علیہ السلام کیا تمہاری نمازوں کی کثرت تم کو اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پرستش کو چھوڑ دیں یا ہم ناپ و تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں، اور بطور استہزاء بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

شعیب علیہ السلام بولے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں، اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہو اور پاکیزہ مال عطا کیا ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں۔

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا
اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان
اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ
میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں اور اے
لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ
میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم
اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ پھر (اطاعت و عبادت کے
تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ
ساتھ) اس کی طرف متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیبؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تم کو
وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾
اپنے (مجمع میں) کمزور دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ
شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ با توقیر ہے اور اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا یقیناً

اور میں نہیں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں، جن سے تم کو منع کرتا ہوں یعنی ناپ و تول میں کمی کرنا۔

میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے، ناپ و تول میں عدل و انصاف اور اصلاح چاہتا ہوں، اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے، صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، اسی کے میں نے تمام امور کو سپرد کر دیا ہے، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور اے میری قوم میری ضد اور عداوت تمہارے لئے اس چیز کا باعث نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ و تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوح جیسا غرق و طوفان والا عذاب یا قوم ہود جیسی بذریعہ آندھی کے ہلاکت یا قوم صالح جیسا عذاب آپڑے، اور قوم لوط کی تو خبر تم سے دور نہیں، تم کو معلوم ہی ہو چکا جو ان پر عذاب نازل ہوا۔

لہٰذا اپنے رب سے بذریعہ توحید اپنے گناہوں کو معاف کراؤ، اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو۔

اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحیم اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفیق ہے، یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے، اور طاعت کو قبول کرتا ہے۔

وہ بولے بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، اور ہم تو آپ کی بینائی میں کمی دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا، تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے، اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ توقیر نہیں۔

حضرت شعیبؑ نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمہارے نزدیک حق تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ باتوقیر ہے، یا یہ کہ کیا میرے خاندان کی سزا تمہارے نزدیک خدا کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔

اور میں تمہارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں، اسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے، میرا پروردگار تمہارے اعمال کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٩٢﴾ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ

میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ کئے ہوئے ہے　اور اے میری قوم (اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں　(سو) اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا

تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ

جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا　اور تم بھی منتظر رہو　میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَ

منتظر ہوں　اور جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آپہنچا (تو) ہم نے (اس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت (خاص) سے

أَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٤﴾ كَأَنْ

بچالیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرہ جبریل تھا) آپکڑا　سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے)　جیسے کبھی ان

ع ٨ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

گھروں میں بسے ہی نہ تھے　خوب سن لو (اور عبرت پکڑ لو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے　اور ہم نے موسیٰ کو (بھی) اپنے معجزات

بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٩٦﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ

اور دلیل روشن دے کر　فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے

فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان (سب) کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے

اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔
اب جلدی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنے والا ہے، جو اس کو ذلیل اور ہلاک کردے گا، اور کون شخص ہے جو جھوٹا تھا تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔

چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیب کو اور جو ان کے ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی خصوصی نعمت سے نجات دی۔ اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیب کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آپکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے۔ جیسے کبھی زمین پر ان کا وجود ہی نہ تھا، شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، جیسا کہ قوم صالح کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، اور قوم صالح اور قوم شعیب کا عذاب دونوں کا برابر ہے، ایک سخت آواز نے (جو کہ نعرہ جبریل امین تھا) ان دونوں قوموں کو آگھیرا، باقی قوم صالح پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا۔ اور قوم شعیب کو ان کے اوپر کی طرف سے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا اور معجزات خود دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی، اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی، وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا، اور
پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا بہت ہی بری جگہ ہے، یہ فرعون اور
اس کی قوم کے اترنے کی، یا یہ کہ فرعون بہت
ہی برا اتارنے والا ہے، اور
اس کی قوم

الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاوینگے اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی بُرا انعام ہے جو ان کو دیا گیا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

یہ ان (غارت شدہ) بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعضی بستیاں تو ان میں (اب بھی) قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ يَدْعُوْنَ مِنْ

لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ

نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا (کہ ان کو عذاب سے بچا لیتے) اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا ۔ اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی

اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ

ہی (سخت) ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دارو گیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم (وکفر) کیا کرتے ہیں بلاشبہ اس کی دارو گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے ان واقعات

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو وہ (آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جاویں گے اور وہ سب کی حاضری

يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

کا دن ہے

کے لئے بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی ۔

یا یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بہت ہی برے اترنے والے ہیں، اور یہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی، جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے ۔

اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعہ ہلاک کئے گئے، اور قیامت کے دن بھی دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا، یا یہ کہ یہ بہت بری معیت ہے، اور یہ بہت ہی بری معیت کی جگہ ہے ۔ یہ اوپر جو کچھ قصص مذکور ہوئے یہ دنیاوی ان گزری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے، جن کی اطلاع بذریعہ جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں، بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے، اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا ۔

اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا، مگر خود انہوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے، عذاب الٰہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے، اور ان بتوں کی پرستش نے اور الٹا ان کو نقصان پہنچایا ۔

اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے، جب وہ کسی بستی والوں پر عذاب نازل کرتا ہے، جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں ۔ بلاشبہ اس کی دارو گیر بڑی الم رساں ہے ۔ ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لئے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اقتدا نہ کرے، یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اولین و آخرین جمع کئے جائیں گے، اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کئے جائیں گے ۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ

اور ہم اس کو تھوڑی مدت کے لئے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کئے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر

شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

(آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہوں گے سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

(اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا

اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

تک آسمان و زمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا

اور ہم اس دن کو وقت معلوم کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں، جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکوکار بھی بدون خدا کی اجازت کے کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

اور پھر اس دن بعض لوگ تو شقی ہوں گے کہ ان کے لئے شقاوت لکھ دی ہوگی، اور بعض سعید کہ ان کے لئے سعادت لکھی ہوئی ہوگی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی، نعوذ باللہ جیسا کہ گدھا اول مرتبہ اپنے سینے سے آواز نکال کر چیختا ہے، اور آخر میں چیختا ہے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں، اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے مکوث فی النار ہی کے بارے میں یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، ہاں اگر خدا ہی کو نکالنا منظور ہو کہ وہ اہل شقاوت سے نکال کر اہل سعادت میں داخل فرما دے، یا یہ کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، الا یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے، جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے، اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جیسا کہ آسمان و زمین پیدائش کے وقت سے لیکر اب تک موجود ہیں۔

ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے، کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے اختیار کلی ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے۔

آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جب تک جنت کے آسمان و زمین باقی رہیں گے (یہ محاورہ ہے ابدیت کے لئے) البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے قبل گناہوں سے پاک کرنے کے لئے دوزخ میں داخل فرمائے پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ

سو (اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارہ میں ذرا شبہ نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح (بلادلیل بلکہ خلاف دلیل) عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے جس طرح ان کے قبل ان کے

مِّنْ قَبْلُ ۚ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى ع ۹

باپ دادا عبادت کرتے تھے اور ہم یقیناً (قیامت کو) ان کا حصہ (عذاب کا) ان کو پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دیں گے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی

الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ

سو اس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو ان کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۚ

اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے انکو تردد میں ڈال رکھا ہے اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپکا رب ان کو ان کے اعمال (کی جزا) کا پورا حصہ دے گا

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ

وہ بالیقین ان کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے تو آپ جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہئے اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کر کے آپکی ہمراہی میں ہیں اور

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا

دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو) ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور (اس

لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ

وقت) خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو

مگر یقیناً یہ ثواب غیر منقطع ہوگا، اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی (اور خدا دخول جنت کے بعد پھر خروج کبھی نہ چاہے گا)

سو اہل مکہ جن چیزوں کی پرستش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا، کیونکہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ان کے باپ دادا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے، اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بے کم و کاست پہنچا دیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت، قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ میں لوگوں نے اختلاف کیا، بعض اس کتاب پر ایمان لائے، اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا۔

اور اگر آپ کی امت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت سے فراغت ہو چکی ہوتی، اور کبھی کا عذاب ان پر آچکا ہوتا، اور یہ لوگ ابھی تک شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، نیکی کا نیکی کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر و شر ثواب و عقاب سے پوری طرح واقف ہے، سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ حضرات بھی جو کفر و شرک سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں آچکے ہیں، آپ کے ساتھ مستقیم رہیں، اور کفر و شرک مت کرو اور قرآن کریم میں جو حلال و حرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی مت کرو، وہ خیر و شر کو خوب دیکھتا ہے اور اے مسلمانو ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنہوں نے کفر و شرک اور معاصی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے، جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی اور خدا کے علاوہ تمہارے رشتہ داروں اور رفقاء میں کوئی نہیں جو تم کو عذاب الٰہی سے بچا لے

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو　اور (اے محمد صلعم) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام (نامۂ اعمال۔ت)

یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا

مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو　یہ بات ایک (جامع) نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے　اور صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا

یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِیَّةٍ

اجر ضائع نہیں کرتے۔　تو جو امتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں ان میں ایسے سمجھ دار لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی

یَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِیْنَ

کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان میں سے ہم نے (عذاب سے) بچا لیا تھا اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے

ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِیْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے۔

اور پھر تمہارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہو چکا ہے وہ نہ ٹالا جائے، اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں کے دونوں سروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یا یہ کہ حسنات سے مراد یہ کلمات ہیں، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور یہ تائبین کے لئے توبہ کا طریقہ ہے، یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لئے یہ کفارات ہیں۔

یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیے، اور ان کی تکالیف پر صبر کیجئے، حق تعالیٰ ایسے مومن برگزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا، جو قول و فعل ہر ایک طریقہ سے نیکوکار ہوں۔

اور گزشتہ قوموں میں ایسے مؤمن حضرات نہ ہوئے جو لوگوں کو کفر و شرک، بتوں کی پرستش اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے بجز ان چند مؤمنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا، اور مشرکین دنیاوی مال کے جس تنعم میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں، اور یہ شرک کے خوگر ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بخاری و مسلم نے ابن مسعود رضہ سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، پھر اس کے بعد آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع دی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ یعنی نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے، آپ نے فرمایا تمام امت کے لئے ہے۔ اور امام ترمذی وغیرہ نے ابوالیسر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی، میں نے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں، چنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی، اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ سے مطلع کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے غرضیکہ اس روایت میں ہے، تا آنکہ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِلٰی لِلذّٰكِرِیْنَ، اور اسی کے ہم معنی ابوامامہ، معاذ بن جبل، ابن عباس، بریدہ وغیرہ سے روایات مروی ہیں جنکو مفصل میں نے ترجمان القرآن میں بیان کر دیا ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ
اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں اور اللہ کو منظور ہوتا تو سب
رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا۔ اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب
رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ
کی رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ
بھر دوں گا اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے
فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ
ہیں۔ اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کیلئے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے۔ اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے بھی)
لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا
ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ (میں تم سے الجھتا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے) تم (بھی) منتظر رہو ہم بھی
مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾
منتظر ہیں (عنقریب حق و باطل کھل جاوے گا)

اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جبکہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں، اور برائیوں سے روک رہے ہوں۔

یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں والے اصلاح کی فکر میں ہوں، اور اطاعت خداوندی پر مستقیم ہوں، اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں۔

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی پر بنا دیتا، اور آئندہ بھی ہمیشہ دین حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔

مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمالے، وہ مؤمن لوگ ہیں، اور حق تعالیٰ نے اہل رحمت کو رحمت کرنے کے لئے اور اہل اختلاف کو اختلاف کرنے کے لئے پیدا فرمایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھروں گا، اور پیغمبروں کے قصوں میں سے جیسا کہ بیان کئے گئے، یہ سارے قصے ہم آپ سے بیان کرتے ہیں، تاکہ آپ کے قلب کو تقویت حاصل ہو کر جو آپ کے ساتھ آپ کی قوم کر رہی ہے، آپ کے علاوہ اور انبیاء کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا، اور آپ کے پاس اس صورت میں ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی حق ہے، اور گناہوں سے بچنے کے لئے نصیحت اور مؤمنین کے لئے یاد دہانی ہے۔

اور جو لوگ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو ہم بھی اپنے طور پر تمہاری ہلاکت کے لئے عمل کر رہے ہیں، اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے تو (اے محمدﷺ) آپ اسی کی عبادت کیجئے (جس میں تبلیغ بھی

عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰

داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ رکھیے اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو

آیاتہا ۱۱۱ —— (۱۲) سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ (۵۳) —— رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الۤرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۟﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾

الرا یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اول) سمجھو اور تمہارے واسطے

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ڰ وَاِنْ

سے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن آپکے پاس بھیجا اس (کے بھیجنے) کے ذریعے سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے)

كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔

اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں، اس کا علم خدا ہی کو ہے، اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہوں گے، سو اسی کی اطاعت کیجئے، اور اسی پر بھروسہ کیجئے، اور آپ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں، یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگذاشت کرنے والا نہیں، جیسا کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

سورۂ یوسف۔ یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیات اور ایک ہزار سات سو چھہتر (۱۷۷۶) کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے (۷۱۹۶) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن۔ الرا۔ میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو، میں سب کو دیکھ رہا ہوں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے، یا یہ کہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں جو کہ حلال و حرام اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے، ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے، تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تم کو حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تم کو روکا ہے تم ان کو سمجھو، ہم آپ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات بیں سے اس قرآن کریم کے ذریعہ جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

اور آپ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل بے خبر تھے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

سورۂ یوسف۔ بسم اللہ الخ۔ امام حاکم وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ اس کو لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور واقعات

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَ

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب کہ یوسف (ع) نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے سورج اور چاند دیکھے ہیں

الْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰٓ

ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بیٹا (اپنے) اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان

إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾ وَكَذَٰلِكَ

مت کرنا پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہارے (ایذا رسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح

يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ

تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور (تم کو علوم دقیقہ بھی دیگا مثلاً) تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور (اور نعمتیں دے کر بھی) تم پر اور یعقوب ع کے خاندان پر اپنا انعام کامل

وَعَلَىٰٓ آلِ يَعْقُوبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ

کرے گا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پڑدادا یعنی ابراہیم و اسحٰق (علیہما السلام) پر اپنا انعام کامل کرچکا ہے

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ ع ۱ / ۱۱

واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام جب دوپہر کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدۂ تحیت کیا ہے، اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں۔

اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدۂ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے راز میں فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے روبرو مت بیان کرنا کہ کہیں وہ تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر ابھارتا ہے، اسی طرح تمہارا پروردگار تم کو نبوت کے ساتھ منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دے گا، اور نبوت و اسلام دے کر تم پر اور تمہارے ذریعہ اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا کہ اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا۔

جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق کو نعمت نبوت و اسلام سے فرمایا، واقعی تمہارا پروردگار اُن نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمتوں والا ہے، یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تم کو لاحق ہوگی، اس میں حکمتوں والا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ہم سے بیان کرتے، اس پر حق تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی، اس روایت میں ابن ابی حاتم نے اتنی نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم سے اور کچھ نصیحت کی باتیں بیان کرتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ۔

اور ابن جریر نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کوئی واقعہ ہم سے بیان فرماتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا نَحْنُ نَقُصُّ الخ کہ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعود رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝٧ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ

یوسف (علیہ السلام) اور ان کے (علاتی) بھائیوں کے قصہ میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو آپ سے ان کا قصہ پوچھتے ہیں وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان (علاتی) بھائیوں نے باہم

اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝٨ اقْتُلُوْا

مشورہ کیے، یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے کہ) یوسفؑ اور ان کا بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی

يُّوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا

میں ہیں یا تو یوسفؑ کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دور دراز) سرزمین میں ڈال آؤ تو (پھر) تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن

صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

جاویں گے انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسفؑ کو قتل مت کرو (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو تاکہ

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝١٠ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا

ان کو کوئی راہ چلتا نکال لے جاوے اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے۔ سب نے (مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف کے بارے میں

عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝١١ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل کے روز ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں اور ہم ان کی پوری محافظت

لَحٰفِظُوْنَ ۝١٢ قَالَ اِنِّىْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم لے جاؤ اور (خوف یہ کہ) میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا

وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝١٣

کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بے خبر رہو۔

یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سائلین کے لئے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔

وہ وقت قابل ذکر ہے ان علاتی بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف اور ان کے حقیقی بھائی بن یامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک کھلی غلطی پر ہیں۔

پھر ایک دوسرے سے بولے یا تو یوسف کو قتل کردو یا کسی دور دراز زمین میں ڈال آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جائے گا۔ اور تم یوسف کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کر لینا یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب کام بن جائیں گے۔ یوسفؑ کے بھائیوں میں سے یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسفؑ کو قتل مت کرو، لیکن ان کو کسی عمیق یا اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو، تاکہ ان کو کوئی مسافر راہ چلتا ہوا نکال لے جاوے اگر تم کو یہ کام کرنا ہے سو اس طرح کرو چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آکر گزارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں، آپ ان کو ہمارے ساتھ جنگل بھیجئے تاکہ وہ جائیں آئیں کھائیں اور کھیلیں اور ہم ان کے پورے مشفق و مہربان ہیں، ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرے یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل و کود میں مشغول رہو۔

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوا

وہ بولے کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے سو جب ان کو لے گئے اور

بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ

سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے

هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۵﴾ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿۱۶﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا

اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں

ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنتَ

لگ گئے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) ان کو کھا گیا۔ اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین

بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿۱۷﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ

کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں۔ اور یوسفؑ کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ

یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہو

مَا تَصِفُونَ ﴿۱۸﴾

ان میں اللہ ہی مدد کرے

کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہو رہا ہے اسی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے، اور ہم دس کی جماعت ہیں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے، یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت کو ترک کرکے بالکل گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔

چنانچہ جب حضرت یوسف کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے تو سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔

چنانچہ انہوں نے اپنا ارادہ پورا کیا تو اس وقت ہم نے جبریل امین کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا یا بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے، اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ہو تاآنکہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے، یا یہ کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی۔

ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے، اور یوسف کو ہم نے اپنی اشیاء کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا، چنانچہ جس چیز کا آپ کو اندیشہ تھا وہ ہی ہوا، اور آپ کاہے کو ہماری تصدیق کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں۔

اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کرکے یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگا لائے تھے، یعقوب علیہ السلام نے دیکھ فرمایا یہ تو تم نے یوسف کی ہلاکت کے لئے اپنے دل سے بات بنالی اور اس کو کر گزرے۔

خیر صبر ہی کروں گا، جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا، اور تم جو کچھ یوسف علیہ السلام کے بارے میں کہہ رہے اس میں اللہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ

اور ایک قافلہ آنکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے (یہاں کنوئیں پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا کہنے لگا کہ اے بڑی خوشی کی بات، یہ تو بڑا اچھا

وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

لڑکا نکل آیا اور انکو مال (تجارت) قرار دیکر (اس خیال سے) چھپالیا اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریاں معلوم تھیں اور (یہ کہہ کر) ان کو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا یعنی گنتی کے

مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ

چند درہم کے عوض اور وہ لوگ کچھ ان کے قدر دان تو تھے ہی نہیں اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا تھا (یعنی عزیز مصر) اس نے

لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ

اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہوکر) ہمارے کام آوے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں

اور یعقوب علیہ السلام ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی، کیونکہ انہوں نے اول دہلہ میں کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا۔ (اور کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آنکلا جو مصر جانا چاہ رہا تھا، چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستہ پر پڑ گئے، بالآخر گشت کھاتے کھاتے مدین اور مصر کے درمیان دوثن کی زمینوں میں آئے وہاں کنواں تھا، چنانچہ اس سرزمین میں اتر گئے، اتر کر ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن دعر نامی جو حضرت شعیب کے بھتیجے تھے اس کنوئیں پر آپہنچے، جس میں یوسف ؑ تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا تو وہ کنوئیں سے ڈول نہ کھینچ سکا تو اس نے کنوئیں کے اندر جھانکا، اچانک ایک لڑکا نظر پڑا، جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے، اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشی کی چیز ہے وہ بولے مالک کیا ہے اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب نے مل کر حضرت یوسف کو کنوئیں سے نکال لیا (مگر یہ تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ مالک نے خود نکال لیا تھا اور نکال کر پھر قوم کو بلایا) اور نکال کر قوم سے چھپا لیا یہ کہ قوم سے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ مال تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لئے اس کو لیا ہے۔

اور حق تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں کہ بھائی بے وطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنا رہے تھے۔

غرضکہ وہاں یوسف علیہ السلام کے بھائی پہنچ گئے اور انہوں نے ان کو مالک دعر سے بہت ہی کم قیمت یعنی بیس ۲۰ درہم یا بتیس ۳۲ درہم میں بیچ ڈالا، یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا اور یوسف علیہ السلام کے عوض جو انہوں نے قیمت لی وہ اس لئے کچھ محتاج تو تھے نہیں، یا یہ کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کچھ قدر دان تو تھے ہی نہیں، کیونکہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا یا یہ کہ قافلہ والے یوسف علیہ السلام کے قدر دان نہیں تھے۔

مصر میں پہنچ کر مالک بن دعر سے یوسف علیہ السلام کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا، خرید لیا اور عزیز کا نام قطفیر تھا، اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا

کیا عجب ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں،

اور عزیز نے مالک بن دعر سے حضرت یوسف علیہ السلام

کو بیس ۲۰ درہم اور ایک

کپڑوں کے اور ایک

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَ

اور ہم نے اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور تاکہ ہم اس کو خوابوں کی تعبیر بتلا دیں اور

اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ

اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کرے) لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) نہیں جانتے اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا

حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف (ع) رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہوگئی

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ

اور) ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دیئے اور (آن میں) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے کہا اللہ

اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ

بچائے (دوسرے) وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے

رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

جو تیل کے جوڑے کے عوض خریدا تھا اور اسی طریقہ سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی۔

اور تاکہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر دینا بتائیں اور حق تعالیٰ اپنے ارادہ کئے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے، اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں، لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ حق تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے، اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے (اَشُد اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں)۔ تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکوکاروں کو قول و فعل کے بدلہ علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو پھسلانے لگی اور اپنے اوپر اور یوسف علیہ السلام کے اوپر گھر کے تمام دروازے بند کر دئے اور یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی آجاؤ میں تمہارے ہی لئے ہوں یا یہ کہ پہلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے کام سے حق تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا محسن عزیز جو ہے اس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھ کو رکھا ہے تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی، اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال توجم ہی رہا تھا، اور یوسف علیہ السلام کو بھی کچھ کچھ خیال امر طبعی کے درجہ ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دیتے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے اور کہا گیا ہے کہ اس وقت انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا، مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا، تاکہ ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط

اور دونوں آگے پیچھے دروازہ کی طرف کو دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ

عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی) ہے کہ وہ جیل خانہ بھیجا جائے یا اور کوئی دردناک سزا ہو۔ یوسف

هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا ج إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ

(علیہ السلام) نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی اور (اس موقع پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتا (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے)

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے۔ اور اگر وہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ

ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے　سو جب (عزیز نے) ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ تم عورتوں کی

مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾ يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا سکتہ وَاسْتَغْفِرِي

چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو۔ اور (عورت سے کہا) اے عورت تو (یوسف سے) اپنے

یعنی اس فعل سے معصوم و محفوظ رہنے والوں میں سے تھے (کیونکہ عصمت لازمۂ نبوت ہے)۔

غرضکہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے، اس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لئے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لئے دوڑی، اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسف سے دروازہ بند کرنے کے لئے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسف کا کرتہ پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالا، مگر یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل خانہ بھیج دیا جائے یا اسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

یوسف علیہ السلام بولے یہ بالکل جھوٹ کہہ رہی ہے، اسی نے مجھ کو دعوت دی اور یہی اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھ کو بہلاتی تھی۔

چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک (حاکم نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچازاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلایا ہے سچے ہیں) (اور یہ حاکم ایک شیر خوار بچہ تھا اور یوسف علیہ السلام کے معجزہ سے بول پڑا آپ کی برأت و نزاہت پر)۔

چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برأت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ لیتی ہیں، پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف اس بات کو جانے دو اور اس کا چرچا مت کرو پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت تو اپنے قصور کی معافی چاہ اور

لِذَنۡۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِـِٕيۡنَ (۲۹) ع وَقَالَ نِسۡوَةٌ فِى الۡمَدِيۡنَةِ امۡرَاَتُ الۡعَزِيۡزِ ع ۳ ۹ ۱۴

قصور کی معافی مانگ بے شک سر تاپا تو ہی قصور وار ہے اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے

تُرَاوِدُ فَتٰٮهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ ۚ قَدۡ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰٮهَا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ (۳۰) فَلَمَّا

غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب

سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَـاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ

اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا (کہ تمہاری دعوت ہے) اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان

وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ

میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دے دیا اور کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ سو عورتوں نے جو ان کو دیکھا تو (ان کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اس

اَيۡدِيَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيۡمٌ (۳۱) قَالَتۡ

حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے وہ عورت بولی تو (دیکھ

فَذٰلِكُنَّ الَّذِىۡ لُمۡتُنَّنِىۡ فِيۡهِ ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدْتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ وَلَٮِٕنۡ

لو) وہ شخص یہی ہے جس کے بارہ میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں (کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنیکی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف

لَّمۡ يَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسۡجَنَنَّ وَلَيَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِيۡنَ (۳۲)

رہا اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا اب تک نہیں کیا) تو بیشک جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔

اپنے خاوند سے اپنے برے ارادے کی معذرت کر، واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

غرضکہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں اشاعت ہوئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساقی کی بیوی، اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی، اور صاحب مطبخ کی بیوی، اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لئے اس کو پھسلاتی ہے اس کے دل یا یہ کہ اس کے پیٹ میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں، کہ اپنے غلام یوسف علیہ السلام سے عشق کرتی ہے۔

سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کی دعوت کر کے ان کو بلایا، اور ان کے ٹیک لگانے کے لئے تکئے لگائے، جب وہ آئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی، اور .... گوشت کاٹ کر کھانے کے لئے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا، کیونکہ بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے، اور ان تمام کارروائیوں کے بعد زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ، چنانچہ جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہو گئیں اور یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی بنا پر حیرانی اور دہشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہ ہی ہے، جس کے بارے میں تم مجھ کو لعن طعن کرتی ہو، اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت دی تھی، اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی، مگر یہ عفت و پاک دامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا تو جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ

یوسف (ع) لگے دعا کرنے اے میرے رب جس (واہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ ہیں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ

اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

کریں گے تو ان کی (صلاح کی) طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا

كَیْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ

بے شک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور ان کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو (یعنی عزیز کو اور اس کے متعلقین کو) یہی

لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ

مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیل خانہ میں داخل ہوئے ان میں

اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے) شراب نچوڑ رہا ہوں

وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں۔

یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو حق تعالیٰ سے دعا کی اے میرے پروردگار جس واہیات کام کی طرف یہ مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسندیدہ ہے۔

اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے، تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا، اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی، اور عورتوں کے مکر و فریب سے ان کو دور رکھا بیشک وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے، یا یہ کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤ پیچ کو جاننے والا ہے۔

پھر عزیز کو حضرت یوسف کے قمیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں، یا یہ کہ اتنے وقت تک قید میں رکھیں، جب تک کہ لوگوں کی چہ میگوئیاں ختم ہو جائیں۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل خانہ میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا خبازہ، بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا، اور قید میں روانہ کر دیا ان میں سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے اپنے کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب بنا کر پلا رہا ہوں، اور تفصیل خواب کی یہ ہے کہ گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا، اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بیل نظر پڑی، جس کی تین شاخیں ہیں، اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں، تو میں اس پر سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انہیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بیل یہ پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا، اور اس بیل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے، اور بیل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا، اور پھر اپنے سابقہ کام پر لوٹا دیا جائے گا۔ اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساقی بنے گا۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ
دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کر (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اس میں سے پرندے (نوچ نوچ کر) کھاتے ہیں ہم کو اس

نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ
خواب کی تعبیر بتلایئے۔ آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ

تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ
تم کو کھانے کے لئے (جیل خانہ میں) ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے

اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ
میں نے تو ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں نے اپنے ان (بزرگوار)

مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ
باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم ؑ کا اور اسحٰق ؑ اور یعقوب ؑ کا ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک (عبادت) قرار دیں (اور)

شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
یہ (عقیدۂ توحید) ہم پر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا)

یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾
نہیں کرتے

اور خباز بولا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں، اس پر سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے برا خواب دیکھا ہے، تمہارا سابقہ پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تم کو جیل خانہ سے نکال کر سولی پڑھائیگا اور پرندے تمہارا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہم کو ان کی تعبیر بتایئے آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں، یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم تعبیر کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آشنا کرنا چاہا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لئے وہ ملتا ہے، اس کے آنے سے قبل ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیونکر واقف نہ ہوں گا، یہ بتلانا اس علم کی بدولت ہے، جو میرے پروردگار نے مجھے عطا کیا ہے میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں، جو حق تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ داداؤں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے یعنی حضرت ابراہیم ؑ، اسحاق ؑ، یعقوب علیہم السلام ہمارے لئے کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دے دیں اور یہ دین مستقیم اور نبوت و اسلام جس کی بدولت حق تعالیٰ نے ہم کو عزت دی ہے یہ ہم پر حق تعالیٰ کا فضل ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہم کو رسول بنا کر بھیجا، یا یہ کہ مؤمنین پر حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا

اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زیادہ زبردست ہے وہ (اچھا) (جواب اس کا ظاہر ہے)

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (آپ ہی) ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

ہونے) کی کوئی دلیل (نقلی یا عقلی) نہیں بھیجی (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہی (توحید

الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا

کا) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے قید خانہ کے رفیقو تم میں ایک تو (جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ

(بدستور) شراب پلایا کرے گا اور دوسرا (مجرم قرار پاکر) سولی دیا جاوے گا اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کھا دیں گے

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا

جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا

اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ

کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا

لیکن مصر والے اس ذات پر ایمان نہیں لاتے اے قیدیو یا قید خانہ کے رکھوالیو ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ مختلف معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہٗ لاشریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے، اس کی عبادت بہتر ہے۔

تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے معبود ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی کتاب اور حجت یعنی دلیل عقلی و نقلی نہیں بھیجی۔

اور اوامر و نواہی کے حکم دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف خدا ہی کو ہے، اس نے تمام کتب سماویہ میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو، یہ توحید خداوندی حق تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصر والے اس طریقہ کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر تبلاتے ہیں، کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پہ چلا جائے گا اور اپنے آقا کو بدستور شراب پلایا کرے گا اور خباز جیل سے نکال کر سولی دیا جائے گا، خباز کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سن کر دونوں غلام گھبرائے اور بولے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا جس کے بارے تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے اس کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تم کو یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

اور ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا کہ میں مظلوم ہوں، مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا، اور حقیقت میں میں آزاد ہوں اور بغیر قصور قید میں ہوں

فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ ع وَقَالَ ع۵ ۱۵

پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسفؑ کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا اور بادشاہ (مصر) نے کہا

الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ

کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے

سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ

علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اے دربار والو اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارے

لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ

میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور دوسرے ہم لوگ (کہ عرف امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی تعبیر کا

بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ

علم بھی نہیں - اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اس نے کہا اور مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے

بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ

دیتا ہوں آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے اے یوسف اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں

چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کا آقا سے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا، یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا، چنانچہ انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا۔

جس کی پاداشں میں یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں رہے دراں حالیکہ اس سے قبل پانچ سال سے قید میں تھے۔

(اور بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے کہا) کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات فربہ گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان فربہ کو کھا گئیں اور ان پر کسی چیز کا ظہور نہیں ہوا، اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور اس کا کچھ ظہور نہ ہوا۔

جادوگرو اور نجومیو اور کاہنو میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔

ان لوگوں کا گروہ بولا یہ تو ویسے ہی جھوٹے باطل پراگندہ خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے، اور وہ ساقی جو قید اور قتل سے رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں حاضر تھا، اور تقریباً سات سال کے بعد یا بھول جانے کے بعد اس کو یوسف علیہ السلام کی وصیت کا خیال آیا، تب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر لائے دیتا ہوں اور ارکان دولت سے بولا کہ مجھے قید خانہ جانے کی اجازت دو، کیونکہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل ہیں، اور قیدیوں کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں، چنانچہ ارکان دولت نے اس کو قید خانہ جانے کی اجازت دی، چنانچہ وہ آیا اے یوسف اے تمام سابقہ خوابوں کی تعبیر میں صدق

مجسم اس خواب کی تعبیر دیجئے کہ سات موٹی گائیں

- نہر سے نکلیں اور ان کو

سات کمزور

يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ

ان کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں تاکہ میں ان لوگوں کے

إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا

پاس لوٹ کر جاؤں (اور بیان کروں) تاکہ ان کو بھی معلوم ہو جائے آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر (خوب غلہ) بونا پھر جو فصل

حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ

کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جاوے ہاں اگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے۔ پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس

بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾

اور ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اس (تمام تر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا (جو بیج کے واسطے

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ

رکھ چھوڑو گے پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شراب بھی پینیں گے) اور بادشاہ نے حکم دیا

الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ

کہ ان کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ وہاں سے قاصد چلا) پھر جب ان کے پاس (وہ) قاصد پہنچا (اور پیغام دیا تو) آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا

گائیں کھا گئیں اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتاتے دیتا ہوں سات فربہ گائیں وہ سات خوشحالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں۔ اور سات کمزور دبلی گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں، اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف مشیر ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتلا دیا، لہذا تم ان شادابی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلہ بونا، اور جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا، صاف مت کرنا تاکہ وہ غلہ گھن وغیرہ سے محفوظ رہے۔ البتہ تھوڑا جو تمہارے کھانے میں آتے۔

پھر ان شادابی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس شادابی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے، جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لئے جمع کر رکھا تھا، البتہ تھوڑا سا جو بیج کے واسطے محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا، جس میں مصر والوں کے لئے خوب بارش اور پیداوار ہوگی۔ اور انگوروں کا شیرہ بھی نچوڑیں گے، اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے

غرضکہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے حکم دیا یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ ساقی یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر مطلع کیا کہ بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے سردار کے پاس جا اور بادشاہ سے جا کر کہہ

وہ ان عورتوں کو بلا کر جنہوں نے

اپنے ہاتھ کاٹ لئے

النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝۵۰ قَالَ مَا

ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرا رب ان عورتوں کے فرقہ کے فریب کو خوب جانتا ہے کہا کہ تمہارا کیا

خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ

واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی عورتوں نے جواب دیا کہ حاش للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات

مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

نہیں معلوم ہوئی عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو ہی گئی میں نے ہی ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی

نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۵۱ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ

تھی اور بے شک وہی سچے ہیں۔ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا) محض اس وجہ سے تاکہ عزیز کو (زائد یقین کے ساتھ)

اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝۵۲

معلوم ہو جاوے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ (بھی معلوم ہو جاوے) کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا

تھے دریافت کرے (کیونکہ زلیخا نے ان عورتوں کے سامنے حضرت یوسف کی پاکدامنی اور برأت کا اقرار کیا تھا) میرا رب ان عورتوں کے مکر و فریب کو خوب جانتا ہے۔

چنانچہ اس قاصد نے آکر بادشاہ کو یہ پیغام پہنچایا چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں، ساقی کی بیوی طباخ کی عورت، دربان کی بیوی اور قید خانہ کے دار وغہ کی عورت، اور زلیخا تو تھی ہی، اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں سے اور کوئی زیادہ بڑھا ہوا نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے، جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔

عورتوں نے جواب دیا معاذ اللہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں حق بات یا یہ کہ سچی بات ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفاء بیکار ہے) سچ یہی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی، اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

چنانچہ ان تصدیقات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لئے کیا ہے تاکہ عزیز کو قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی کے ساتھ خیانت نہیں کی، اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ؕ

اور (باقی) میں اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا) بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے

اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ ۚ

بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے اور (سن کر) بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِىْ

پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی

عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى

خزانوں پر مجھ کو مامور کردو میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا (اور) خوب واقف ہوں اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو بااختیار

الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا

بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کردیں اور ہم نیکی

نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ایمان اور تقویٰ سے

يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

والوں کے لئے

اس پر جبریل امین نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا اور نہ اس وقت جب کہ زلیخا نے آپ پر اصرار کیا تھا، تب یوسف علیہ السلام نے فرمایا باقی میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں بتلاتا، کیونکہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات بتلاتا ہے، بجز اس نفس کے جسم کو میرا رب ان وساوس سے معصوم رکھے (جیسا انبیاء کرام کے نفوس قدسیہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے) اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے، اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔

یہ باتیں سنکر بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لئے رکھوں گا چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انہوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام قحط کی فکر ہوئی)۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مامور کر دیجئے میں اس کی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا، اور قحط سالی کے زمانہ وقوع سے بھی خوب واقف ہوں، یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام غرباء کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے عجیب طور پر یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔

ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت واسلام جس پر چاہیں، اور جو اس کا اہل ہو متوجہ کردیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول وفعل میں نیکوکار ہیں۔

اور آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں بڑھ کر ہے ایسے حضرات کے لئے جو حق تعالیٰ اور اس کی تمام کتابوں اور تمام احکام پر ایمان رکھتے ہوں، اور کفر وشرک اور تمام فواحش سے بچتے ہوں۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور (کنعان میں بھی قحط ہوا تو) یوسفؑ کے بھائی آئے پھر یوسفؑ کے پاس پہنچے سو یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ کو نہیں پہچانا

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ

اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرما دیا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا (تاکہ اس کا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کر

اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا

عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنے حد امکان تک تو) اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا

اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کی جمع پونجی ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھ دو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اس کو پہچانیں شاید (یہ)

انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا

(احسان و کرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں۔ غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوبؑ) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے ابا ہمارے

يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾

لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم (پھر) غلہ لا سکیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے

چنانچہ یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو یوسف علیہ السلام نے تو ان کو پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا، غرضکہ یوسف علیہ السلام نے جب ان کو غلہ تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے تھے کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا غلہ بھی ملے، تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور غلہ کو ناپ کرانا تقسیم کرانا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔

اور اگر تم اپنے علاتی بھائی کو نہ لائے (تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکہ سے زیادہ غلہ لینا چاہتے ہو تو اس کی سزا یہ ہے) تم کو نہ آنے پر غلہ ملیگا اور نہ تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرنا۔

وہ بولے ہم اپنے باپ سے اس کو مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھ دو کہ ان کو پتہ نہ چلے۔

تاکہ یہ میرے احسان کو پہچان لیں، یا یہ کہ ان کو معلوم ہو جاتے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر ان دراہم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

غرضکہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے اگر اب آئندہ آپ بن یامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو غلہ کی ہم سے بندش ہو گئی، لہذا ہمارے ساتھ بن یامین کو روانہ کیجئے تاکہ وہ بھی اپنے لئے ایک اونٹ کے بقدر غلہ لا سکے، اور اگر اس لفظ کو نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا، تاکہ پھر ہم غلہ لا سکیں اور ہم بن یامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح و سالم پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ

یعقوب (ع) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) میں اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ

حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ

(کے سپرد وہی) سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اس میں) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی)

رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ

ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (دیکھیے) اور ہم کو کیا چاہیے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد

اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ

لادیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لادیں گے یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اس وقت تک ہرگز

اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ

اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے) اس پر

بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالہ

یہ سن کر یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں بن یامین کے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد و پیمان لیا تھا، اب اس سے زیادہ اور کیا عہد و پیمان لے سکتا ہوں بس تمہاری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے حق تعالیٰ ہی کے سپرد ہے، اور وہ ہی بن یامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔

(چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنے سامان اور پالانوں کو کھولا تو اس میں ان کے غلہ کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کر دی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجیے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان و کرم آپ سے آکر بیان کیا ہے، اس میں ہم جھوٹے نہیں، یا یہ کہ قیمت کی واپسی کی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی، اور ہم نے غلہ کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلہ کے ساتھ ہم ہی کو واپس کر دی گئی، یہ اس بادشاہ یعنی یوسف ؑ کا اور ہمارے حال پر مزید احسان و کرم ہے، یہ دیکھ کر حضرت یعقوب نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تم کو اس طریقہ پر آزمایا ہے۔

یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور ان کو لے جا کر دے دو (اولاد بولی ایسے کریم بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لئے اور رسد لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بن یامین کی بھی خوب حفاظت کریں گے۔ اور بن یامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور لادیں گے، یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے اور تو بن یامین ہی کی وجہ سے ملے گا، یا یہ کہ یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے، جس کی وجہ سے ہم ان سے غلہ لے کر آئیں گے، یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر غرض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بن یامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دو گے، کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے ہی آؤ گے، ہاں اگر کوئی تم پر سماوی پریشانی نازل ہو جائے، یا یہ کہ سماوی یا دنیاوی مصیبت میں گھر جاؤ تو مجبوری ہے، چنانچہ جب وہ خدا کی قسم کھا کر بن یامین کے واپس لانے کا اپنے باپ کو پختہ قول دے چکے، تب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ہماری یہ باتیں حق تعالیٰ کے حوالہ ہیں، یا یہ کہ حق تعالیٰ ان باتوں کا نگران و گواہ ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

اور (چلتے وقت) یعقوب (ع) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ

اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا (چلتا) ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اس پر بھروسہ رکھتا

عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ

ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور جب (مصر پہنچکر) جس طرح ان کے باپ نے کہا تھا اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا

مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

ہوگیا (باقی) ان کے باپ کو ان سے (یہ تدبیر بتلا کر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی میں (در بارہ تدبیر میں) ایک ارمان (آیا) تھا جسکو انہوں نے ظاہر کردیا

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا

اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے اور جب یہ لوگ (برادران یوسف) یوسف

عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا

کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں ان سے) کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں سو یہ لوگ جو کچھ (بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اس

يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

کا رنج مت کرنا۔

ع ۱۱ ۲

(اور روانگی کے وقت) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تمہارے بارے میں خدائی فیصلہ کو تو تم سے نہیں ٹال سکتا جو تمہارے متعلق فیصلہ خداوندی ہو چکا ہے تو حکم تو اسی کا چلتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے، یا کہ مومنین پر یہی واجب و ضروری ہے کہ حق تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر لگ جانے کا خوف ہوا کیونکہ یہ سب بھائی با وجاہت رونق والے اور خوبصورت چہروں والے تھے اسی وجہ سے اس چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا (کیونکہ نظر حق ہے عاید)۔

چنانچہ جب مصر پہنچ کر جس طرح کے ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے، باقی اس تدبیر سے ان کے باپ کو ان سے حکم الٰہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا، لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں وجہ تدبیر میں ایک ارمان آیا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کردیا۔

اور یعقوب علیہ السلام بلاشبہ بڑے عالم (اور حدود شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو احکام حدود قضا و قدر تمام باتوں کا حکم دیا تھا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکم تو صرف حق تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔

مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اس کی تصدیق کرتے تھے۔

چنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف کے پاس پہنچے (اور بن یامین کو پیش کیا) تو حضرت یوسف اپنے اس حقیقی بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ ملا لیا، اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں، یہ دوسرے تیسرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور برا بھلا کہتے رہے ہیں اس کا رنج مت کرنا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا

أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿۷۱﴾

کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز کم ہو گئی ہے

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿۷۲﴾

انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو (لاکر) حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿۷۳﴾

ہوں یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿۷۴﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ

ان (ڈھونڈنے والے) لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا انہوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس شخص کے اسباب میں ملے

فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ

پس وہی شخص اپنی سزا ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر یوسفؑ نے اپنے بھائی (کے اسباب) کے تھیلہ سے قبل تلاشی کی

أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ

ابتداء اول دوسرے بھائیوں کے (اسباب کے) تھیلوں سے کی پھر (آخر میں) اس (برتن) کو اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلہ سے برآمد کر لیا ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی خاطر سے

چنانچہ ان لوگوں کا غلہ تول کر تیار کر دیا (اور بن یامین اور حضرت یوسف کے باہم مشورہ سے) وہ برتن جس میں یوسف علیہ السلام پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ناپا کرتے تھے، بن یامین کے اسباب میں رکھ دیا پھر ان کو روانگی کا حکم دیا، اور ان کے پیچھے یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک خادم کو کر دیا، اس نے پکارا کر قافلہ والو تم ضرور چور ہو یہ بھائی تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تم کو کس چیز کی تلاش ہے وہ بولے ہم بادشاہی پیمانہ کی تلاش میں ہیں جس سے وہ پانی پیتا اور غلہ ناپ کر دیتا ہے اور پیمانہ سونے کا تھا، اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے متہم کیا ہے اور جو اس پیمانہ کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر کا غلہ ملے گا، اور حضرت یوسف کا خادم بولا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔

یہ لوگ بولے مصر والو بخدا تم کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آئے ہیں اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم اس کو چرانے والے نہیں۔

یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہ ہی اسباب والا چوری کی سزا ہے (اسی کو غلام بنا لو) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے بن یامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لی، اس میں وہ پیمانہ نہیں ملا، پھر اخیر میں اس برتن کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کر لیا، اس تلاش کرنے والے نے بن یامین کو دعا دی، کہ حق تعالیٰ تم پر کشادگی فرمائے، جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی، ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر سے اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔

مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ

اس طرح تدبیر فرمائی یوسفؑ اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ ہی کو منظور تھا ہم جس کو چاہتے ہیں (علم میں)

مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوا إِن يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ

خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے کہنے لگے کہ (صاحب) اگر اس نے چوری کی تو (تعجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک

لَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنتُمْ

بھائی (قتادہ) بھی (اسی طرح) اسکے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے) ظاہر نہیں کیا یعنی (دل

شَرٌّ مَّكَانًا ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا

میں) یوں کہا کہ اس (چوری) کے درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ برے ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس (کی حقیقت) کا اللہ ہی کو خوب علم ہے کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بہت

كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ

بوڑھا باپ ہے سو (آپ ایسا کیجئے کہ) اس کی جگہ ہم میں ایک کو رکھ لیجئے (اور اپنا مملوک بنا لیجئے) ہم آپکو نیک مزاج دیکھتے ہیں۔ یوسف (ع) نے کہا کہ ایسی (بے انصافی کی) بات

اللَّهِ أَن نَّأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِندَهُ إِنَّا إِذًا لَّظَالِمُونَ ﴿٧٩﴾ ع ۹

سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے، اور حق تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسفؑ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہ لیں، کیونکہ بادشاہ کے قانون چور کی سزا تادیب اور قید تھی یا یہ کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔

اور یہ بھی مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا کیونکہ اگر یوسف علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ مشیت خداوندی بادشاہی قانون ہی کے ذریعہ سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے ہم جس کو چاہتے ہیں فضائل میں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے، تا آنکہ سلسلہ حق تعالیٰ تک منتہی ہو جاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔

یا یہ کہ حق تعالیٰ سب سے بڑھ کر بڑا علم والا ہے، اور وہ تمام علم والوں سے بڑھ کر ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی علم والا نہیں۔

(غرضکہ غصہ میں) حضرت یوسف کے بھائی بولے کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (بت کو چھپا کر توڑ دیا تھا تاکہ بت پرستی نہ ہو) یوسف علیہ السلام نے اس بات کے جواب کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی یوں دل میں کہا کہ تم تو اس چوری کے درجہ میں یوسف سے بھی زیادہ برا کام کر چکے ہو۔ اور یوسف علیہ السلام کی طرف تم جس (بے بنیاد) بات کو منسوب کر رہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہیں جب بھائیوں نے دیکھا کہ انہوں نے بن یامین کو لے لیا تو خوشامد کرنے لگے) کہ ان کا بوڑھا باپ ہے اگر بن یامین کو ہم لے جائینگے تو وہ خوش ہوگا سو اس کی جگہ آپ ہم میں سے ایک کو رہن رکھ لیجئے اگر آپ ایسا کر لیں تو ہمارے حال پر آپ بہت ہی شفقت فرمانے والے ہوں گے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا معاذاللہ جس کے پاس ہم نے اپنی چوری کی چیز پائی ہے اس کے بجائے ایسے شخص کو ہم روک لیں جس کے پاس ہماری چوری کی چیز نہیں ہے۔

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ

پھر جب ان کو یوسف (ع) سے تو بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین) کو دیں گے) تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے، ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ

قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں کس قدر کوتاہی کر چکے ہو سو میں تو اس

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰي يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (۸۰)

زمین سے ٹلنا نہیں تاوقتیکہ میرے باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے اور وہی خوب سلجھانے والا ہے۔

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓي اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا

واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور (جا کر ان سے) کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم

عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝ (۸۱) وَسْـَٔـلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ

کو (مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے اور اس قافلہ

الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ (۸۲) قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ

والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں اور یقین جانیے ہم بالکل سچ کہتے ہیں یعقوبؑ فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی ہے

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا

چنانچہ جب ان کو یوسف علیہ السلام سے امید ہی نہ رہی تو اس جگہ سے علیحدہ ہو کر سب باہم مشورہ کرنے لگے، چنانچہ جو ان سب میں علم و عقل میں بڑھا ہوا تھا اور جس کا نام یہودا تھا وہ کہنے لگا بھائیو تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے بن یامین کے واپس لانے کے بارے میں تم سے پختہ عہد لیا تھا اور بن یامین سے قبل یوسف کے بارے میں تم اپنے باپ کے عہد و میثاق کی کس قدر کوتاہی کر چکے ہو سو میں تو سرزمین مصر سے ٹلتا نہیں، تاوقتیکہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دے یا یہ کہ تاوقتیکہ میرا باپ ان سے مجھے قتال کی اجازت نہ دے، یا حق تعالیٰ میرے بھائی کی واپسی کی سبیل نکال دے اور اس کی واپسی کی مشکل خوب آسان کرنے والا ہے۔

پھر یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ آپ کے صاحبزادے نے بادشاہ کے پیمانہ کی جو کہ سونے کا تھا چوری کر لی ہے اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ چورائی ہوئی چیز بن یامین کے اسباب میں سے ملی ہے (جس کے جرم میں وہ پکڑے گئے)۔

اور اگر ہم غیب کی باتوں سے واقف ہوتے تو ہم ان کو ہرگز اپنے ساتھ لے کر نہ جاتے یا یہ کہ رات کے وقت تو ہم ان کی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انہوں نے کیا کیا (اور اگر یقین نہ ہو) تو اس بستی والوں یعنی جو مصر کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجئے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں شامل ہو کر یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ قبیلہ کنعان کے کچھ لوگ آئے تھے اور ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آکر حضرت یعقوب علیہ السلام سے یہ ساری بات بیان کر دی، یہ سن کر یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ بات ممکن نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات نکال لی ہے سو خیر صبر ہی کروں گا جس میں کسی قسم کی شکایت نہ ہوگی۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

(مجھ کو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا (کیونکہ) وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے اور ان سے دوسری طرف

وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف ؑ افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسف کی یادگاری میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مر ہی

الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا

جاؤ گے ۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـــــَٔسُوْا مِنْ

جانتے اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور ان کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید

رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـــــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا

مت ہو بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں پھر جب یوسف (ؑ) کے پاس

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ

پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں

مجھ کو حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بن یامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو مجھ سے ملانے میں بڑی حکمت والا ہے اور ان سے علیحدہ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور حزن و غم سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں، اور وہ غم سے جی ہی جی میں گھٹا کرتے تھے اولاد کہنے لگی بخدا آپ ہمیشہ یوسفؑ ہی کی یاد میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا مر ہی جاؤ گے۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کریں گے یا یہ کہ حق تعالیٰ کے رحم و کرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے یا یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں ابھی تک مرے نہیں، کیونکہ ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روحیں قبض کی ہیں کیا ان میں یوسف علیہ السلام کی بھی روح قبض کی ہے ؟ ملک الموت نے فرمایا نہیں۔

اسی واسطے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹو جاؤ یوسف علیہ السلام اور بن یامین کو تلاش کرو اور ان کا پتہ لاؤ، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ حق تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہ ہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

چنانچہ جب (بحکم حضرت یعقوب) دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ نکمے درہم لائے ہیں، جن کے عوض نہ غلہ مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں یا یہ کہ کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، حبۃ الخضراء وغیرہ لائے ہیں، یا یہ کہ عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، پنیر، گھی وغیرہ لائے ہیں

فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿۸۸﴾

سو آپ پورا غلہ دیدیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دیدیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے (خیر) دیتا ہے

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۸۹﴾

یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جب کہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ

کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے ہم پر

اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾

اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا

وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی اور بیشک ہم (اس میں) خطاوار تھے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا

تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۹۲﴾

کہ تم پر آج کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ

اب تم میرا یہ کرتا (بھی) لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو (اس سے) ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی اور اپنے (باقی) گھر والوں

أَجْمَعِينَ ﴿۹۳﴾

کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ

تو ہم کو اب بھی پورا غلہ دیدیجئے جیسا کہ آپ نئے درہموں پر پورا غلہ دیتے ہیں، اور ان دونوں قیمتوں کے تفاوت اور ناپوں کے تفاوت کو ملحوظ نہ رکھئے بلکہ ہم کو خیرات سمجھ کر دیدیجئے، بیشک حق تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔

(یہ سنکر یوسف علیہ السلام سے رہا نہ گیا) ان سے فرمانے لگے وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جب کہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا (سوچ کر) کہنے لگے کیا سچ تم ہی یوسف ہو فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا حقیقی بھائی ہے، حق تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور شدت و سختی میں صبر کرتا ہے تو حق تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب ضائع نہیں کرتے۔

چنانچہ یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تم کو حق تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور جو کچھ تم نے کیا بیشک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔

یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد سے میری طرف سے کوئی الزام اور عار نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا حق تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔

(اب تم جا کر میرے باپ کو بشارت دو اور میرا یہ کرتہ بھی لئے جاؤ) اور یوسف علیہ السلام کا یہ کرتہ جنت سے آیا ہوا لباس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی، جو تقریباً ستر اشخاص تھے میرے پاس لے آؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ اَبُوهُمْ اِنِّي لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿۹۴﴾

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف ؑ کی خوشبو آرہی ہے

قَالُوا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ اَلْقٰىهُ

وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں پس جب خوشخبری لانے والا آپہنچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتا ان کے منہ

عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا

پر لاکر ڈال دیا بس فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں آپ نے (بیٹوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں

لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا يٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕينَ ﴿۹۷﴾ قَالَ

جانتے۔ سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے ہم بیشک خطاوار تھے یعقوب (علیہ السلام)

سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى

نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے پھر جب یہ سب کے سب یوسف ؑ کے

يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِينَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ

پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلئے (اور) خدا کو منظور ہے تو (وہاں) امن چین سے رہئے اور اپنے

اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا ۚ

والدین کو تخت (شاہی) پہ اونچا بٹھایا اور سب کے سب یوسف ؑ کے آگے سجدہ میں گر گئے۔

چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی کرتہ لے کر چل پڑا تو یعقوب علیہ السلام نے پاس والوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کے اندر میری تکذیب نہ کرو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے، ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑپوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔

چنانچہ جب یہودا یوسف علیہ السلام کا کرتہ لے کر ان کی سلامتی کی خوشخبری لے کر آپہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا، فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ حق تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ حق تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے، ہم بے شک خطاوار اور حق تعالیٰ کے نافرمان تھے۔

یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارے لئے جمعہ کی شب میں تہجد کے وقت دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور اور تائب پر رحیم ہے۔

چنانچہ جب یہ سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیونکہ ان کی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئیں تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا سب مصر میں اتریئے اور انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے۔ یا یہ فرمایا کہ سب مصر میں چلئے اور وہاں انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے۔

اور (وہاں پہنچکر) اپنے والدین کو تخت شاہی پر اونچا بٹھایا (اور غلبہ عظمت میں) والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پہ ہوتا تھا جو کہ سلام کے قائم مقام تھا کہ رذیل شریف کے اور نوجوان بوڑھے کے اور

وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ
اور یوسف نے کہا کہ اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر دیا۔ اور خدا نے
اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ
میرے ساتھ احسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے قید سے نکالا اور دوسرا یہ کہ سب کو جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) بعد اس کے ہوا کہ شیطان
نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ
نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑے علم اور
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ
حکمت والا ہے اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا
الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ
تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے) اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
مجھ کو پوری فرماں برداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لے (اے محمدؐ) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم نے وحی کے ذریعہ
اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَآ اَكْثَرُ
کو بتایا کیونکہ تم یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے
النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾
گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو۔

چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے یوسف علیہ السلام فرمانے لگے ابا جان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دیا، اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا، اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا پھر (حق تعالیٰ) تم سب کو باہر سے لے آیا (اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے کہ اس طریقہ سے ہم سب کو ملا دیا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے اور جدائی کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جس کا رقبہ چالیس فرسخ ہے اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا، اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق ناصر و محافظ ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو اسلام و توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے، اور میرے آباء مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے، جو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف علیہ السلام کے پاس موجود نہ تھے، جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کی ہلاکت کے بارے میں تدبیریں کر رہے تھے، اور گو آپ کیسی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہل مکہ میں سے اکثر کتاب، سماویہ اور رسل خداوندی پر ایمان نہیں لاتے۔

ع ۱۱ ۵

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ

اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ

اور زمین میں جن پر ان کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف اصلاً توجہ نہیں کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے

اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ

بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔ سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت

اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ

آپڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آ جاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ

طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں مشرکین میں

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ

سے نہیں ہوں اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا) اور (یہ لوگ جو

الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر)

قَبْلِهِمْ ۭ

ہو گزرے ہیں

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ قرآن تو تمام جن وانس کے لئے ایک نصیحت ہے اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں جیسا کہ چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ، دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گزر ہوتا رہتا ہے، اور وہ ان کی طرف اصلاً توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ الٹی تکذیب کرتے ہیں۔

اور اکثر اہل مکہ جو دل میں خدا کی عبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ . . . . . وحدانیت خداوندی میں شرک کئے جاتے ہیں، سو کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الٰہی میں سے کوئی عذاب ان کو آگھیرے۔

یا ان پر اچانک عذاب قیامت آپڑے، اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ ملت ابراہیمی یہ میرا طریق ہے، میں لوگوں کو خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی خدا کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں۔ اور حق تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں ہوں۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے، جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے (کوئی بھی بقول بدبختی کے فرشتہ نہ تھا)۔ تو کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ

اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے

الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا

اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہنچی پھر (اس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور

يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ

ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا ان (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی)

لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

عبرت ہے۔ یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

ان کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور رحمت ہے

البتہ جنت ان حضرات کے لئے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بہبودی کی چیز ہے۔

کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے، یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کرتے کہ گزشتہ قوموں پر جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔

چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ان کی قوم جو وہ خدا کے پاس سے اپنی قوم کے پاس پیغام لے کر آئے تھے پوری تکذیب پر تلی ہوئی اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کُذِبُوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی ہلاکت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آپہنچا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور اس کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ہٹتا حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھ دار لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

یہ قرآن کریم کوئی خود سے تراشی ہوئی بات تو نہیں بلکہ یہ توریت انجیل اور تمام کتب سماویہ کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ یوسف علیہ السلام میں تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کی تفصیل کرنے والا ہے۔ اور ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے بچانے کے لئے رحمت ہے۔

واللہ اعلم باسرار کتابہ

فللّٰہ الحمد۔

آیاتہا ۴۳ (۱۳) سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ (۹۶) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ

المرا - یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (1) اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا (قادر) ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

ان (آسمانوں) کو (اسی طرح) دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین پر چلتا

مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (2)

رہتا ہے وہی (اللہ) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کر لو

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس (زمین) میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ

پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کئے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے۔

سورۂ رعد - یہ پوری سورت مکی ہے بجز ان دو آیتوں کے وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ اور وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ کیونکہ یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں۔

اس سورت میں تینتالیس۴۳ آیتیں اور آٹھ سو پچپن (۸۵۵) کلمات اور تین ہزار پانچسو چھ (۳۵۰۶) حروف ہیں۔

بسم اللہ الخ - المرا - یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے حق تعالیٰ ان تمام باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں اور قرآن کریم جو علم دیتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل سچ ہے، لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

حق تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر اونچا کھڑا کر دیا تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یا ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے، اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے قبل بھی حق تعالیٰ عرش پر تھا، اور پھر عرش پر قائم ہوا یعنی علم و قدرت کے اعتبار سے قریب و بعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں، اور چاند و سورج کی روشنی کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا، ہر ایک اپنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ بندے کے تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے، وحی تنزیل معیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے یہ قرآن کریم اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم بعث بعد الموت کی تصدیق کرو اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ کو جو کہ زمین کے لئے میخیں ہیں پیدا کئے اور نہریں جاری کیں۔ اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کئے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے اور دن کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لاتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَ

ان امور (مذکورہ) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہیں اور زمین میں پاس پاس (اور پھر) مختلف قطعے ہیں اور انگوروں

جَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ

کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ تنے سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے

وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم کو ایک دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے واسطے

يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ

(توحید کے) دلائل (موجود) ہیں اور (اے محمد) اگر آپ کو تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہوگئے کیا ہم پھر از سر نو (قیامت کے روز) پیدا

جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ

ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں) طوق ڈالے جائیں گے

وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ

اور ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت (کی ختم میعاد) سے پہلے آپ سے

قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

مصیبت (کے نزول) کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے (اور کفار پر) واقعات عقوبت گزر چکے ہیں اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں

لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾

کی خطائیں باوجود ان کی بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے

ان اختلافات مذکورہ میں علامات اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔

اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے متصل صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں، اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعضے تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی تنہ ہے اور اوپر جاکر دس اور اس سے زیادہ اور کم تنے ہو جاتے ہیں، اور بعضوں میں تنے جدا جدا نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی تنہ رہتا ہے، سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے، اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر رنگ اور مزے میں فوقیت دیتے ہیں، اور ان مزوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لئے دلائل ہیں، جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ بعث بعد الموت کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تو ان کفار کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے، اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے! اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بطور استہزا کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبات گزر چکے جنکی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار ان کفار مکہ کے شرک کو اگر یہ توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں معاف کر دے گا اور جو شرک سے توبہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار سخت سزا دے گا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ

اور یہ کفار یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ

اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی

الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

ہے۔ اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا

الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ

جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ

هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ

جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں ہر شخص (کی حفاظت) کیلئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جنکی بدلی ہوتی رہتی ہے

وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا

کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت

مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ

کی) حالت کو نہیں بدل دیتے

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکریوں بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا، جیسا کہ پہلے رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں اور ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوتے چلے آئے یا یہ کہ داعی جو ان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

حق تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی، اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کمی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔

اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا نکلنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہے سب کو جاننے والا ہے، اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادہ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند کوئی چیز نہیں، تم سے کوئی کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے اور کرے سب کو حق تعالیٰ جانتا ہے اور حق تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں، اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے، ہر ایک شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے بھی متعین ہیں، یکے بعد دیگرے جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور دن کے آجاتے ہیں، اور دن کے چلے جاتے ہیں تو رات کے آجاتے ہیں کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور تقادیر کے مطابق ان کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں ابتداءً تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت کو نہیں تبدیل کر دیتے۔

وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ ⑪ هُوَ
اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کرلیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے

الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ⑫ وَيُسَبِّحُ
کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی

الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ
تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا

بِهَا مَن يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ⑬
دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے

اور جب حق تعالیٰ کسی قوم پر نزول عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کرلیتا ہے تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں، اور خدا کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ٹالنے والا نہیں، اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔

اور وہ تم کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھلاتا ہے کہ بارش سے مسافر کو اپنے سازوسامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خواہش وامید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہوجائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوتے ہیں پیدا کرتا اور ان کو بلند کرتا ہے اور رعد فرشتہ اس کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے، اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے فرشتے بھی حق تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے، سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہلاک کردیتا ہے، جیسا کہ زید بن قیس کو حق تعالیٰ نے ایسے ہی آگ کے ذریعہ ہلاک کردیا، اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گلٹی کے ذریعہ جو اس کی کوکھ میں نکلی تھی، یعنی طاعون سے ہلاک کردیا۔

اور یہ حق تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑ رہے تھے، حالانکہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورہ رعد) لبسم اللہ الخ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آئے، تو عامر بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھ کو کیا دیں گے آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے وہ تمام حقوق حاصل ہوجائیں گے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں، اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عاید ہوجائیں گی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں، عامر بولا کیا آپ اپنے بعد میرے لئے اس امر نبوت کو نہیں کریں گے، آپ نے ارشاد فرمایا یہ چیز تو نہ تمہارے لئے ہوسکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لئے ہوسکتی ہے، چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ کر چل دیئے۔

عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کردوں گا اور تم العیاذ باللہ آپ کو تلوار سے ختم کردینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے، عامر آکر بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کھڑے ہوں میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے کہنے پر کھڑے ہوگئے، اور کھڑے ہوکر اس سے بات چیت کرنا شروع کردی۔

ادھر اربد بدبخت نے تلوار سونتی جب اس بدبخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا،

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ

سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ

جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک (اڑ کر) آجاوے اور وہ اس کے منہ تک (اڑ کر)

اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

آنے والا نہیں اور کافروں کی درخواست (ان معبود باطلہ سے) کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے

سچا پکارنا یعنی دین حق شہادۃ ان لا الہ الا اللہ اور یہی سچا پکارنا ہے اسی کے لئے خاص ہے، خدا کے علاوہ اور جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے، جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچا تا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو، تاکہ پانی اس کے منہ میں اڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا، سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا، اسی طرح بتوں کی پرستش بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نمازیں مصروف ہیں جتنے کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مؤمنین ہیں، آسمان والے خوشی سے کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف نہیں ہوتی، اور زمین والے مجبوراً کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف ہوتی ہے، یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے یا کہ جو مسلمانوں ہی میں پیدا ہوا وہ خوشی سے اور جو جبراً مسلمان بنایا گیا وہ مجبوری سے اور اہل زمین سے جو لوگ سرخم کئے ہوئے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ فرمائی تو اس کو دیکھا یہ دیکھ کر آپ وہاں سے لوٹ آئے۔ اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے، جب رقم پر پہنچے تو حق تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرا کر اس سے جھلس دیا۔ تب حق تعالیٰ نے اَللّٰهُ یَعْلَمُ سے شَدِیْدُ الْمِحَالِ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی کو روسا کفار میں سے ایک رئیس کے پاس دعوت توحید کے لئے بھیجا تو وہ بدبخت بولا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے نعوذ باللہ۔ لوہے کا ہے یا پیتل کا، یا چاندی کا ہے، یا سونے کا چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کر دیا، پھر آپ نے ان کو دوبارہ اور سہ بارہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس رئیس پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے

وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ

اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں آپ کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ (ہی) کہہ دیجئے

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ

کہ اللہ ہے (پھر) آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے

هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ

آپ یہ (بھی) کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا انہوں نے

جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی (کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ

كُلِّ شَىْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا

ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ

پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس (پانی) کے اوپر (آ رہا) ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا

اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ

ہی میل کچیل (اوپر آ جاتا ہے) اللہ تعالیٰ حق (یعنی ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر وغیرہ) کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا وہ تو

ان کے سائے بھی صبح و شام سرخم کئے ہوئے ہیں، کہ صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سو اگر وہ جواب میں اللہ کہہ دیں تو خیر ورنہ آپ ہی فرما دیجئے کہ اللہ خالق ہے پھر یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کیا کافر اور مومن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ پیدا کرتا ہے، تو اس واسطے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوئی ہو جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں اور وہ واحد ہے اور تمام اپنی مخلوق پر غالب ہے، چنانچہ اب حق تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا، اور اس میں حق اور باطل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا، تو قلوب منورہ نے اپنی وسعت اور اپنے نور کے اعتبار سے قرآن کو اپنے سینوں میں جگہ دے لی، اور اندھیرے والے دل اپنی باطل خواہشوں کے پیرو ہوئے۔

اور اس پانی کی طرح دوسری مثال بیان فرماتا ہے کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو دریائی جھاگ کے اوپر جو میل کچیل اوپر آ جاتا ہے، اسی طرح اس میں بھی آ جاتا ہے، تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لئے تپاتے ہیں

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ

پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کار آمد ہے وہ دنیا میں (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح (ہر ضروری مضمون میں)

يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ

مثالیں بیان کیا کرتے ہیں جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا

يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ

نہ مانا ان کے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب اپنی رہائی کیلئے

أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ

دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا قرار گاہ ہے جو شخص یہ یقین

يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو

رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے پس نصیحت تو سمجھ دار ہی

الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ

لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ (سمجھ دار لوگ ایسے ہیں) کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور (اس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے

يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾

ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں

وقف النبی علیہ السلام — الربع ع ۱۱

اسی طرح حق سے صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے، جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی باطل والا نفع نہیں حاصل کر سکتا۔

اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آجاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے، جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے، اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ملتا، تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کار آمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پیتل ہے، کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتا ہے

یعنی جو دنیا میں توحید کے قائل ہو گئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو ان کے پاس اگر تمام دنیا کا سیم و زر ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو (تو وہ قیامت کے دن) یہ سب کا سب اپنی جانوں کی رہائی کے لئے دے ڈالیں، ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا، اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانا اور لوٹنے کا مقام ہے۔

جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مؤمن کافر کی طرح ہو سکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھ دار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔

اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں، اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائگی کو چھوڑتے نہیں، اور صلہ رحمی کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں، اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾

اس میں سے چھپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہان میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولادوں میں جو (جنت کے) لائق ہوں گے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہوں گے) کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دین

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ

حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں ۔ اور خدا تعالیٰ

يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ

نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت

اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ

ہو گی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہو گی اللہ جس کو چاہے رزق زیادہ دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر اس کے احکامات پر مضبوط رہتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چھپکے بھی اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے بھی صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں۔ اور برائی کو جو ان کے ساتھ کوئی کرتا ہے تو اچھی بات اور حسن سلوک سے اس کو ٹال دیتے ہیں، ان صفات مذکورہ والے حضرات کے لئے جنت ہے۔ اور ان حضرات کو کونسی جنت ملے گی اب اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

کہ وہ جنت عدن ہے، جو حضرات رحمان کی خوشنودی حاصل کرنے کا مقام ہے اور وہ ہی انبیاء کرام، صدیقین، اور شہداء وصالحین کا مسکن ہے، اور ان کے ماں باپ بیبیاں اور اولاد جو مومن موحد ہوں گے اور اس جنت کے داخلہ کے لائق ہوں گی وہ اسی جنت میں داخل ہوں گی۔

اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک موتیوں کا خیمہ ہوگا، جس کے چار ہزار دروازے ہوں گے، اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا، ان کے پاس ہر ایک دروازے سے فرشتے آتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ تم ہر ایک آفت سے صحیح سلامت رہو گے، اور جنت اس صلہ میں ملی ہے کہ تم اوامر خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لئے بہت اچھا انجام ہے۔

اور جو لوگ فرائض خداوندی کو بعد ان کی تاکید اور پختگی کے چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو قطع کرتے، اور کفر و شرک کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا، اور آخرت میں بھی دوزخ میں جائیں گے۔

حق تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت و فراخی کر دیتا ہے، اور یہ اس کی طرف تدبیر اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی

وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَیَقُوْلُ ع ۴ ۸ ۹

اور یہ (کفار) لوگ دنیوی زندگی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں اور یہ کافر لوگ

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ

کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کردیتے ہیں

وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ۖۚ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ ؕ

اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کردیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ؕ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی

خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوش حالی

لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

اور نیک انجامی ہے (اور) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بناکر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور بہت سی امتیں

قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ

گزر چکی ہیں

جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ بہت سے بندوں کی بھلائی اور درستگی وسعت و فراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بدترین چیز ہوجائے، اور حق تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہوسکتی ہے، اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بہت بدترین بات ہوجائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر اترانے لگے، اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش و عشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا ساز و سامان ہانڈی پیالہ وغیرہ ہوتا ہے۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکریوں کہتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی نبوت کی تصدیق کیلئے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا، جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے راہ کردیں جو اسی چیز کا مستحق ہو، اور جو شخص حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اسے اپنے دین کی ہدایت کردیتے ہیں، مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے خوب سمجھ لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے، جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کی بجا آوری کی ایسے حضرات قابل رشک ہیں، اور کہا گیا ہے کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے، اس کا نام ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمین جوڑے ہیں، اور پھل اس کے ہر ایک رنگ کے ہیں، اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں، اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں، اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔ اور

اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بناکر

بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں

گزر چکی ہیں۔

لِتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ

تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنادیں جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ میرا مربی

اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۞ (۳۰) وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

(اور نگہبان) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ (اپنی جگہ سے

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ

ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرادی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے

تاکہ آپ ان کو وہ قرآن کریم پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ (جو رحمٰن کے ساتھ مشہور ہے) اور رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ رحمٰن تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اسی پر اعتماد اور بھروسہ کرلیا، اور آخرت میں اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے۔

اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کردو اور اس مقام پر پانی کے چشمے بہادو، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ نرم کردیا گیا تھا، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت سلیمان کے لئے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لئے بھی ہوا کو مسخر کردو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے جایا کریں اور پھر آجایا کریں، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت عیسٰی مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مردوں کو زندہ کردو، سو حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی طے ہو جاتی، یا اس کے ذریعہ سے مردہ زندہ کردئے جاتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے ذریعہ سے ہوتیں، بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

امام طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بڑھے جو مرچکے ہیں ان کو زندہ کرکے دکھلاؤ، تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں، اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے دور کردو۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ۔

ک۔ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عطیہ عوفی سے نقل کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کاش ہمارے لئے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین کشادہ ہو جاتی، اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے، جیسا کہ سلیمان علیہ السلام اپنی قوم کے لئے زمین کو ہوا کے ذریعہ قطع کردیتے تھے، اسی طرح آپ بھی ہمارے لئے زمین کو قطع کردیتے۔ یا ہمارے مردوں کو زندہ کردیتے جیسا کہ حضرت عیسٰی اپنی قوم کے لئے مردوں کو زندہ کردیا کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ

أَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ

بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے کیا (یہ سنکر) پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام (دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور یہ (مکے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا اُن کی بستی کے قریب ہوتا رہتا ہے

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۳۱) وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ ع ۱۰/۵

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آجاوے گا یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپ کے قبل

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (۳۲)

ہو چکے ہیں استہزار ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی سو میری سزا کس طرح کی تھی

اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ

پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکاء برابر ہو سکتے ہیں! اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہئے کہ (ذرا) ان شرکاء

اَمْ تُنَبِّـــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ

کا نام تو لو کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) میں اس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ کافروں کو

كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (۳۳)

اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے) یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اسکا کوئی راہ پر لانے والا نہیں

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے اس بات میں دلجمعی نہ ہوئی، کہ اگر خدا چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، کتب سماویہ اور رسولوں کے منکریعنی کفار مکہ تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ کا ان پر یا انؐ کے ساتھیوں پر ان کے شہر مکہ کے قریب سے لیکر عسفان تک پڑتا ہی رہتا ہے، تاآنکہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا، اور حق تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے، یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوگا یا یہ کہ قیامت قائم ہوگی۔

اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ استہزار کرتی ہے، اسی طرح بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے استہزار کیا، تو پھر اس استہزار کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا، پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا۔

تو کیا پھر بھی حق تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے کہ اگر یہ شرکاء بالفرض والتقدیر خدا کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفعے پہنچاتے اور ان کی کارگزاریاں تو گناؤ، کیا تم حق تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر حق تعالیٰ کو نہ ہو کہ خدا کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہے۔ یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پرستش کرتے ہو، بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال و افعال مرغوب معلوم ہوتے، اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں، اور جس کو حق تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

ان کے لئے دنیوی (زندگانی میں (بھی)) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ (کے عذاب) سے ان کا کوئی

مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

بچانے والا نہیں ہوگا (اور) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کے عمارات واشجار) کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

اس کا پھل اور اس کا سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اس کے بعض حصہ کا

بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ

انکار کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی

مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا

طرف مجھ کو جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں اور اگر آپ (بالفرض محال) ان کے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم (صحیح) پہنچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

ع ۵ ۱۱

یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے، اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے بدرجہا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کا کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جا کر پناہ حاصل کریں اور جس جنت کا کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے، اس کی کیفیت یہ ہے، کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا، جس میں کوئی فطور نہ ہوگا یہ جنت تو کفر وشرک اور فواحش سے بچنے والوں کا انجام ہوگا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

یعنی جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ حضرت رحمان کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔

اور ان یہود ہی میں بعض ایسے ہیں کہ سورۂ یوسف اور حضرت رحمٰن کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصہ کا انکار کرتے ہیں جس میں حضرت رحمٰن کا ذکر ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں، اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف جانا ہے۔

اور اسی طرح ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین اس طور پر نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا حق تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، زبان عربی میں، اور بالفرض والتقدیر اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کا اتباع کرنے لگیں، بعد اس کے کہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا بیان صحیح پہنچ چکا ہے تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ

اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بی بیاں اور بچے بھی دیئے اور کسی پیغمبر کے اختیار میں

لِرَسُولٍ أَنْ يَّأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا

یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم کے لا سکے ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں خدا تعالیٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر

يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي

دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دے دیں بس آپ کے ذمہ تو صرف احکام (کا) پہنچا دینا ہے دار و گیر کرنا تو ہمارا کام کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم

الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ

زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں

اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں بھی دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوب علیہم السلام یہ آیت کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے سے مشغول کر دیتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے منافی نہیں بلکہ عین موافق ہے عابد)۔ کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی بدون خدا کے حکم کے لا سکے۔

اور ہر کتاب (پر عمل کرنے کا) اس کے یہاں ایک خاص وقت مقرر ہے، اور فرشتوں کے دیوان میں سے جن باتوں پر ثواب و عقاب کچھ نہیں ہوتا، ان کو مٹا دیتے ہیں اور جن پر ثواب و عقاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں، اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ انہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔

اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر بعض ہم آپ کی حیات میں دکھلا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے قبل ہم آپ کو وفات دے دیں (تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں) کیونکہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے اور ثواب و عقاب دینا تو ہمارا کام ہے، کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کی زمین کو ہر چہار طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں، یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علماء کرام کے انتقال کرنے کی بابت فیصلہ فرماتا ہے، اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔

وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا

اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے اور ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے وہ جو عمل کر رہا ہے

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ

جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے اور یہ کافر لوگ یوں

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ

کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جن کے پاس کتاب

عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

(آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں

آياتها ٥٢ ـــــ (١٤) سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ (٧٢) ـــــ ركوعاتها ٧

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الر كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ

الرا یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ تمام لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب

اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے۔ یا یہ کہ جس وقت وہ ان سے حساب لینا شروع فرمائے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہوگا۔ اور ان کفار مکہ سے قبل بھی اور لوگوں نے (تنقیص اسلام کے لئے) تدبیریں کیں، جیسا کہ نمرود وغیرہ اور اس کے ساتھی، تو کچھ بھی نہ ہوا کیونکہ ان سب کی تدابیر کی سزا حق تعالیٰ کے پاس موجود ہے، نیک و بد جو نیکی اور برائی کرتا ہے حق تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے، اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ نیک انجامی یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

اور یہود وغیرہ یوں کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ حق تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کے لئے کوئی گواہ لے کر آؤ، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لئے کافی گواہ ہیں۔

یا یہ کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں، کیونکہ جس کے پاس منجانب اللہ کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

(سورۂ ابراہیم) یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور آٹھ سو اکتیس[831] کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس[3434] حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الرا۔ یعنی میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے: یہ ایک کتاب ہے جس کو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ پر نازل کیا ہے، تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر

ـــــ (لباب النقول فی اسباب النزول) ـــــ

ک۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ، تو قریش کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو آپ کو کسی چیز کا مالک نہیں دیکھتے وہ تو اپنے کام سے فارغ ہو چکے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ـــــ یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت۔ یعنی خدا جس کو چاہیں موقوف کر دیں اور جس کو چاہیں باقی رکھیں ـــــ

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۱) اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

ستو دہ صفات کی راہ کی طرف لاویں　وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ (۲) الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ

اور بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہے - ان کافروں کو جو دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے

الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ

ہیں اور (بلکہ) اللہ کی راہ (مذکور) سے روکتے ہیں اور اس میں کجی (یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں ایسے لوگ بڑی

فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ (۳) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ

دور کی گمراہی میں ہیں　اور ہم نے تمام (پہلے پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان سے (احکام الٰہیہ کو) بیان

لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۴)

کریں پھر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں. اور وہی (سب امور پر) غالب ہے (اور) حکمت والا ہے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ

اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ

سے ایمان کی طرف لادیں اور اس خدا کے دین کی طرف جو ایمان نہ لانے والوں کو سزا دینے میں غالب اور ستودہ صفات ہے دعوت دیں۔

تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملک ہیں، اور ان کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے، جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، (اور ویل دوزخ کی ایک گھاٹی کا نام ہے جو بہت زیادہ گرم اور بہت تنگ اور بہت ہی گہری ہے، تو وہ کہتی ہے کہ پروردگار میری گرمی انتہا درجہ کو پہنچ گئی اور میری جگہ بہت ہی تنگ ہوگئی، اور میں بہت ہی گہری ہوں تو مجھے اجازت دو تاکہ میں آپ کے نافرمانوں سے انتقام لوں اور مجھ سے کسی قسم کا بدلہ نہ لیجئے)۔

اور لوگوں کو دین الٰہی اور طاعت خداوندی سے روکتے ہیں، اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں، یہ کفار حق اور ہدایت سے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں یا یہ کہ صریح گمراہی میں ہیں۔

اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الٰہیہ کو بیان کردیں، یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کردیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت کرتے ہیں، اور وہی اپنے ملک اور سلطنت میں یا یہ کہ جو ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب ہے، اور اپنے حکم اور فیصلہ میں یا یہ کہ گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلائیں، اور ان کو حق تعالیٰ کے معاملات

یعنی عذاب خداوندی اور رحمت خداوندی

یاد دلائیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٥﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا

بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے اور اس وقت کو یاد کیجئے کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم

نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَ

اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے

يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ

بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا

عَظِيمٌ ﴿٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ

امتحان تھا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرما دی کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا

عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

عذاب بڑا سخت ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ

فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٨﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ

بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہیں (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد (قوم ہود) اور

وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم

ثمود (قوم صالح) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل

بِالْبَيِّنَاتِ

لے کر آئے ہیں

بے شک ان مذکورہ باتوں میں طاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لئے عبرتیں ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو، جب کہ اس نے تم کو فرعون اور اس کی قبطی قوم سے نجات دی جو تم کو سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے، اور تمہارے چھوٹے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے، اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا، یا یہ کہ اس مصیبت سے جو حق تعالیٰ نے تم کو نجات دی اس میں تمہارا بڑا امتحان ہے، اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تم کو اس بات سے مطلع کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے، تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا، اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکری کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے، اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب آدمی ناشکری کرنے لگیں تو حق تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے احتیاج ہے اور وہ موحدین کے لئے اپنی حد ذات میں ستودہ صفات ہیں، کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح، قوم ہود، اور قوم صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی اجمالاً خبر نہیں پہنچی کہ تکذیب کرنے پر حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور عذاب کی کیفیت کو حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبر ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لیکر آئے

فَرَدُّوٓا اَيْدِيَهُمْ فِيٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ

سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کے منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ⑨ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ

اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں جو (ہم کو) تردد میں ڈالے ہوئے ہے ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو کہ آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى

کا پیدا کرنے والا ہے وہ تم کو بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور معین مدت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا

حیات) دے انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں تم یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ ہم

اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا

بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وہ) احسان فرما دے اور یہ

كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪

کرنا چاہیئے۔

تو ان کفار نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے، یعنی جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا، یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے سامنے کر دیئے، اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، ورنہ ہم خاموش کر دیں گے، اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب دے کر تم کو بھیجا گیا ہے، ہم اس کے منکر ہیں، اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلا رہے ہو، ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

ان کے رسولوں نے کہا کیا تم کو حق تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، وہ ہی تم کو توبہ اور توحید کی طرف بلاتا ہے، تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعہ تمہارے زمانہ کفر کے گناہ معاف کر دے، اور تمہاری عمر کی معین مدت تک یعنی مدت تک تم کو بغیر عذاب کے حیات دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں ہمارے جیسے ایک آدمی ہو، تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباء اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے، ہمیں ان سے روک دو۔ تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔

ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں، حق تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے۔ اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرما دے۔

اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو (تمہاری منشاء کے مطابق) کوئی کتاب اور معجزہ دکھلا سکیں، بغیر خدا کے حکم کے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا، سو تم بھی حق تعالیٰ پر بھروسہ کرو، تاکہ جو تمہارے ساتھ ہونے والا ہے، جائے گا اس کو دیکھ لو۔

وَمَا لَنَآ أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى ٱللَّهِ وَقَدْ هَدَىٰنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَآ

اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) راستے بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر

ءَاذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِرُسُلِهِمْ

صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم

لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَآ أَوْ لَتَعُودُنَّ فِى مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

تم کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ۔ پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ ہم (ہی) ان ظالموں

ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٣﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ ٱلْأَرْضَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِى

کو ضرور ہلاک کر دیں گے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور) یہ ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے

وَخَافَ وَعِيدِ ۝ وَٱسْتَفْتَحُوا۟ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٤﴾ مِّن وَرَآئِهِۦ

سے ڈرے اور میری وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے اور جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب بے مراد ہو گئے۔ اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو (دوزخ

جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ﴿١٥﴾ يَتَجَرَّعُهُۥ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُۥ وَيَأْتِيهِ

میں) ایسا پانی پینے کو دیا جاوے گا جو کہ پیپ لہو (کے مشابہ) ہوگا، جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیوے گا اور گلے سے آسانی کے ساتھ اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور

ٱلْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِۦ عَذَابٌ

ہر (چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں اور اس کو اور سخت عذاب کا

غَلِيظٌ ﴿١٦﴾

سامنا ہوگا

رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہے، حالانکہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا، اور اطاعت خداوندی پر جو تم نے ہم کو ایذا پہنچائی، اس پر بھی صبر کرتے ہیں، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے، یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو، ہم ان سب کفار کو ہلاک کر دیں گے۔

اور ان کی ہلاکت کے بعد تم کو ان کی سرزمین اور ان کے شہروں میں آباد رکھیں گے، اور یہ وعدۂ سکونت ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میرے عذاب سے ڈرے، اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی، اور جتنے متکبر، سرکش اور حق و ہدایت سے گمراہ لوگ تھے، وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہوئے، اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ، اور وہاں جو ان کی کھالوں سے لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لئے دیا جائے گا، جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیوے گا اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا، اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کے غم و تکلیف کی آمد ہوگی، یا یہ کہ ہر ایک گوشہ اور طرف سے اس کو آگ پکڑ لے گی، اور وہ اس عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں

بلکہ اس لہو، پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے

زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا

عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾

لے جائے ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے ان کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ

کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے (اس سے اس کا قاعدہ ابھی معلوم ہوگیا پس) اگر

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ

وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور خدا کے سامنے سب پیش ہوں گے پھر چھوٹے درجہ کے

الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ

لوگ (یعنی عوام و تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو

عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا

ہم سے ہٹا سکتے ہو وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے (اور اب تو) ہم سب کے حق

أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ ع۳ ۱۵

میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان

وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیز ہوا اڑا کر لے جائے، ان لوگوں نے حالت کفر میں جو اچھے کام کئے تھے، اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اڑا کر لے جائے، اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پا سکتے۔

یہ کفر اور غیر اللہ کے لئے اعمال کرنا یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ معلوم نہیں اس مقام پر مخاطب اپنے نبی کو کیا ہے، مگر مقصود تخاطب سے آپ کی قوم ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال و فنا کے لئے پیدا کیا ہے، مکہ والو اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے یا موت دیدے۔

اور ایک دوسری مخلوق پیدا کر دے جو تم سے بہتر ہو اور حق تعالیٰ کی تم سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہو، اور یہ کرنا خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور بڑے درجے اور اچھے درجہ کے لوگ سب خدا کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے کافروں سے کہیں گے، ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جز ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ روسا کہیں گے اگر حق تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تم کو بھی اس کے دین کی طرف راستہ بتلاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ ضبط کریں اب ہمارے لئے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

جب اہل جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دئے جائیں گے، تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب کتاب پلصراط میزان اعمال کے سچے وعدے کئے تھے

وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ

اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے

فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ

(باختیار خود) میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار (ہو سکتا) اور نہ تم میرے مددگار ہو

بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ

سکتے ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ اس کے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے یقیناً ظالموں کے لئے اور دناک عذاب

أَلِيمٌ ﴿٢٢﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

(مقرر) ہے اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴿٢٣﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

(اور) وہ ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہاں ان کو سلام اس لفظ سے کیا جاوے گا السلام علیکم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا

نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (یعنی کلمہ توحید) کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں

اور میں نے بھی تم سے وعدے کئے تھے کہ جنت دوزخ حساب کتاب بعث بعد الموت پلصراط میزان اعمال وغیرہ کچھ نہیں اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم تھے، اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، بجز اس کے کہ میں نے تم کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کر لیا۔

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تم کو اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو، کیونکہ تم نے میری بات پر عمل کیا نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم کو دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے قبل مجھ کو خدا کا شریک قرار دیتے تھے۔ یا یہ کہ آج کے دن میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں، یا یہ کہ شیطان کہے گا کہ اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔

یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اور جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور احکام خداوندی کی پوری بجا آوری کی ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ نے کلمہ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ وہ مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو، اسی طرح مؤمن مخلص کا دل کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر خوب قائم رہتا ہے۔ اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی مؤمن مخلص کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے

فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اونچائی میں جاری ہوں　وہ خدا کے حکم سے　ہر فصل میں　اپنا پھل　دیتا ہے　اور اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

ہیں　تاکہ وہ　خوب　سمجھ　لیں　اور　گندہ　کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے　ایک　خراب

خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ

درخت ہو　کہ وہ زمین کے اوپر ہی　اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے　اس کو کچھ　ثبات　نہ ہو　اللہ تعالیٰ　ایمان والوں　کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ

اس پکی　بات　(یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے　دنیا　اور　آخرت　میں　مضبوط　رکھتا　ہے　اور ظالموں　کو بچلا

الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

دیتا ہے　اور اللہ تعالیٰ　جو　چاہتا ہے　کرتا ہے

اسی طرح مؤمن مخلص ہر وقت حق تعالیٰ کی اطاعت اور امور خیر میں مصروف رہتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ باذن ربہا نفع اور تعریف میں لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے، جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مؤمن کی حالت ہے۔

غرضکہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، سو اسی طرح مؤمن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے، اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح مؤمن مخلص کا عمل، آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ۶ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مؤمن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور امور خیر میں لگا رہتا ہے۔

حق تعالیٰ اس قسم کی مثال لوگوں کو کلمہ توحید کے اوصاف بتانے کے لئے اس لئے بیان کرتے رہتے ہیں، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور توحید خداوندی کے قائل ہوں، اور گندہ کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے، جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو مراد حنظل ہے، جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ شیرینی، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے اور نہ شیرینی، اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح شرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاتے، اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لئے کوئی حجت نہیں ہوتی، اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے، جیسا کہ حنظل کے درخت کی ثبات اور قرار کے لئے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے، یا یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے، اور وہ ہی حضرات اصحاب ہیں، ان کو حق تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رکھتا ہے۔

اور ان مشرکین کو حق تعالیٰ کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے دنیا میں بھی بچلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں، تب بھی ان کو اس پر ثبات نہیں عطا کرتا، اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں۔ اور بچلانا اور ثابت قدم رکھنا یا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بہک جانا یہ سب حق تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا

يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ ۗ قُلْ

وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ (دوسروں کو بھی) اس کے دین سے گمراہ کریں

تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا

آپ کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی

الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ

رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید

لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ

و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ

پانی (یعنی مینہ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا۔ اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی (اور جہاز) کو مسخر بنایا کہ وہ خدا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو ان کی اطلاع نہیں، جنہوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا۔ مراد اس سے بنو امیہ اور بنو مغیرہ ہیں، جو بدر کے دن مارے گئے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں، یا یہ کہ جہنم میں پہنچا دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بری اترنے اور رہنے کی جگہ ہے۔

اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کے ساجھی قرار دے کر ان کی پرستش شروع کردی۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ مکہ والو اپنے کفر میں ست رہ لو، پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے خاص ایمان دار بندوں سے فرمادیجئے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو رکوع وسجود اور تمام آداب اور اس کے تمام واجبات کے ساتھ پابندی رکھیں، اور جو ہم نے ان کو اموال دیئے ہیں، ان میں سے پوشیدہ اور آشکار کر کے صدقہ کیا کریں۔

قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کا فر مؤمن کسی کو کسی کی دوستی سود مند نہ ہوگی۔ ان نوبلوں کے ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اب حق تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہر قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لئے پیدا کیا، اور تمہارے لئے کشتیوں کو مسخر کردیا، کہ وہ خدا کے حکم اور اس کے ارادہ سے دریا میں

——— (لباب النقول فی اسباب النزول) ———

(سورۃ ابراہیم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابن جریر نے عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ الم تر الی الذین بدلوا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو بدر کے دن مارے گئے۔

فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ﴿٣٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ

کے حکم (وقدرت) سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلتے ہی

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِنْ تَعُدُّوا

رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر

نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

(ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے اور جب کہ ابراہیم ؑ نے کہا اے میرے

رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ

رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجئے اور مجھ کو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے اے میرے پروردگار

إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي

ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں)

فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ

میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت (اور) کثیر الرحمت ہیں اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میدان میں جو زراعت کے قابل

عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي

نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے

چلے، اور تمہارے نفع کے لئے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ، اور قیامت تک کے لئے تمہارے نفع کے واسطے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے، اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے، اور جو چیز تم نے مانگی وہ تم کو دی، اب تمہارے لئے مانگنا زیبا نہیں رہا، کیونکہ اگر تم حق تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے، اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو۔

یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجئے، اس سے کہ کوئی اس پر حملہ آور ہو اور اس طور پر کہ خوف زدہ اس میں آکر پناہ حاصل کر سکے، اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو بتوں اور آگ کی پرستش سے بچائے رکھیئے کیونکہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، یا ان کی پرستش سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔

سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے۔

اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے، اس کی آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں، اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسماعیل اور اس کی والدہ کو ایک کف دست میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں، تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں، اور آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے، تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو، اور ہر سال اس کی زیارت کے لئے حاضر ہوں

إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا

اور ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تاکہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں اے ہمارے رب آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں

نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾

رکھیں اور جو ظاہر کریں اور اللہ تعالیٰ سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ

تمام حمد (وثنا) خدا کے لئے (سزاوار) ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق (دو بیٹے) عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا

الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ

بڑا سننے والا ہے اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا رکھئے اور میری اولاد میں بھی بعضوں کو اے ہمارے رب اور میری (یہ) دعا

دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَ

قبول کیجئے (اور) اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن اور (اے مخاطب)

لَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

جو کچھ یہ ظالم (کافر) لوگ کر رہے ہیں اس سے خدا تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھ (کیونکہ) ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں

تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ

ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھائے ہوں گے (اور) ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی

اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لئے دیدیجئے، تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں۔

ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسمٰعیل کی محبت دل میں رکھیں، اور اسحٰق کی محبت کا اظہار کریں، یا یہ کہ جو اسماعیل کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں حق تعالیٰ سے تو کوئی بھی نیکی اور برائی مخفی نہیں۔

تمام حمد اسی خدا کے لئے ہے، جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق عطا کئے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے، میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا اہتمام رکھنے والا بنائیے، اور میری اولاد میں سے بھی، یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت و سرفرازی عطا فرمائیے، پروردگار میری عبادت قبول فرما۔

اور میری اور میرے ماں باپ، اور تمام مسلمانوں مرد و عورتوں کی مغفرت فرمائیے، جس دن کہ حساب قائم ہوگا، اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہوں گی تو اس کے لئے جنت ہے، اور جس کی برائیاں غالب ہوں گی، اس کے لئے دوزخ ہے، اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔

جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں حق تعالیٰ کو یہ نہ سمجھو کہ حق تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا، ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے، اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی، اور وہ داعی کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے، اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے، یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کئے ہوئے ہوں گے، شدت گھبراہٹ اور ہول کی وجہ سے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی۔

وَأَفْـِٔدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿۴۳﴾ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ

اور ان کے دل بالکل بدحواس ہوں گے اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے

الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ

کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے

الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَسَكَنتُمْ

کیا تم نے اس سے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے

فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ

کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں

الْأَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ

اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں

لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاویں پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا

عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا

زبردست (اور) پورا بدلہ لینے والا ہے جس روز دوسری زمین بدل دی جاوے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب

اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے، یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے۔

آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا، اور وہ بدر کا دن ہے، یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرک کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے بقدر ایک مدت اور ہم کو مہلت دیدیجئے، ہم توحید کے قائل ہو جائیں گے اور رسولوں کا اتباع کریں، حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائی تھیں، کہ تم کو دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں، اور بعث بعد الموت کچھ نہیں۔

حالانکہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے، جنہوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا تھا، پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی اور تم کو معلوم ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقہ سے وعدے، وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں، اور ان لوگوں نے رسولوں کی تکذیب میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں، اور ان کی ان تدبیروں کی سزا حق تعالیٰ کے سامنے تھی، اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں، اور ان کی تدبیر نمرود جبار کی تدبیر کی طرح تھی۔

حق تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں حق تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بے شک حق تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے، اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے۔

جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی، یعنی اس حالت موجودہ کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہو جائے گی، اور اس میں کمی زیادتی کردی جائے گی، اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کردیا جائے گا، اور آسمان حق تعالیٰ کے داہنے ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے، اور سب کے سب

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿٤٩﴾

ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور تو مجرموں (یعنی کافروں) کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ

ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ

اس کے کئے کی سزا دے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلد حساب لینے والا ہے یہ قرآن لوگوں کے لئے احکام کا پہنچانا ہے اور

لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

تاکہ اس کے ذریعہ سے (عذاب سے) ڈرائے جاویں اور تاکہ اس بات کا یقین کر لیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں

آیاتہا ۹۹ — (۱۵) سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ (۵۴) — رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١﴾

الرا یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی۔

ایک اللہ کے روبرو پیش ہوں گے، جو تمام مخلوق کو موت دینے میں زبردست ہے، اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا، اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے، یا یہ کہ قطران کے زرد رنگ نہایت ہی گرم ہوں گے، اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی، اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لئے پیش ہوں گے۔ تاکہ حق تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے، اور حق تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے۔ یا یہ کہ ان کے حساب و کتاب میں کوئی دشواری نہیں، وہ جب حساب لینا شروع فرمائیگا، تو بہت جلد حساب لے لیگا۔

یہ قرآن کریم حق تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام کا پہنچانا ہے یا یہ کہ لوگوں کے لئے اوامر و نواہی وعدے وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے۔ اور تاکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے عذاب سے ڈرائے جائیں، اور تاکہ اس بات کا یقین اور اقرار کرلیں کہ وہ ہی ایک معبود برحق ہے۔ نہ کوئی اس کا شریک ہے، اور نہ کوئی اس کے اولاد ہے، اور تاکہ اس قرآن کریم کے ذریعہ سے نفس نصیحت حاصل کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَحْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔

(سورۂ حجر) یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں چھ سو چون (۶۵۴) کلمات اور دو ہزار سات سو ستر (۲۷۷۰) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الخ۔ میں ایسا خدا ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں، یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک کامل کتاب کی آیتیں ہیں، اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں، جو حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَ

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دنیا میں) مسلمان ہوتے آپ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ (خوب) کھالیں

يَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

اور چین اڑالیں اور خیالی منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں ان کو ابھی حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے

إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾

ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی امت اپنی میعاد مقررسے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے اور نہ پیچھے رہی ہے

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا

اور ان کفار (مکہ) نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو (اور نبوت کا غلط دعوے کرتے ہو

بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَ

ورنہ) اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ہم فرشتوں کو صرف فیصلہ ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور (اگر ایسا

مَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ

ہوتا تو) اس وقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں اور ہم نے

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾

آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان ہوتے، اور جب کہ حق تعالےٰ دوزخ سے ہر مؤمن مخلص کو نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا، اس وقت بھی کافر تمنا کرے گا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے، یہ بغیر سوچے کہ کل کیا ہوگا، خوب کھالیں، اور کفر و مال حرام میں خوب مزے اڑا لیں، اور لمبی لمبی آرزوئیں ان کو حق تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت میں ڈالے رکھیں، ان کو مرنے کے وقت اور قبر میں اور پھر قیامت کے دن حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے کہ کیا ان کو سزا ملے گی۔

اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے، سب کی ہلاکت کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے۔

کوئی امت اپنی میعاد مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے، نہ مری ہے اور نہ اس میعاد مقررہ سے پیچھے رہی ہے۔

عبد اللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر بزعم تمہارے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنون ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے، جو تمہارے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔

حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کئے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

اے محمد ہم نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا، اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے، یا یہ کہ ہم کفار اور شیاطین سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو اسی طرح ہم یہ استہزاء ان مجرموں کے

قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ

قلوب میں ڈال دیتے ہیں (جس کی وجہ سے) یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور یہ دستور پہلوں سے ہی ہوتا آیا ہے (لہٰذا آپ غمگین نہ ہوں)

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں سے (آسمان کو) چڑھ جاویں تب بھی یوں کہہ دیں کہ ہماری نظربندی

ع ۱۵ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا

کردی گئی تھی بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے اور بے شک ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے

وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿١٧﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو آراستہ کیا اور اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ہاں مگر کوئی بات (فرشتوں کی)

السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ﴿١٨﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ

چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور

وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ﴿١٩﴾

اس میں ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز ایک معین مقدار سے اگائی

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا، جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا، اسی طرح ہم یہ تکذیب اور استہزاء ان مشرکین مکہ کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، جس کی بنا پر یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے، اور جیسا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرتی ہے، اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا دستور پہلے لوگوں سے چلا آرہا ہے، اور قوموں کی تکذیب کے وقت حق تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا چلا آرہا ہے۔

اور اگر اہل مکہ کے لئے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کیلئے کوئی دروازہ کھول دیں، اور فرشتوں کی طرح یہ کفار دن کے وقت اوپر جانے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظربندی کردی گئی تھی، بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے، جس کی وجہ سے ہم مغلوب العقل ہو رہے ہیں۔

اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لئے قصور پیدا کئے، یا یہ کہ ایسے ستارے پیدا کئے، جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے، اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔

اور آسمان کو ان ستاروں کے ذریعہ ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے پہنچتے ہیں، تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا دینے والا روشن شعلہ ہو لیتا ہے، اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا، اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے جو اس کے لئے میخیں ہو گئے، اور ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیز اور ہر قسم کے پھل ایک معین مقدار سے اگائے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا

اور ہم نے تمہارے واسطے اس میں معایش کے سامان بنائے اور ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہیں دیتے اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب

عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ ۚ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ

کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم اس (چیز) کو ایک معین مقدار سے اتارتے رہتے ہیں اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے

فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَإِنَّا

بھر دیتی ہیں پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے اور ہم ہی ہیں کہ

لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ

زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی (باقی) رہ جائیں گے اور ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ ع۲ ۱۲

ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں - اور بے شک آپ کا رب ہی ان سب کو (قیامت میں) محشور فرمائے گا بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے

یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں، جن کا وزن کیا جاتا ہے، جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ، اور ہم نے تمہارے لیے زمین میں نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو، پیدا کیں، اور ان پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچہ کو بھی معاش دی، جن کو تم روزی نہیں دیتے -

اور جتنی بھی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں، تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں -

اور ہم حسب حکمت، بارش کو ایک معین مقدار سے برساتے رہتے ہیں، اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو درخت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم ہی زمین پر پانی برسا کر تمہارے پینے کے لئے انتظام کرتے ہیں، اور تم بارش نہیں برسا سکتے، اور ہم ہی حشر کے لئے زندہ کریں گے، اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں، اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان و زمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں، اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اول میں ہوں گے، اور اسی طرح تمہارے بیٹے، پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو پچھلی صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں -

بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے، اور ان کے حشر ثواب و عقاب کو جاننے والا ہے -

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ الخ - امام ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تمام مردوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھ کر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے، تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے، اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے تاکہ اپنی بغلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں، الخ - اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سہل بن حنیف انصاری سے وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ الخ آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے نازل ہوئی ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے نازل ہوئی ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَانَّ

اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا اور جن کو اس کے

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا

قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب آپ کے رب نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا

مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ

کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوئی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں

رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٣٠﴾ إِلَّا

تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم کو) سجدہ کیا مگر ابلیس

إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ

نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں

السَّاجِدِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ

میں شامل نہ ہوا کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی سے

مَسْنُونٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ

پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہو گیا اور بیشک تجھ پر (میری) لعنت رہے گی قیامت کے دن

الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٣٧﴾

تک۔ کہنے لگا تو پھر مجھ کو (مرنے سے) مہلت دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا تو (جا) تجھ کو معین وقت کی

اور ہم نے آدم علیہ السلام کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا، اور ابوالجن کو آدم علیہ السلام سے قبل ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔

اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جب کہ حق تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو کہ زمین پر تھے، اور تقریباً وہ دس ہزار تھے کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوتے گارے کی بنی ہوئی پیدا کرنے والا ہوں۔

سو جب میں اس کو پورا یعنی اس کے ہاتھوں پیروں آنکھوں وغیرہ کو بنا چکوں، اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ تحیہ کرنا۔

چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، مگر ابلیس نے اس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ابلیس میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کونسا امر مانع ہوا، بولا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا، اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل، یا یہ کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس مقام سے نکل، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔

اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس بولا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجئے، ملعون نے چاہا کہ موت کا مزہ بھی نہ چکھے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، یا تجھ کو نفخۂ اولیٰ تک مہلت دی گئی۔

إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ

تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا اے میرے رب بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے (بحکم تکوین) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں

فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾

کہ میں دنیا میں ان کی نظر میں معاصی کو مرغوب کرکے دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں

قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ ایک سیدھا رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا ہاں

إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا

مگر جو گمراہ لوگوں میں تیری راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے

سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ ع ۳ ۱۹ ۳

سات دروازے ہیں ہر دروازہ (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں بے شک خدا سے ڈرنے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور

وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿٤٦﴾

چشموں میں (بستے) ہونگے تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو

بولا میرے رب آپ نے مجھ کو بحکم تکوین ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات و شہوات کو آراستہ کرکے لاؤں گا، اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا۔

بجز آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یا بجز موحدین کے۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا معزز راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یا یہ کہ جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے، اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے، اور یہ ایک پسندیدہ سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مؤمن بندوں پر تیرا ذرا بھی بس اور قابو نہیں چلے گا، البتہ جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں، تیری راہ پر چلنے والوں سب کا ٹھکانا دوزخ ہے، جس کے سات دروازے ہیں، بعض بعض سے نیچے ہیں، جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے پست ہاویہ ہے، ہر دروازہ سے جانے کے لئے ان کافروں میں سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

کفر وشرک.. اور فواحش سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض اور اس کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے۔

حق تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائے گا جنت میں سلام اور تحیت، یا موت اور زوال سے امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی، إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ الخ ثعلبی نے سلمان فارسی رض سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی وَإِنَّ جَهَنَّمَ الخ۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو دن تک خوف سے بھاگے پھرے کسی چیز کی عقل نہیں رہی۔

پھر ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی، (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس نے

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ

اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کردیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت ومحبت سے رہینگے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کرینگے　وہاں ان کو ذرا بھی

فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ

تکلیف نہ پہنچے گی　اور نہ وہ وہاں سے نکالے جاویں گے　(اے محمد) آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت

الرَّحِيْمُ ﴿٤٩﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿٥٠﴾

والا بھی ہوں　اور (نیز) یہ کہ میری سزا　دردناک　سزا　ہے۔

اور دنیاوی آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کردیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہینگے ایک دوسرے کی زیارت کے لئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔

جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی، اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے: آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے، اور کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کے لئے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ یعنی خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

فرمان خداوندی وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ الخ۔

ابن ابی حاتم نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا، فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تیم، بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی، جب یہ تینوں خاندان والے مشرف باسلام ہوگئے تو آپس میں اس قدر الفت ومحبت ہوگئی، کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی رضؓ اپنا ہاتھ ان کی کوکھ پر رکھ کر اس کو کھجلانے لگے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ۔ یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کردیں گے۔

ارشاد خداوندی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ الخ۔

امام طبرانی نے عبداللہ بن زبیر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا، وہ ہنس رہے تھے: آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو درانحالیکہ تمہارے سامنے جنت و دوزخ کا تذکرہ ہوچکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں، اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔

نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے، جس سے بنوشیبہ آیا کرتے تھے، اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو ہنستا ہوا دیکھ رہا ہوں، پھر آپ چل دیئے، اس کے بعد پھر الٹے قدم لوٹ کر آئے۔

اور فرمایا کہ میں لوٹا تاآنکہ جب پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریل امین تشریف لائے، اور کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو، بلکہ ان کو اطلاع دیدو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں الخ۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ط قَالَ إِنَّا
اور آپ ان (لوگوں) کو ابراہیم ؑ کے مہمانوں (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیدیجیے جب کہ وہ ان کے پاس آئے پھر (آکر) انہوں نے السلام علیکم کہا ابراہیم ؑ کہنے لگے کہ ہم

مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي
تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا ابراہیم کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس

عَلٰى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ
حالت پر (فرزند کی) بشارت دیتے ہو کہ مجھ کو بڑھاپا آگیا سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں سو آپ

مِّنَ الْقٰنِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ إِلَّا الضَّآلُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ
نا امید نہ ہوں ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز گمراہ لوگوں کے فرمانے لگے کہ

فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾ قَالُوٓا إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّآ
تو (یہ بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر

اٰلَ لُوطٍ ط إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا امْرَأَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٦٠﴾ ع
لوط (علیہ السلام) کا خاندان کہ ہم ان سب کو بچالیں گے ۔ بجز ان کی (یعنی لوط ؑ کی) بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی قوم مجرم میں

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوطِ ۨالْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ﴿٦٢﴾
رہ جاوے گی پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو

آپ ان کو حضرت ابراہیم ؑ کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریل ؑ اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دیدیجیے انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے پاس آکر ان کو سلام کیا، جب انہوں نے حضرت ابراہیم کے یہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم تم سے خائف ہیں۔

انہوں نے کہا ابراہیم ہم سے خائف نہ ہوئیے، کیونکہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں، جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا، کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو، تو اس وقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو، فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں، آپ بوڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے، بجز ان لوگوں کے جو حق تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

حضرت ابراہیم ؑ کو جب قرائن سے معلوم ہوگیا تو حضرت جبریل اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو بتلاؤ اب تم کو کیا مہم درپیش ہے، اور کس مقصد کے ماتحت آئے ہو؟

انہوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی حضرت لوط کی قوم کو سزا دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں، جنہوں نے گندے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے، مگر لوط علیہ السلام کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ریثا اور ان کی اس بی بی کو جو نیکوکار ہے ہلاکت سے بچالیں گے، بجز ان کی واعلہ منافقہ بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی، اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

چنانچہ حضرت جبریل اور ان کے ساتھی خاندان لوط علیہ السلام کے پاس آئے کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ

بالکل سچے ہیں سوآپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جایئے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی

مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ

پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ (جانے کا) تم کو حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان کی بالکل جڑ

دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾

ہی کٹ جاوے گی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے) اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں کرتے ہوئے پہنچے

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ

لوط ع نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کہ کیا ہم آپ

نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ

کو دنیا بھر کے لوگوں سے منع نہیں کر چکے لوط ع نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو آپ کی جان کی

اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا

قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے ان کو آواز سخت نے آدبایا پھر ہم نے ان بستیوں

ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے، کیونکہ یہ بشکل بشر تھے) اسی واسطے یہ فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، فرشتے بولے ہم آپ کے پاس عذاب لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے، اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں، اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہو گا۔

سوآپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جایئے، اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے، اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھے، اور صعر (شام) کی طرف سب چلے جانا، اور ہم نے لوط علیہ السلام کو صعر جانے کا حکم دیا یا یہ کہ ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جاوے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سن کر جو کہ بشکل بشر تھے) شہر کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر اپنے گندے مقصد کے ماتحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے

لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں، سو مجھ کو ان میں فضیحت مت کرو۔

اور حق تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو، اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو وہ بولے اے لوط ع کیا ہم آپ کو مسافروں (غربا) کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔

لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں (جو خود تمہارے گھروں میں موجود ہیں) اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کر دوں۔

حق تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے، یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت و مستی میں مدہوش تھے، ان کو کچھ نہیں نظر آ رہا تھا۔

چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے آدبایا، اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا، اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ﴿۷۴﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے۔ اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت

لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿۷۶﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۷﴾

کے لئے اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے

وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿۷۸﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ

اور بن والے (یعنی شعیب ؑ کی امت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک

مُّبِينٍ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۰﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا

پر واقع ہیں اور حجر والوں نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا بتلایا اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے) نشانیاں

فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿۸۲﴾

دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿۸۳﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۴﴾

سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آپکڑا سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے نہیں پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿۸۵﴾

سو آپ خوبی کے ساتھ در گزر کیجئے

اور پھر ان لوگوں پر اور ان کے مسافروں پر آسمان دنیا سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا، اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لئے چند نشان اور عبرتیں ہیں۔

اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں، جس پر ہر وقت لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے، اور ان کی ہلاکت میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے۔

اور بن والے یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم بھی بڑے مشرک تھے، سو ہم نے ان پر عذاب نازل کرکے ان سے دنیا میں بدلہ لیا۔ اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں، کہ اس سے لوگوں کا گزر ہوتا رہتا ہے، اور شام کو جاتے ہوئے راہ میں نظر آتی ہیں عابد)۔

اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے بھی حضرت صالح اور تمام رسولوں کو جھوٹا بتلایا، اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں یعنی ناقہ وغیرہ دیں، سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے، اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے واقع ہونے سے امن میں رہیں، یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں، سو ان کو صبح کے وقت عذاب خداوندی نے آپکڑا، اور ان کے قول و فعل اور غیر اللہ کی پرستش عذاب الہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔

اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، اور قیامت ضرور آنے والی ہے، تو آپ خوبی کے ساتھ بغیر جزع و فزع کے ان سے درگزر کیجئے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَ

بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نمازیں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور

الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

قرآن عظیم دیا آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لیے دے رکھی ہے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ

اور ان پر غم نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھئے اور کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو عذاب

الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾

خدا سے) ڈرانے والا ہوں جیسا ہم نے (وہ عذاب) ان لوگوں پر نازل کیا ہے جنہوں نے حصے کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزا قرار دے رکھے تھے

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ الربع

سو آپ کے پروردگار کی قسم (یعنی اپنی) ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے غرض آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو

وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾

(تو) صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے

یہ آیت آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے، آپ کا پروردگار مؤمن و غیر مؤمن سب کو قیامت کے دن زندہ کر دے گا، اور ان کے ثواب و عقاب کا وہ بڑا عالم ہے، اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔

یعنی قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہے یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے، چنانچہ اس میں امر، نہی، وعدہ، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہوگا، اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور بکثرت ہیں۔

اور قرآن عزیز و عظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا، جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل نازل کی کہ جنہوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔

اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نضیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبتاً اور تاسفاً اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں کیونکہ ہم نے آپ کو نبوت و اسلام اور قرآن کریم کے ذریعہ سے جو اعزاز و اکرام عطا کیا ہے، وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے، اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجئے، اور مسلمانوں پر شفقت کیجئے، اور ان پر رحیم ہو جائیے، اور فرما دیجئے کہ میں تم کو ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔

جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابوجہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنہوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو، بعض نے شعر، بعض نے کہانت، اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات۔ اور بعض نے کہا تھا، کہ آپ نے یہ خود تراش لیا ہے۔

سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے، یا یہ کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے، آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجئے۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

یہ لوگ جو ہنستے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا

ان سے آپ کے لئے ہم کافی ہیں سوان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں سو

يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ

(اس کا علاج یہ ہے کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور نماز پڑھنے والوں میں رہئے اور آپ اپنے

رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾ ع

رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے

اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں، اور حق تعالیٰ کے ساتھ انہوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کردیں گے، سوان کو ابھی معلوم ہوجاتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر بنا عذاب نازل کرکے ہلاک کردیا، اور یہ بدبخت پانچ تھے چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا، اور وہ اسی جگہ فوراً مرگیا۔

اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھالی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بدبخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا، اور اسی جگہ پر مرگیا۔

اور اسود بن عبدالمطلب کا سر حضرت جبریل نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹوں سے ٹکرادیا، اور وہ اسی سے مرگیا، اور اسود بن عبدیغوث سخت گرمی میں باہر نکلا، تو اس کو زہر چڑھ گیا، جس سے حبشی کی طرح سیاہ فام ہوگیا، اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا، تو اس نے اپنا سر دروازہ پر مارا اسی سے مرگیا، حق تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔

اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مرگیا، حق تعالیٰ ان بدبختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرنے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے مار ڈالا۔

اور یہ کفار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں، اور معاذ اللہ آپ کو شاعر، کاہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دل تنگ ہوتے ہیں، سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیئے، اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیئے، اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیئے، یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آجائے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ الخ۔ بزار، طبرانی نے انس بن مالک رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، تو وہ بدبخت آپ کی گدی میں کونچے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریل رہتے ہیں، چنانچہ حضرت جبریل امین نے اپنی انگلی سے ایک کونچا مارا، جس سے ان کے جسموں میں ناخن کی طرح لگا، اور اس سے ایسے بدبودار زخم ہوئے، کہ کوئی ان کے قریب بھی نہ جاسکتا، (اور اسی حالت میں مرگئے)، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الخ یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم کافی ہیں۔

آیاتہا ۱۲۸ — (۱۶) سُوْرَۃُ النَّحْلِ مَکِّیَّۃٌ (۷۰) — رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ① يُنَزِّلُ

خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ وہ فرشتوں (کی جنس یعنی جبرئیل)

الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا

کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں (یعنی انبیاء پر) نازل فرماتے ہیں یہ کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت

إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ② خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا

نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو آسمانوں کو اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ ان کے

يُشْرِكُونَ ③

شرک سے پاک ہے

(سورۂ نحل) یہ سورت مکی ہے بجز ان چار آیتوں کے ع۱۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا۔ ع۲۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ ع۳۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا ع۴۔ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ الخ کہ یہ چاروں آیتیں مدنی ہیں۔

اس سورت میں ایک سو اٹھائیس[۱۲۸] آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس[۱۸۴۱] کلمات اور چھ ہزار سات سو سات حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمُ الخ۔ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ نازل ہوئی، تو کچھ زمانہ تک جتنا منظورِ خدا تھا یہ کفار رکے رہے، اور کچھ نہیں بولے، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ عذاب کب آئے گا، جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا عذاب آپہنچا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، یہ سمجھ کر کہ ابھی عذاب نازل ہو رہا ہے، گھبرا کر کھڑے ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، نزول عذاب کی جلدی مت کرو، تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، حق تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے، کہ نہ اس کے کوئی اولاد ہے، اور نہ اس کا کوئی شریک۔ حق تعالیٰ جبرئیل امین اور دوسرے فرشتوں کو نبوت و اسلام یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام پر نازل فرماتے ہیں، اور وہ یہ ہے۔ کہ لوگوں کو خبردار کرو اور قرآن کریم پڑھ کر ان کو سناؤ تاآنکہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ میرے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں، سو وہ میری ہی اطاعت کریں، اور مجھ ہی سے ڈریں۔

حق تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حق کے لئے یا یہ کہ زوال و فناء کیلئے بنایا، اس کی ذات ان بتوں وغیرہ کے شرک سے پاک ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ نحل) بِسْمِ اللّٰهِ الخ۔ ک۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت آیت کا یہ حصہ اَتٰى اَمْرُ اللّٰہِ الخ نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اگلا حصہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ نازل کیا تو سب خاموش ہو گئے۔

اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابو حفص سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا کا حکم آپہنچا، تو سب سن کر کھڑے ہو گئے، پھر اگلا حصہ نازل ہوا، یعنی سو تم جلدی مت کرو۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ

(اور) انسان کو نطفہ سے بنایا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور اسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے

فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جب کہ (ان کو) شام کے

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ

وقت لاتے ہو اور جب کہ (ان کو) صبح کے وقت چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ (لاد کر) ایسے شہر کو لے جاتے ہیں جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے

الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

(خود بھی) نہیں پہنچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی شفقت اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم ان

وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ

پر سوار ہو اور نیز زینت کیلئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تم کو خبر بھی نہیں اور سیدھا رستہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ

اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو (منزل) مقصود تک پہنچا دیتا وہ ایسا ہے جس نے تمہارے واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو پینے

مِّنْهُ شَرَابٌ

کو ملتا ہے

اور انسان کو یعنی ابی بن خلف جمحی کو سڑے ہوئے نطفہ سے بنایا، پھر وہ یکایک باطل کی حمایت میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا، اور کہنے لگا، کہ ہڈیاں جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو پھر ان کو کون زندہ کرے گا اور اسی نے چوپایوں یعنی اونٹوں کو بنایا کہ اس کی کھال کا پوستین اور بالوں کا کمبل بنتا ہے، سواری اور دودھ وغیرہ کے اور بھی منافع ہیں، اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو، اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جب کہ ان کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو، اور جب کہ صبح کو ان کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو۔

اور وہ تمہارے سامان اور توشوں کو لاد کر مکہ تک لے جاتے ہیں، جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے خود بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

واقعی تمہارا پروردگار ایمان والوں پر بڑا شفیق اور تم سے عذاب کے مؤخر کرنے میں رحیم ہے۔

اور حق تعالیٰ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے، تاکہ حق تعالیٰ کے راستہ میں تم ان پر سوار ہو، اور تمہاری زینت و خوشی کے لئے بھی ان کو پیدا کیا، اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں، اور جو تمہارے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔

اور خشکی و تری میں رستہ حق تعالیٰ ہی دکھاتا ہے، اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ ان سے مقصود تک رسائی ممکن نہیں، اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا، تو خشکی و تری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔

یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت و توحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے، اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت و مجوسیت کی طرح ٹیڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں (کہ ان سے اللہ تک رسائی ممکن نہیں)۔

اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی ہدایت عطا فرما دیتا۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تم کو اس کے ذریعہ سے پانی پینے کو ملتا ہے۔ اور

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ

اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں جن میں تم چرنے چھوڑ دیتے ہو (اور) اس (پانی) سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور

وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١١﴾ وَسَخَّرَ

اور انگور اور ہر قسم کے پھل (زمین سے) اگاتا ہے بیشک اس میں سوچنے والوں کے لئے (توحید کی) دلیل (موجود) ہے اور اس نے

لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ

تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا) مسخر (قدرت) بنایا اور ستارے (بھی) اسی کے حکم سے مسخر ہیں بیشک اس

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ۗ

میں (بھی) عقلمند لوگوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور ان چیزوں کو بھی (بنایا) جن کو تمہارے لئے اس طور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام متفاوت ہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ

بیشک اس میں (بھی) سمجھدار لوگوں کے لئے دلیل (توحید موجود) ہے اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنایا کہ اس میں سے تازہ تازہ گوشت

لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ

کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا) گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس (دریا) میں (اس کا) پانی

فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ

چیرتی ہوئی چلی جارہی ہیں اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور شکر کرو اور اس نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ

أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾

(زمین) تم کو لے کر ڈگمگانے (اور ہلنے) نہ لگے اور اس نے نہریں اور رستے بنائے تاکہ منزل مقصود تک پہنچ سکو۔

اس کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، جنکو تم اپنے مواشی کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو، اور اس پانی سے تمہارے لئے انگور اور ہر ایک قسم کے پھل اگاتا ہے، ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کے لئے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لئے کافی عبرت اور دلیل (توحید) موجود ہے۔

اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے رات دن کو مسخر کیا، اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہے، یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو حق تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لئے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، کافی عبرت اور دلیل موجود ہے۔

اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا، تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ، اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا گہنا نکالو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی چلی جارہی ہیں اور (دوسرے مقامات پر سے) آرہی ہیں تاکہ تم اس کے ذریعہ سے کماؤ، یا یہ کہ خدا کی روزی تلاش کرو۔

اور تاکہ تم حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو، اور اس زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیئے، تاکہ زمین تم کو لیکر ہلنے نہ لگے، اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے نہریں بنائیں، اور رستے بنائے، تاکہ تم رستوں کو پہچان کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا

اور بہت سی نشانیاں بنائیں اور تاروں سے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہیں سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو وہ اس جیسا ہو جاوے گا جو پیدا نہیں کر سکتا پھر کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

(اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہر احوال سب جانتے ہیں اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ

وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ وہ

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ ع ۲ ۱۲ ۸

مردے کب اٹھائے جاویں گے تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے

مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ

ہیں اور وہ (قبول حق سے) تکبر کرتے ہیں (اور) ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب احوال پوشیدہ و ظاہر جانتے ہیں

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے

اور مسافروں کے لئے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں، اور بالخصوص فرقدین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی و تری میں راستہ حاصل کرتے ہیں۔

سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو، یعنی حق تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا، کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی میں اتنی بات بھی نہیں سمجھتے، (کہ اس کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کر رہے ہو)۔

اگر تم حق تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو، یا یہ کہ ہرگز شکر نہ ادا کر سکو، واقعی حق تعالےٰ بڑی مغفرت والے اور تائب پر بڑی رحمت والے ہیں۔

واقعی حق تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ خیر ہوں، یا شر سب جانتے ہیں۔

اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، جیسا کہ ہم پیدا کرتے ہیں، بلکہ وہ خود ذلیل مخلوق ہیں اور وہ بت مردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے، اور پھر حساب ہوگا، یا یہ کہ کفار کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہوگا، یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب و کتاب کب ہوگا، اس بات کو بخوبی جان لو کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، یہ بت وغیرہ معاذ اللہ تمہارے معبود نہیں، جو لوگ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے۔ ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں، اور وہ ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں۔

ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض و حسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں، اور لعن و طعن و لڑائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، حق تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں، اور یقینی بات ہے، کہ حق تعالےٰ ایمان سے تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز فرمائی ہے کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو

كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ

قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کررہے تھے ان کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اٹھانا پڑے گا خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ

ع ۳ ۹ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ

اپنے اوپر لادرہے ہیں وہ برا بوجھ ہے جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

پھر اوپر سے ان پر چھت آپڑی (ہو) اور (علاوہ ناکامی کے) ان پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ

پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور یہ کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں تم (لڑا جھگڑا) کرتے تھے۔ (وہ اب) کہاں

فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

ہیں جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

جن کی جان فرشتوں نے حالت کفر میں قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے) پھر کافر لوگ صلح کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے

جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلوں کی محض بے سند باتیں ہیں۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی بوجھ جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے گمراہ کررہے تھے، خوب یاد رکھو کہ یہ جتنے کرنیوالے جن گناہوں کو اپنے اوپر لادرہے ہیں، وہ بہت ہی برا بوجھ ہے۔

جیسا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں، جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں، انہوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کیں، جیسا کہ نمرود جبار کہ اس نے آسمان پر جانے کے لئے سیڑھی بنائی تھی، پھر حق تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر (سیڑھی) جڑ بنیاد سے ڈھا دیا، تو گویا ان پر اوپر سے وہ سیڑھی آپڑی، اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خبر بھی نہیں تھی۔

اور پھر قیامت کے دن حق تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور رسوا کرے گا، اور حق تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے، جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے، اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء سے لڑا جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت و سختی کافروں پر ہے، جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن (حالت کفر پر) قبض کی تھی۔

پھر کافر اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے، اور حق تعالیٰ کے سامنے پست ہو جائیں گے، اور کہیں گے کہ ہم تو حق تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کرتے تھے، اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے حق تعالیٰ

سُوْۤءٍؕ بَلٰۤى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۲۸) فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

تھے کیوں نہیں بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہو جاؤ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ (۲۹) وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَاۤ

(اور) اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو غرض تکبر کرنے والوں کا وہ بڑا ٹھکانا ہے اور جو شرک سے بچتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے

اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَیْرًا ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ

کیا چیز نازل فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالم آخرت تو

الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ (۳۰) جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ

اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے ان کے باغوں کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ (۳۱)

سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں ان کو ملے گی (بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

جن کی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۳۲) هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَوْ

اپنے اعمال کے سبب ۔ یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس (موت کے) فرشتے آجاویں یا آپ

یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

کے پروردگار کا حکم (یعنی قیامت) آجاوے

ان کے اس قول کو رد فرمائیں گے کہ کیوں نہیں، بے شک حق تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال و اعمال شرکیہ کی پوری خبر ہے، سو اچھا جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو، وہاں تم کو نہ موت آئے گی، اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے، جہنم کافروں کا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی، اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی، اور جنت تو پھر دنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہے، اور واقعی جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے اچھا گھر ہے۔

اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے، اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا عوض حق تعالیٰ کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں، اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر حق تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو، تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے (قبض روح کے بعد روحانی طور پر) جنت میں چلے جانا، اور مکہ والے جو ایمان نہیں لا رہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لئے فرشتے آجائیں یا ان کی ہلاکت کے لئے آپ کے پروردگار کا عذاب آجائے۔

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ایسا ہی ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی کیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے

يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اوپر ظلم کر رہے تھے آخر ان کے اعمال بد کی ان کو سزائیں ملیں اور جس عذاب پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ

آگھیرا ۔ اور مشرک لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خدا کے سوا کسی چیز کی نہ ہم

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ

عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بدون (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے جو (کافر) لوگ ان سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَي الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے ہوئے ہیں ایسی ہی حرکت انہوں نے بھی کی تھی سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے اور ہم ہر امت میں کوئی

فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى

نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستے) سے بچتے رہو سو ان میں بعضے وہ ہوئے کہ جن کو

اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ

اللہ نے ہدایت دی اور بعضے ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا ۔

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی اور آپ کو برا کہتی ہے ، اسی طرح آپ کی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کی تکذیب کی ، اور ان کو برا کہا ، حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا ، لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ۔

آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی ان کی سزائیں ملیں ، اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے ، اسی کی سزا نے ان کو آگھیرا ، یا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے ، ان کو اسی عذاب نے آگھیرا ۔

اہل مکہ جو بتوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں ، یوں کہتے ہیں کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے ، اور نہ ہم بغیر حکم الٰہی کے بحیرہ ، سائبہ ، وصیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام کرتے ، بلکہ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا ، اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے ، جیسا کہ آپ کی قوم کرتی ہے ، اور حق تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے ، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہ افتراء پردازی کی تھی ، سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا صاف صاف ایسی زبان میں پہنچا دینا ہے ، جس زبان کو ان کی قوم سمجھتی ہو ۔

جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے ، اسی طرح ہم ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو بھیجتے رہے ہیں ، اس بات کے لئے کہ حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو ، اور بتوں یا شیطان یا کاہن کی پرستش کو چھوڑ دو ۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا ، ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کر دی ، اور انہوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی ، اور بعضوں پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا ، انہوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا ،

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِنْ تَحْرِصْ

تو (اچھا) زمین میں چلو پھرو پھر (آثار سے) دیکھو کر جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا ان کے راہ راست پر

عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٣٧﴾

آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کرتا جسکو گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کریگا کیوں نہیں زندہ کرے گا اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ

اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا اظہار

فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿٣٩﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ

معائنہ کے) اظہار کر دے اور تاکہ کافر لوگ (پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہیں بس اس سے ہمارا اتنا ہی

أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤٠﴾ ع ۵ / ۱۱

کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ پیدا ہو جاتی ہے۔

تو زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔

اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی تمنا ہو، تو حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا ہے، جو مخلوق کو دین الٰہی سے گمراہ کرے، اور وہ خود دین خداوندی کا اہل نہ ہو، اور کفار مکہ یاد رکھیں کہ عذاب الٰہی سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں، مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا، اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے، لیکن مکہ والے نہ اس چیز کو جانتے ہیں، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں یہ مکہ والے اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کر دے۔ اور تاکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور قیامت کے منکروں کو پورا یقین ہو جائے، کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ بکتے تھے، جو یہ کہتے تھے کہ جنت دوزخ، بعث وحساب کچھ نہیں، اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے، سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہو جا، سو وہ ہو جائے گی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ الخ۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔

چنانچہ مسلمان اسپر تقاضہ کے لئے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا، ایسا ایسا ہے، یہ سنکر وہ مشرک بولا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کہتا ہوں، کہ جو مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا، بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے

وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۲﴾

اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن

اور ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے سو اگر

كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ

تم کو علم نہیں تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو

لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ

آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ (ان میں) فکر کیا کریں۔ جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا پھر بھی (اس بات سے)

أَن يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾

بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آپڑے جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو

أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ

یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑ لے سو یہ لوگ خدا کو ہرگز (بھی) نہیں ہرا سکتے۔ یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے

اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے قسم قسم کی تکالیف پہنچائیں، جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رض حضرت بلال رض حضرت صہیب رض اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن وامان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے۔ اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے بدرجہا بڑا ہے۔

کاش یہ کفار بھی اس کو سمجھتے، اور حضرت عمار بن یاسر رض اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں، اور اپنے پروردگار کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے قبل آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر معجزات اوامر ونواہی اور پچھلے لوگوں کی خبریں دے کر بھیجے ہیں، ہم ان کے پاس دلائل اور اوامر ونواہی کی وحی بھیجا کرتے تھے، تو اگر تم کو علم نہیں تو توریت وانجیل کے عالموں سے پوچھ لو کہ حق تعالیٰ نے صرف آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ہیں، اور آپ پر بھی یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کے لئے قرآن کریم میں جو احکام بیان کئے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے ظاہر کر دیں، اور تاکہ وہ احکام قرآنیہ میں فکر کیا کریں۔ جو لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کر دے، یا ان پر ایسے مواقع سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو، یا ان کو تجارت کے سفر کے لئے آتے جاتے میں پکڑ لے، یا لوگ خدا کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے، یا ان کے سرداروں اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے ان کو پکڑ لے،

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی، وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ الخ۔ ابن جریر نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا سے يَتَوَكَّلُونَ تک ابی جندل ابن سہیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا

سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے کیا (ان) لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے

ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں اور اللہ کی مطیع ہیں

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

جتنی چیزیں چلنے والی آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ تکبر نہیں کرتے

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور ان کو جو کچھ حکم کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دو (یا زیادہ)

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

معبود مت بناؤ بس ایک معبود وہی ہے تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے ڈرا کرو اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ

وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ

آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب

نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ

اللہ ہی کی طرف سے جب تم کو (ذرا) تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب تم سے اس تکلیف کو ہٹا

الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾

دیتا ہے تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے

حق تعالیٰ تائب پر مہربان ہے، یا یہ کہ عذاب کے مؤخر کرنے میں مہربان ہے۔

کیا مکہ والوں نے خدا کے پیدا کیے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا، کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں، گویا کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں، اور ان کے سائے بھی صبح و شام حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں۔

(اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) حق تعالیٰ کی مطیع و فرماں بردار ہیں، اور چاند و سورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان و زمین میں ہیں، سب حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں، اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبر نہیں کرتے، اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست عرش پر مستوی ہے، اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں

حق تعالیٰ نے فرمایا، دو یا زیادہ معبودوں کی پرستش مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہٗ لاشریک ہے، تو ان بتوں کی پرستش کرنے میں مجھ سے ڈرا کرو، تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کی ملک ہیں، اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے۔ کیا پھر بھی حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو۔

اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، ان بتوں کی طرف سے نہیں، پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو حق تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ وزاری کرتے ہو، پھر جب حق تعالیٰ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں، تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنے لگتی ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں خیر چند روز عیش اڑالو اب جلدی خبر ہوئی جاتی ہے اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان

يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَ

(معبودوں) کا حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق ان کو کچھ علم نہیں قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افتراپردازیوں کی ضرور باز پرس ہوگی اور

يَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ

اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لئے چاہتی چیز اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی

بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا

جاوے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے (اور) جس چیز کی اس کو خبر دی ہو اس کی عار سے لوگوں سے

بُشِّرَ بِهٖ ۭ أَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ أَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ أَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۵۹﴾

چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى ۭ وَهُوَ

جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں اور وہ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ ع

بڑے زبردست بڑے حکمت والے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو نعمتیں دی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روزہ عیش اڑالو، تمہیں خبر ہو جائے گی کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

اور ہم نے جو ان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں، جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں، اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افتراء پردازیوں کی قیامت کے دن ضرور باز پرس ہوگی۔

اور یہ لوگ فرشتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے (اور اس پر طرہ یہ کہ) اپنے لئے بیٹے تجویز کرتے ہیں۔

اور جب ان میں سے کسی کو اولاد دختر کی خبر دی جاتی ہے، تو غم و ناراضگی میں صورت سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے، اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے، اس کے اظہار کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔ اور دل ہی دل میں سوچتا ہے آیا اس لڑکی کو ذلت و عار کی حالت میں لئے رہے۔ یا اس کو زندہ مٹی میں گاڑ دے، خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے، کہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اور اپنے لئے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

جو لوگ بعث بعد الموت پر یقین نہیں رکھتے ان کے لئے دوزخ ہے، اور حق تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں، اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔ (کیونکہ خالق و معبود حقیقی وہ ہی ذات وحدہٗ لاشریک ہے)۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے ظلم کے سبب دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (جن و انس) حرکت کرنے والا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد معین تک

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّىۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾

مہلت دیے رہے ہیں پھر جب ان کا وقت معین آپہنچے گا اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰىؕ

اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے وعدے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے (ہمارے) لئے ہر طرح کی بھلائی

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ

ہے لازمی بات ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے اور بیشک وہ لوگ سب سے پہلے (دوزخ میں) بھیجے جاویں گے بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں

قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) مستحسن کرکے دکھلائے پس وہ آج ان کا رفیق تھا اور ان کے واسطے دردناک سزا (مقرر)

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِۙ

ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ (عام) لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں اور

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے

اور اگر حق تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر دارو گیر فرماتے تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑتے، لیکن ان کی ہلاکت کے وقت موعود تک ان کو مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آپہنچے گا، اس وقت ایک ساعت نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں (بلکہ فوراً سزا ہو جائے گی)۔

اور نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، جن کو خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں، اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے وعدے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لئے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لئے جنت ہے، ان لوگوں کے لئے جنت کہاں سے ہوتی، لازمی بات ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے، اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے، یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کئے جائیں گے، اور یا یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

بخدا آپ سے پہلے بھی اور امتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کرکے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام پر ایمان نہ لائے، وہ دنیا میں بھی ان کا رفیق تھا، اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا، اور ان کے لئے آخرت میں دردناک سزا مقرر ہے۔

اور ہم نے آپ پر یہ قرآن کریم صرف اس لئے نازل کیا ہے، کہ جن امور دین میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں، اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے، حق تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا۔

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۶۵ ۧ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ

کے بعد زندہ کیا اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سنتے ہیں اور (نیز) تمہارے لئے مواشی میں بھی غور در کا سبب

لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا

(دیکھو) ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون (کا مادہ) ہے اس کے درمیان میں سے صاف اور گلے میں آسانی سے اترنے والا دودھ

لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۶۶ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ

(بنا کر) ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں اور (نیز) کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی

رِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۶۷ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ

چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں

اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝۶۸ ۙ ثُمَّ كُلِيْ

یہ بات ڈالی کر تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں پھر ہر قسم

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا

کے پھلوں سے چوستی پھر پھر اپنے رب کے رستوں میں چل جو آسان ہیں اس کے پیٹ میں سے پینے کی

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

ایک چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے اس میں (بھی) ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (اول) پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم میں وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچا دیے جاتے ہیں

اس امر مذکور میں ان لوگوں کے لئے جو اطاعت کرتے اور تصدیق کرتے ہیں، بڑی دلیل توحید ہے۔

اور مواشی میں سے ہم تمہارے لئے صاف مزہ دار دودھ نکال کر تمہارے پینے کو دیتے ہیں۔

اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (یہ منسوخ ہے)۔ اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو، جیسا کہ سرکہ خرمائے خشک کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لئے توحید کی بڑی دلیل ہے، جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی، کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتہ بنالے، اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتہ بنالے۔

پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر، اور چوس کر واپس آنے کے لئے اپنے پروردگار کے رستوں میں چل، جو تیرے لئے باعتبار چلنے کے اور یاد رہنے کے آسان ہیں۔

پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے، اس میں لوگوں کی بہت سی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

یا یہ کہ قرآن کریم گمراہوں کے لئے بیان شافی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لئے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اول پیدا کیا، اور پھر تمہاری عمریں ختم ہونے پر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم میں وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں، جس کا اثر یہ ہوتا ہے

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ ع ۵ / ۱۵

جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو

عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ

بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں

أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٧١﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

کہ وہ (مالک و مملوک) سب اس میں برابر ہو جاویں کیا پھر بھی خدائے تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم ہی میں سے

مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ

تمہارے بیبیاں بنائیں اور (پھر) ان بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو اچھی اچھی چیزیں

مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿٧٢﴾ وَ

کھانے (پینے) کو دیں کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے اور اللہ

يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَ

کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو ان کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے

لَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧٤﴾

اور نہ قدرت رکھتی ہیں سو تم اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالیٰ (خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے

کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔

حق تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کے جاننے والے ہیں، اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر بڑی قدرت والے ہیں۔

اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ حق تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال دینے والے نہیں، آقا اور غلام سب اس مال میں برابر ہو جائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہو جائے حق تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لئے اس چیز کو پسند کرتے ہو، جس کو اپنے لئے گوارا نہیں کرتے، اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے بیبیاں بنائیں، اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے پوتے، یا یہ کہ غلام، باندی اور داماد وغیرہ پیدا کئے، اور تم کو جانوروں سے عمدہ بہترین چیزیں کھانے کو دیں، پھر شیطان اور بتوں پر ایمان رکھیں گے اور ان کی تصدیق کریں گے، اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہیں گے

مطلب یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے پانی برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار کا ان کو اختیار ہے، اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، تو اب تم اس بطلان کے بعد حق تعالیٰ کے لئے لڑکا شریک اور نائب مت ٹھہراؤ، اور حق تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے، اور نہ شریک، اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے (اس لئے جو چاہتے ہو بکتے رہتے ہو)۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسی کا) مملوک کہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

خوب روزی دے رکھی ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے شخص آپس برابر ہو سکتے ہیں ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے لائق ہیں بلکہ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى

ان میں اکثر تو جانتے ہی نہیں　اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تو گونگا (بھی) ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ

وہ اپنے مالک پر ایک وبال جان ہے، وہ اس کو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا　کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہیں

وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو　اور خود بھی معتدل طریقہ پر (چلتا) ہو

اس کے بعد حق تعالیٰ مومن و کافر کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال و تصرفات اور احسان وغیرہ میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہو سکتا، اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال و دولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے حق تعالیٰ کے راستہ میں پوشیدہ اور علانیہ جس طرح چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے، یہ مؤمن مخلص کی شان ہے، کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہو سکتے ہیں۔

تمام قسم کی تعریفیں حق تعالیٰ ہی کے لئے لائق ہیں، اور وحدانیت اسی ذات کے لئے ثابت ہے، بلکہ ان میں سے اکثر امثال قرآنیہ کو جانتے ہی نہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک عرب شخص ابوالعیص بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی مزید وضاحت کے لئے بتوں کی ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں، کہ دو شخص ہیں، ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات وغیرہ کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے جو ان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے، اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کونے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا خوبی کے ساتھ جواب نہیں دے سکتا یہ ابوجہل کی مثال ہے، کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی حق تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو، اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو اور تمام تکالیف کے دور کرنے میں دونوں باہم برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں)۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی ضرب اللہ مثلاً الخ اس آیت کریمہ کے بارے میں ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور اگلی آیت رجلین احدھما ابکم الخ یہ حضرت عثمان اور ان کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا، اور اس کا انکار کیا کرتا تھا، اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی) دو شخص ہیں الخ۔ تو ان میں سے گونگا ہے الخ۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ

اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا (جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس

هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ

سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت

اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ

میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ

تاکہ تم شکر کرو (اور استدلال علی القدرت کے لئے) کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (تلے) میدان میں مسخر ہو رہے ہیں ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز

اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ

اللہ کے اس میں ایمان والے لوگوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی

بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ

جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام (کرنے)

ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا

کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو اور ان کی اُون اور اُن کے رووں اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی

اِلٰى حِیْنٍ ﴿۸۰﴾

چیزیں ایک مدت تک کے لئے بنائیں

تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں، اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں، (اور ان غیوب میں سے جو ایک امر) قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا، جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی حق تعالیٰ بعث بعد الموت وغیرہ ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔

اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تم کو اشیاء میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی، اور اس نے تم کو نیک بات سننے کے لئے کان اور نیک بات دیکھنے کے لئے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لئے دل عطا کئے، تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو، اور اس پر ایمان لاؤ۔

اے مکہ والو کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا، کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان وزمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں، ان کو اس اڑنے میں بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں تھامتا، پرندوں کے فضا میں تھامنے میں ان لوگوں کے لئے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں، کہ ان کو حق تعالیٰ ہی تھام رہے ہیں، وحدانیت الٰہیہ کی چند دلیلیں ہیں، اب اور مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں، تاکہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور اس پر ایمان لائیں، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (حالت حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی (اور حالت سفر میں) جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون اور بالوں کے تمہارے لئے خیمے اور شامیانے بنائے، جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے مقام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو، (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے رووں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کا سامان اور فائدہ کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لئے بنائیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح (کی) اپنی نعمتیں

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ

پوری کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار رہو پھر اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

نعمت کو (تو) پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں اور جس دن ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم

شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جاوے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی

اور حق تعالیٰ نے تمہارے لئے درختوں، پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے، جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو۔ اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے، اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

اور زرہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح حق تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، تاکہ تم اس کا اقرار کر کے اس کے فرماں بردار ہو جاؤ، یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو، اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو احکام خداوندی کا زبان عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو بولے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے، اور بولے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں، کہ یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں، مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے، سب کے ان میں حق تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔

اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لئے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کفار کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور نہ یہ توبہ کے لئے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ الخ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی، وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا الخ، وہ بولا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تا۔ يَوْمَ اِقَامَتِكُمْ الخ تلاوت فرمائی، اس پر وہ اعرابی بولا درست ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں، ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، تا آنکہ آپ اس آیت پر پہنچے كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ، یہ سن کر وہ اعرابی پشت پھیر کر چلا گیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ الخ یعنی وہ لوگ خدائی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں۔ اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾
اور جب ظالم (یعنی کافر) ایک عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاوے گا اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جاویں گے

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ
اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا
چھوڑ کر ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ (مشرک

اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۨ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور کافر لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جاویں گے جو لوگ کفر کرتے تھے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا
اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لئے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا

يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا
دیں گے اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو اُن ہی میں کا ہوگا اُن کے مقابلہ میں قائم کریں گے اور

بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ
ان لوگوں کے مقابلہ میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے

رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾
واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوش خبری سنانے والا ہے

اور نہ ان کفار سے عذاب ہلکا کیا جائے گا، اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔

اور جب یہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے، اور انہوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم اپنی باتوں میں جھوٹے ہو، ہم نے تم کو اس چیز کا حکم نہیں دیا، اور ہمیں تمہاری پرستش کی بھی خبر نہیں، اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز حق تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے، اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گی، یا یہ کہ اپنے معبودان باطل سے ابغضہ لگیں گے۔

جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں، تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زمہریر وغیرہ کی اور اُن پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال و افعال شرکیہ کے۔

اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں کا ہو گا، یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں ان کی صفائی کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن اتارا جو حلال و حرام اوامر و نواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

ع ۱۲ / ۱۸

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ

بے شک اللہ تعالے اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی

وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (۹۰) وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ

اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم اس کو

وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ

(تخصیصاً یا تعیناً) اپنے ذمہ کرلو اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور تم اللہ تعالےٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو بے شک

اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ (۹۱) وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اس عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ

أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ

(اس کی طرح) تم (بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو محض اس وجہ سے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا ہوا ہے

إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۹۲)

بس اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن ان سب کو تمہارے سامنے (عملاً) ظاہر کردے

یقیناً حق تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی بایں کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتا ہے، اور تمام معاصی اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں، اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

اور حق تعالیٰ تم کو ان باتوں سے اس لئے روکتے ہیں، تاکہ تم احکام قرآنیہ سے نصیحت حاصل کرو۔

اور تم حق تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو، جب کہ تم حق تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو، یہ آیت کریمہ مرادا اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور اپنے درمیان ان عہدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ یہ کہا ہو کہ ہماری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے، اس پر حق تعالیٰ گواہ ہے، اور خواہ وفاء عہد ہو، یا نقض عہد، حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

اور تم نقض عہد کر کے رائطہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت بنو کہ جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے عہدوں کو مکر و فریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو، محض اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، پس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقض عہد سے حق تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے، اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے سامنے ظاہر کردے گا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی، وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ الخ۔ ک۔ ابن جریر نے بریدہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فرمان الٰہی وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا الخ۔ ک۔ ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابی حفص سے نقل کیا ہے کہ سعیدہ اسدیہ مجنونہ تھی بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی (اور کات کر پھر توڑ دیتی) تھی: اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ تم لوگ اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو الخ۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن

اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے　لیکن جس کو چاہتے ہیں بے راہ کر دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں راہ پر

يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا

ڈال دیتے ہیں　اور تم سے تمہارے سب اعمال کی ضرور باز پرس ہوگی　اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کبھی قدم

بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدتُّمْ عَن

جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے　پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہِ خدا سے مانع ہوئے تکلیف

سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ

بھگتنا پڑے　اور تم کو بڑا عذاب ہوگا　اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض میں (دنیا کا تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو

إِنَّمَا عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَ

بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے　اگر تم سمجھنا چاہو　اور جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم ہو جاوے گا

مَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو لوگ ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور

يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ

دیں گے　جو شخص کوئی نیک کام کریگا　خواہ وہ مرد ہو　یا عورت ہو　بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو

حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

(دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے　اور (آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا، تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملت اسلامی کا بنا دیتے۔ لیکن جو دین الٰہی کا اہل نہیں ہوتا، اس کو اس سے بے راہ کرتے ہیں، اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں، اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو، اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کر رہے ہو، یا یہ کہ وفاء عہد اور نقض عہد سب اعمال کی قیامت کے دن باز پرس ہوگی، اور تم اپنے عہدوں کو فساد مکر و فریب اور آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ مت بناؤ، کہیں دوسرے اطاعت خداوندی سے نہ پھسل جائیں، جیسا کہ آدمی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جاتا ہے، اور پھر تم کو اس سبب سے کہ تم نے دوسروں کو دین خداوندی اور اطاعت الٰہی سے روکا، دوزخ کی تکلیف بھگتنا پڑے، اور تم کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

اور تم لوگ جھوٹے حلف اٹھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو، تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے، اس سے ثواب آخرت بدرجہا بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔

یا یہ کہ جب کہ تم اس کی تصدیق کرنا چاہو، اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا، اور ثواب خداوندی دائم و باقی رہے گا۔ اور جو لوگ وفاء عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض میں آخرت میں ان کو اس کا ثواب دیں گے، اور جو شخص بھی خالص حق تعالیٰ کے لئے کوئی نیک کام کرے گا، اور حق تعالیٰ پر قائم رہے گا، بشرطیکہ مؤمن مخلص ہو تو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے، یعنی طاعت میں یا قناعت میں، یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض ان کو آخرت میں ثواب دیں گے، یہ آیت کریمہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں میں ایک زمین کے بارے

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾ إِنَّهُ لَيْسَ

تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں یقیناً اس کا قابو

لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ

ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ رکھتے ہیں بس اس کا قابو تو صرف

۱۳ ۱۴ ۱۹ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَإِذَا بَدَّلْنَا

ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور جب ہم کسی آیت کو بجائے

آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ

دوسری آیت کے بدلتے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ افترا کرنیوالے ہیں بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ

انہیں میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے موافق لائے

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰۲﴾

ہیں تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہو جاوے۔

میں جھگڑا تھا۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں (یعنی نماز میں ثنا کے بعد اعوذ باللہ پڑھ لیا کریں)۔

اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام امور میں حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔

اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے، جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالانکہ بندوں کو کس چیز کا حکم دینا چاہیئے، اس کی مصلحت حق تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔

تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں۔

بلکہ ان ہی میں کے اکثر لوگ اس بات سے جاہل ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی امور کا حکم دیتے ہیں، جن میں ان کے لئے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ اس قرآن کریم کو جبریل امین آپ کے رب کی طرف سے ناسخ و منسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔

نَزَّلَ کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوا ہے۔ تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت اور خوش رکھے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہو جائے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ

اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں

إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۰۳﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ

اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن صاف عربی ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے

اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۴﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ

ان کو اللہ تعالیٰ کبھی راہ پر نہ لاویں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں

لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿۱۰۵﴾ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن

جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ ہیں پورے جھوٹے جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے

بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ

ساتھ کفر کرے مگر جس شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبر و یسار یہ دو آدمی آکر سکھا جاتے ہیں، جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عبرانی ہے، اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی لغت میں ہے، جس کو یہ جانتے ہیں، جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، حق تعالیٰ ان کو کبھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے، کیونکہ اس کے دین کا اہل نہیں ہوگا۔ یا یہ کہ ان کو جنت کی طرف راہنمائی نہیں فرمائے گا، اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دیگا، اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی۔

سو جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ایمان نہیں لاتے، اور یہی لوگ حقیقتاً افترا پردازی کرنے والے ہیں۔

جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو، یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی، وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ الخ۔ ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے، اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، اور مشرک آپ کی آمد و رفت کو دیکھتے تھے، اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی، تو یہ دیکھ کر مشرکین بولے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے، جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے، اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبداللہ بن مسلم حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا، دونوں لوہار تھے، دونوں اپنی کتاب پڑھتے اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرتے اور ان کی قرأت کو سنتے تھے، تو اس پر مشرکین بولے کہ حضور ان سے یہ قرآن سیکھا ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمان الٰہی إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑی سزا

عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ

ہوگی (اور) یہ (غضب اور عذاب) اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس

اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ

سبب سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں کیا کرتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور

سَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾

کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ (انجام سے) بالکل غافل ہیں

لیکن ہاں جو بخوشی کلمہ کفر کہے تو ایسے لوگوں پر حق تعالیٰ کا غضب ہوگا، اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی، اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی، اور حق تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو، اسے اپنے دین کی طرف ہدایت اور نہ اس کو اپنے عذاب سے نجات دیتا ہے، حق تعالیٰ نے ان کے دلوں وغیرہ پر مہر لگا دی ہے اور یہ لوگ امر آخرت سے بالکل غافل ہیں، اور اس کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے، یا یہ کہ توحید سے غافل اور اس کے منکر ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا، تو مشرکین نے حضرت بلال رضہ، حضرت خباب رضہ، اور حضرت عمار بن یاسر رضہ کو پکڑ لیا، چنانچہ حضرت عمار رضہ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی خوش کن بات کہہ دی (کفار نے ان کو چھوڑ دیا) ۔ جب وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی، تو تمہارے دل کی کیا حالت تھی کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر منشرح تھا، حضرت عمار رضہ نے عرض کیا ہرگز نہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو۔

نیز مجاہد سے نقل کیا ہے، کہ یہ آیت مکہ کے چند حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے ایمان قبول کر لیا تھا۔ بعض صحابۂ کرام رضہ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، اور ان کو بتلائے کفر کرنا چاہا، غرضیکہ مجبوراً زبردستی انہوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیئے، ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعد نے طبقات میں، عمر بن حکم رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اور حضرت صہیب رضہ کو اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی، اور ان کی بھی یہ حالت ہو جاتی تھی، اور حضرت ابو فکیہہ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی، اور ان کی بھی یہ حالت ہو جاتی تھی۔

اسی طرح حضرت بلال رضہ، حضرت عامر بن فہیرہ رضہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں، انہیں حضرات کے بارے میں یہ اگلی آیت نازل ہوئی۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الخ۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد ایمان لا کر ہجرت کی پھر جہاد کیا الخ۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

(اس لئے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ، بالکل گھاٹے میں رہیں گے پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے

مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

بتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى ١٤ ع ١٠ ٣٠

مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنے والا ہے جس روز ہر شخص اپنی ہی طرف داری میں گفتگو کرے گا (اور دوسرے کو نہ پوچھے گا) اور ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ

کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے

اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور

يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾

خوف کا مزہ چکھایا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لازمی بات ہے آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے، یہ آیت کریمہ استہزاء کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کے ساتھی کہ اہل مکہ کی تکالیف اٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے، تو آپ کا ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔

یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں یا یہ کہ اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا، اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے کئے کا خواہ نیکی ہو یا برائی پورا بدلہ ملے گا، یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی، اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی، حق تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک حالت عجیبہ بیان فرماتا ہے۔ کہ وہ دشمن قتل بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے امن اور اطمینان کے ساتھ رہتے تھے۔

اور ان کے کھانے کے لئے پھل ان کے پاس ہر ایک چہار طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچ کرتے تھے۔

چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے ان کو سات سالہ قحط اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لڑائی کا مزہ چکھایا، ان کی اس نازیبا حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

اور ان کے پاس اُن ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اُس (رسول) کو (بھی) انہوں نے جھوٹا بتایا تب ان کو عذاب (الٰہی) نے پکڑا جب کہ وہ بالکل ہی

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ

ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر

اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ

کرو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور

لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو پھر جو شخص کہ بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

حد (ضرورت) سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشدینے والا مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعوےٰ ہے ان کی نسبت یوں

حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادو گے۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ

ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے

اور ان کے پاس ان ہی میں کا عربی قرشی ایک رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے، ان کی اس قوم نے تکذیب کی تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب خداوندی آپڑا، جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کربستہ ہو گئے۔

سو کھیتیاں اور جانور اور نعمتیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو، یعنی اگر تم کھیتیوں اور جانوروں کے اپنے اوپر حرام کر لینے میں خدا کی عبادت سمجھتے ہو، تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو، کیونکہ عبادت خداوندی اُن کے حلال سمجھنے میں ہے۔

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے، اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے، پھر جو شخص کے مارے فاقہ کے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو حق تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل بےقرار ہو جائے، بشرطیکہ مسلمانوں پر بغاوت کرنے والا نہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو اور ڈاکو طریقہ نہ ہو یا یہ کہ بلا ضرورت شدیدہ کے کھانے کا ارادہ کرنے والا نہ ہو تو اس قدر ضرورت شدیدہ کے کھانے کے موقع پر بقدر ضرورت مردار کے گوشت کھانے کو حق تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے، اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی، اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعوےٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ مثلاً یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں، اور یہ عورتوں پر حرام ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پر محض جھوٹی تہمت لگادو گے۔

جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ عذاب الٰہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا

یہ دنیا میں چند روزہ عیش ہے اور ان کے لئے (مرنے کے بعد) دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾

سے قبل آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَ

پھر آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور (آئندہ کے لئے) اپنے اعمال

أَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱۹﴾ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا ع ۱۵/۱۶

درست کر لئے تو آپ کا رب اس کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے بیشک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے

لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ

بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ نے ان کو منتخب کر لیا تھا

وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي

اور ان کو سیدھے رستہ پر ڈال دیا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں اور وہ آخرت

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۲۲﴾

میں بھی اچھے لوگوں میں ہوں گے

ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے، اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔

صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں، جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے قبل سورۂ انعام میں کر چکے ہیں، چربیاں اور گوشت وغیرہ جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں، ان کو حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی، لیکن انہوں نے گناہ کر کے خود ہی اپنے کو نقصان پہنچایا، جس کی وجہ سے یہ چیزیں حق تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے جان کر یا اس سے ناواقف ہو کر کوئی برا کام کر لیا ہو اور اس کے بعد توبہ کر لی، اور اعمال صالحہ کے کاربند ہو گئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مقتدا تھے، حق تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے، خالص مسلمان تھے، اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔

اور حق تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ اس کے بڑے شکر گزار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لئے منتخب کر لیا تھا، اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی، اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں مثل اولاد صالحہ ان کی عمدہ تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثنا حسن دی تھیں، اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ
پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلئے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ
نہ تھے بس ہفتہ کی تعظیم تو صرف ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنہوں نے اس میں خلاف کیا تھا بے شک آپ کا رب

لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ
قیامت کے دن ان میں باہم فیصلہ کر دے گا جس بات میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے آپ اپنے رب کی راہ کی

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ
طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾
آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ
اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں

خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾
بہت ہی اچھی بات ہے

پھر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیا کہ آپ دین ابراہیمی پر قائم رہیئے، جو کہ خالص مسلمان تھے اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے، اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنہوں نے جمعہ کی تعظیم میں خلاف کیا تھا، اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کر دے گا جس دین میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن کریم اور قرآن کریم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعہ سے لوگوں کو بلائیے، اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے طریقہ سے بحث کیجئے، آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے دین سے بے راہ ہوا، اور وہ ہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

اور اگر تم ان کی اموات کا مثلہ کرنے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے، اور اگر صبر کرو اور مثلہ نہ کرو، تو یہ چیز آخرت میں موجب اجر عظیم ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی، وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا الخ امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور بزار نے ابوہریرہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے، اور مشرکین نے حضرت حمزہ کا مثلہ یعنی ناک، کان، وغیرہ کاٹ ڈالے تھے، تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا، میں ان کے بدلہ میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو مثلہ کروں گا، تو آپ اسی حالت پر کھڑے ہوئے تھے، تو جبریل امین سورہ نحل کی ان اخیر آیتوں کو لے کر تشریف لائے، یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو، جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا الخ سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ارادہ سے رک گئے۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي

اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا

ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ

کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوجئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار

مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

ہوتے ہیں۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار کی ایذاؤں پر صبر کیجئے، اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق خاص سے ہے، اور ان استہزار کرنے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجئے، اور جو کچھ یہ قومی اور عملی تدبیریں کیا کرتے ہیں، اس سے تنگ دل نہ ہوجئے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہوتے ہیں، اور جو کہ قول و فعل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعب رض سے نقل کیا ہے کہ غزوہ احد میں انصار میں سے چونسٹھ ۶۴ اور مہاجرین میں سے چھ ۶ حضرات شہید ہوئے، ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، سب کا مثلہ کر دیا گیا تھا، یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہم کو ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ گت بنائیں گے، چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ الخ۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک مؤخر معلوم ہوتا ہے، اور اس سے پہلے جو حدیث نقل کی ہے، اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ آیت غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے۔

غرضکہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے، کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لئے اس آیت کو مکرر نازل فرمایا ہے، چنانچہ اولاً مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اور پھر غزوہ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے۔

یاٰتہا ١١١ (١٧) سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ (٥٠) رکوعاتہا ١٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الجزء ١٥

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلادیں۔ بے شک اللہ تو بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے (آلہ) ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا (اپنا) کوئی کارساز

دُوْنِیْ وَكِیْلًا ② ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③

مت قرار دو اے ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ سوار کیا تھا وہ نوحؑ بڑے شکرگزار بندہ تھے

وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلادی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دوبارہ خرابی کروگے اور بڑا

عُلُوًّا كَبِیْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ

زور چلانے لگوگے پھر جب ان دوباریں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگ جو

(سورۂ بنی اسرائیل) یہ پوری سورت مکی ہے بجز آیت وان کادوا سے تا سلطانا نصیرا کے اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے کہ یہ آیتیں مدنی ہیں، اور اس سورت میں ایک سو دس آیتیں اور پندرہ سو تینتیس ١٥٣٣ کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) وہ ولد اور شریک سے پاک ذات ہے، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان کے قریب ہے، جس کے گرداگرد ہم نے پانی درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں، تاکہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عجائبات قدرت دکھلادیں، چنانچہ اس رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا، بیشک حق تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کو بڑے دیکھنے والے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی، اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے گمراہی سے آلہ ہدایت بنایا، جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوحؑ کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا، وہ بڑے شکرگزار بندے تھے، چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمد للہ کہتے تھے۔ اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل سے یہ بات جتلادی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کروگے۔ اور بڑا زور چلانے لگوگے، اور بہت زیادتیاں کروگے، پھر جب ان دوباریں سے پہلی بار کی شرارت پر عذاب کا وقت آئے گا، یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم پر بخت نصر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کردیں گے، جو بڑے جنگجو

شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ﴿٥﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا

ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہوکر رہے گا پھر ہم پھر ان پر

لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ

تمہارا غلبہ کردیں گے اور مال اور بیٹوں سے ہم تمہاری امداد کریں گے اور ہم تمہاری جماعت

نَفِيرًا ﴿٦﴾ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا

بڑھا دیں گے اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کروگے اور اگر (پھر) تم برے کام کروگے تو بھی اپنے ہی لئے پھر

جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ

جب پچھلی بار کی میعاد آوے گی پھر ہم دوسروں کو مسلط کریں گے تاکہ (مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے

أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ﴿٧﴾ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ

یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرما دے اور اگر پھر وہی (شرارت)

عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي

کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں کا جیل خانہ بنا (ہی) رکھا ہے بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل

ہوں گے، اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے، اور تم کو قتل کر ڈالیں گے، اور یہ ایک وعدہ جو ضرور ہوکر رہے گا، یعنی اگر تم نافرمانیاں کروگے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔

چنانچہ بنی اسرائیل نوسٹے سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ کی قید میں رہے، پھر حق تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی، اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا، یعنی پھر ہم تم کو دولت دے کر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے۔

اور تمہاری جماعت اور تعداد کو بڑھا دیں گے، اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لئے حاصل کروگے، اور اگر تم شرک خداوندی کروگے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ تطوس کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مردوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے۔

پھر جب ان دو باروں میں سے دوسری سزا یا دوسرے فساد کی میعاد آوے گی، تو ہم تم پر تطوس بن اسیانوس رومی کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تم کو مار مار کر اور قید کرکے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تھا اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں، اور جس چیز پر ان کا زور چلے سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں۔

عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرلو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔

اور اگر تم پھر وہی شرارت کروگے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے، یا یہ کہ اگر تم نیکیاں کروگے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ قرآن کریم ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے، یعنی شہادۃ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ

هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

سیدھا ہے (یعنی اسلام) اور ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب

كَبِیْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۰﴾

ملے گا اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا

اور (بعضا) انسان برائی (یعنی عذاب) کی ایسی درخواست کرتا ہے جسطرح بھلائی کی درخواست اور انسان (کچھ طبعًا ہی) جلد باز (ہوتا) ہے اور ہم نے رات

الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ

تاکہ (دن کو) اپنے رب کی روزی تلاش کرو اور تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کرلو اور ہم نے ہر چیز

شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ

کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور (پھر) قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ

لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ

اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لیگا اپنا نامۂ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ

عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾

ہی محاسب کافی ہے

اور ان با اخلاص مؤمنوں کو جو کہ اعمال صالحہ کرتے ہیں، جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوشخبری دیتا ہے، اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے لئے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

اور نضر بن حارث کافر اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے، جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے۔ اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلدی مطالبہ کر رہا ہے۔

اور ہم نے چاند اور سورج کی اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں، سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا، اور سورج کو خوب روشن بنایا، تاکہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ، اور تاکہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں، اور دنوں کو شمار معلوم کرلو، اور ہم نے حلال و حرام اوامر و نواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب، کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے، یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان، اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے۔ اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے دیکھنے کے واسطے سامنے کر دیں گے، جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب کھلی ہوئی ہونگی اور وہ ان کو دیکھ لے گا، اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لے، آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ

جو شخص (دنیا میں) راہ پر چلتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے راہ پر چلتا ہے اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۱۵

اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم (کبھی) سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر (جب) وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر حجت

فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام) کے بعد کفر و معصیت کے سبب ہلاک کیا، اور آپ کا رب

جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لئے ایمان لاتا ہے، اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی ہی کو ملتی ہے، کیونکہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، لیکن قصاص وغیرہ کے عوض (حقوق العباد کی ادائگی کے لئے) اس پر لاد دیا جائے گا (یعنی مظلوم کو اس ظالم کی نیکیاں ‌دلا دی جائیں گی اور یہ بھی عین عدل ہے عابد)۔

یا یہ کہ کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی۔

اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے، جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لئے نہیں بھیج لیتے۔

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اولاً اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیتے ہیں، یا یہ کہ اسی بستی کے رؤسا، ظالموں اور مالداروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں، یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور رؤسا کو تسلط دے دیتے ہیں، پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزول عذاب کی حجت تمام ہو جاتی ہے، پھر ہم اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔

اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوح ؑ کے بعد ہلاک کیا ہے۔ اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ بنی اسرائیل) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فرمان الٰہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الخ۔ حافظ ابن عبد البر نے بسند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہوگیا تو پھر میں آپ سے ان کے بارے میں دریافت کیا، تب یہ آیت نازل ہوکر کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الخ یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا
اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے　جو شخص دنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے

مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾
جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دے دیں گے پھر ہم اس کیلئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندہ (درگاہ) ہوکر داخل ہوگا

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ
اور جو شخص آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھیگا اور اس کے لئے جیسی سعی کرنی چاہیئے ویسی ہی سعی بھی کرے گا بشرطیکہ وہ شخص مؤمن بھی ہو سو ایسے

سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ
لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی　آپ کے رب کی (اس) عطا (دنیوی) میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
اور آپ کے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہیں　آپ دیکھ لیجئے ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی

بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ
ہے　اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بہت بڑی ہے　اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود

اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ
مت تجویز کرو ورنہ تو بدحال بے یارومددگا ہوکر بیٹھ رہے گا۔　اور تیرے رب نے حکم کردیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم

نزول عذاب سے باخبر ہیں، اگرچہ اس چیز سے آپ کو آگاہ نہیں کیا۔

جو شخص اپنے ان اعمال صالحہ سے جو کہ حق تعالٰے نے اس پر فرض کئے ہیں، دنیا کی نیت رکھے گا (اور آخرت کا منکر ہوگا) تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے، پھر اس کو آخرت میں خاک بھی نہ دیں گے، بلکہ جہنم اس کے لئے واجب کریں گے، جس بدحال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہوکر داخل ہوگا یہ آیت مرثد بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا، اور جنت کے لئے جیسے اعمال کرنے چاہئیں، ویسے ہی عمل کرے گا، بشرطیکہ وہ مؤمن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل عند اللہ مقبول ہوگا، یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل طاعت کی بھی امداد کرتے ہیں، اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں، اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھ لیجئے کہ مال و دولت خرم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے، اور آخرت میں مؤمنین کے لئے بہت فضائل ہیں، اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر، ورنہ تو صاحب ملامت ہوجائے گا، کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا، اور پروردگار حقیقی تجھکو ذلیل کردیگا، تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ

منزل ۴

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا

(اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جاویں سو ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا

اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت

جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ

سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھکو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے تمہارا

أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿۲۵﴾

رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿۲۶﴾

اور قرابت دار کو اس کا حق (مالی وغیر مالی) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ

(کیونکہ) بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا

كَفُورًا ﴿۲۷﴾

ناشکر ہے۔

اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں، تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی نازیبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا، اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا اور ان کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لئے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے، جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا۔

تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا ادب و احترام کرنے کا کیا جذبہ ہے اگر تم حقیقت میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنیوالے ہو تو وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا، حق تعالی نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے، اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا، اور نیز مسافر کا بھی احترام کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے۔

اور اپنے مال کو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر مت خرچ کرنا، اگرچہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو، یا یہ کہ حق تعالی کی نافرمانی میں قطعاً مت خرچ کرنا، ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگرچہ ایک کوڑی ہو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں، یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ اس نے دولت عقل کو حق تعالی کی نافرمانی میں خرچ کیا، اسی طرح یہ اصحاب مال ہیں)۔

وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا

اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلوتہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات

مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

کہہ دینا اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہئے

اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس غائب مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیاء کے پہلوتہی کرنا پڑے، تو پھر ایسی صورت میں دلجوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللہ کہیں سے آئے گا تو دے دوں گا۔

اور نہ تو بالکل خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے، ہاتھ روک لیا جائے، اور نہ بالکل ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیئے، یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابت دار کو نہ دینا چاہیئے کہ اور دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے،

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ سعید بن منصور نے عطاء خراسانی سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے کچھ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لئے آئے آپ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں، جس پر میں تم کو سوار کر دوں تو وہ روتے ہوئے غم و افسوس کے ساتھ واپس ہوئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ہم پر ناراض ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ۔ یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلوتہی کرنا پڑے، تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا۔

اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا کرتے تھے۔

فرمان الٰہی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً الخ۔ ک۔ سعید بن منصور نے سیار ابی الحکم سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے وغیرہ مال آیا، اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے، چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید میں آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم کر چکے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے، اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہئے، ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے۔

اور ابن مردویہ وغیرہ نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے، کہ ایک لڑکا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے، آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں، وہ لڑکا بولا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دے دیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دے دیا، اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ک۔ نیز ابو امامہؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے، سب راہ خدا میں

فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ

ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہوکر بیٹھ رہوگے بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی کردیتا ہے

إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ع ۳

بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا ﴿۳۱﴾

(کیونکہ) ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بیشک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے

ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہوکر بیٹھ رہوگے، کہ دوسرے فقراء اور قرابت دار الزام دیں گے، اور تمہارے سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو تمہارے پاس مال ہوگا، وہ سب دوسرے تم سے لے جائیں گے۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتہ مانگا تھا: تو آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اس کو دے دیا، اور خود برہنہ ہوکر بیٹھ گئے، تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہ کھول دینا چاہیئے، کہ اپنے بدن کا کرتہ تک اتار کر آپ دے دیں، اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نکل نہ سکیں۔

بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، مال کی وسعت عطا فرماتا ہے، اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے، اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے، یقیناً حق تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے، اور ان کی تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے (تو پھر اس فکر کی کیا حاجت کہ باوجود گنجائش نہ ہونے کے کچھ دینا چاہیئے عابد)۔

یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے، اس کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو، ہم ان لڑکیوں کو اور تم کو بھی رزق دیتے ہیں، بیشک ان کا زندہ دفن کردینا سزا کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

خرچ کردو، حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔

فرمان خداوندی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ۔

طبرانی وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کو بلا کر ان کو فدک دے دیا۔

ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے)۔ کیونکہ حدیث یہ بات سمجھ میں آرہی ہے، کہ یہ آیت مدنی ہے حالانکہ یہ آیت مکی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے اور جس شخص (کے قتل) کو اللہ تعالیٰ نے

الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا

حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر اور جو شخص ناحق قتل کیا جاوے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے

فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

سو اس کو قتل کے بارہ میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہیے وہ شخص طرف داری کے قابل ہے اور یتیم کے مال کے

اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ

پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے اور عہد (مشروع) کو پورا کرو بیشک (ایسے) عہد کی باز پرس

كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ

ہونے والی ہے اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ

یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر کیونکہ کان

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو نہ کہ خفیہ طریقہ پر اور نہ علانیہ طور پر وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے، اور برا راستہ ہے۔

اور جس مومن کے قتل کو حق تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے، اس کو مت قتل کرو۔ ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے، اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑا دی جائے۔

اور جس شخص کو ناحق جان کر قتل کر دیا جائے، تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے: اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے، اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرنا چاہیے یعنی غیر قاتل کو نہ قتل کرے، یا یہ کہ ایک کے عوض دس کو نہ قتل کرے۔ (کیونکہ حد شرعی سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں تو غابد) وہ طرفداری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے، اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو، تاآنکہ وہ پندرہ یا اٹھارہ سال کا ہو جائے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہوا کرے، اس کو پورا کیا کرو، کیونکہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

اور جب ناپنے کی چیز ناپ کر دو تو پورا ناپو، اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ ناپ و تول اور وعدوں کو پورا کرنا یہ عہد شکنی اور چیزوں کے کم دینے سے بہتر ہے، اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو، کیونکہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے، اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے، اور دل میں جن باتوں کی تمنا کی ہے، قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ

اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی لمبائی

طُولًا (۳۷) كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (۳۸) ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ

کو پہنچ سکتا ہے یہ سارے برے کام تیرے رب کے نزدیک (بالکل) ناپسند ہیں یہ باتیں اس حکمت میں کی ہیں جو خدا تعالیٰ

رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا

نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہیں اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا

مَّدْحُورًا (۳۹) أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ

جاوے گا تو کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں

إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (۴۰) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا

بیشک تم بڑی (سخت) بات کہتے ہو اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تاکہ (اس کو) اچھی طرح سے سمجھیں

وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا (۴۱) قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا

اور ان کو نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے آپ فرمائیے کہ اگر اس کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت

لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا (۴۲) سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا (۴۳)

میں عرش والے تک انہوں نے رستہ ڈھونڈھ لیا ہوتا یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے

اور زمین پر تکبر کے ساتھ اتراتا ہوا مت چل، کیونکہ تو اپنے اترانے اور زمین پر زور سے قدم رکھنے کے ساتھ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے، (پھر اترانا حماقت ہے۔ عابد)۔

یہ تمام مذکورہ برے کام جن سے تجھ کو روکا گیا ہے، تیرے رب کے نزدیک قطعاً ناپسند ہیں۔

جن باتوں کا آپ کے ذریعہ سے حکم دیا گیا ہے، یہ اس حکمت میں کی ہیں جو کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہیں۔ اور اے مخاطب اللہ برحق کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرنا، ورنہ تو خود اپنے نفس کو ملامت کرنے والا اور ہر ایک بھلائی سے راندۂ درگاہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

تو کیا پھر بھی اس بات کے قائل ہو کر تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے، اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنائی ہیں، حق تعالیٰ کے خلاف بہت سخت بات کہتے ہیں، یا یہ کہ بہت سخت حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو۔

اور ہم نے اس قرآن میں وعدے اور وعید سب کو بیان کیا ہے، تاکہ اچھی طرح نصیحت حاصل کر لیں۔ باقی قرآن کریم کی وعیدیں سن کر وہ تو ایمان سے دور ہی بھاگ رہے ہیں، اور اگر اس معبود برحق کے ساتھ مقبول ان لوگوں کے اور بھی معبود ہوتے، تو انہوں نے ابھی تک عرش والے تک اپنی قدر و منزلت کو، یا یہ کہ راستہ کو تلاش کر لیا ہوتا، حق تعالیٰ شانہ کی ذات بابرکت اولاد اور شریک سے پاک اور ان کی شریکہ باتوں سے بہت زیادہ برتر اور ہر ایک چیز سے بلند ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا

تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس

يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۴)

کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے

مَّسْتُوْرًا (۴۵) ۙ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

ہیں اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (۴۶) نَحْنُ

اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں جس وقت یہ لوگ

اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ

آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں

اور وہ ایسا پاک ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کر رہی ہے، اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، خواہ نباتات میں سے ہو جو کہ اس کے حکم سے اس کی پاکی (حالاً یا قالاً) نہ بیان کرتی ہو، لیکن تم ان کی پاکی کو نہیں سمجھتے کہ کون سی زبان میں وہ پاکی بیان کر رہے ہیں۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بڑا حلیم ہے، کہ فوراً ان کی گرفت نہیں کرتا۔ اور بڑا غفور بھی ہے کہ تائب کی مغفرت فرماتا ہے۔

اور جب آپ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں، تو ہم آپ کے اور ابوجہل وغیرہ کے جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں، اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں، تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں، اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے ہیں۔

اور جب آپ کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرتے ہیں، تو یہ لوگ اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے، اور ان کی عبادت کی طرف جھک جاتے، اور آپ کے فرمان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

اور جس وقت ابوجہل وغیرہ آپ کے قرآن کریم پڑھنے کی طرف کان لگاتے ہیں، تو ہم خوب جانتے ہیں کہ جس غرض سے یہ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔ ابن منذر نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مشرکین قریش کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کرتے، اور ان کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے تو وہ کہتے کہ یہ ہمارے کو مائل کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف یہ ہم کو بلا رہے ہیں، اس سے ہمارے دلوں پر پردہ پڑے ہوئے ہیں، اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے، اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے، چنانچہ حق تعالٰی نے ان لوگوں کے بارے میں ان ہی کے اقوال نقل کر دیئے ہیں، فرماتا ہے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔ یعنی جب آپ قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں الخ۔

إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا

جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں جب کہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر

مَّسْحُورًا ﴿۴۷﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا الربع

جادو کا اثر ہو گیا ہے آپ دیکھئے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے تو رستہ نہیں پا سکتے

وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُونُوا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مر کر) ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ کئے جاویں گے آپ (جواب میں) فرما دیجئے

حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿۵۰﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن

کہ تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ

يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَ

زندہ کرے گا آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ

يَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ

کب ہوگا - آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آپہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم (بالاضطرار)

بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾ رکوع ۵

اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرلوگے اور تم یہ خیال کروگے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔

آپ کی قرأت کو سنتے ہیں، اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعضے کاہن اور بعض مجنون کہتے ہیں، اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے تو کہ یہ لوگ آپ کے لئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں۔ سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ان سے ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا، یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لئے کوئی بھی دلیل نہیں۔

اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چورا ہو جائیں گے، تو ہم پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائیں گی۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو تب بھی مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا جائے گا، اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہم کو زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے کہ جس نے اول بار تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا ہے۔

آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے، سو اس بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا آپ فرما دیجئے عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آپہنچا ہو، یعنی حق تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا فرمانا ضروری ہے، اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا، جب کہ تم کو قبروں سے اٹھانے کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم حق تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الٰہی تعمیل کروگے، اور تم یہ خیال کروگے، کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ

اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے - واقعی

الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ

شیطان انسان کا صریح دشمن ہے تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرما دے

اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي

یا اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ (تک) کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ

آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد (علیہ السلام) کو

زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

زبور دے چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی سو (یقیناً) وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا

آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجئے، کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیا کریں تو ایسی بات کہا کریں، جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو۔

کیونکہ شیطان سخت دلوا کر لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے، اور واقعی وہ صریح دشمن ہے، اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل کا حکم ہے۔

تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اگر وہ چاہے تو تم کو اہل مکہ سے نجات دیدے، اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے، اور ہم نے آپ تک کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا، کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو۔ اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اور ہم نے پہلے ہی بعض نبیوں کو شرف خلت اور شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے، اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں، اور حضرت موسیٰ ؑ کو توریت اور حضرت عیسیٰ ؑ کو انجیل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم دیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خزاعہ سے فرما دیجئے، جو کہ جنوں کی پرستش کرتے ہیں، اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں: کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہو، شدت اور سختی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ۔ امام بخاری رح وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رض سے نقل کیا ہے، کہ کچھ لوگ جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے، وہ جن مشرف باسلام ہو گئے، مگر یہ بدبخت بچاری ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا قرار دے رہے ہو، ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو وہ نہ تم سے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَ

یہ لوگ کہ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور

يَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾

وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل

وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا

اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا (قیامت کے روز) اس کو سخت عذاب

عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾ وَمَا مَنَعَنَا أَن

نہ دیں۔ یہ بات کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے اور ہم کو خاص (فرمائشی) معجزات کے

نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

بھیجنے سے صرف یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرت کا ذریعہ

فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾

تھی سو ان لوگوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں

اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں، وہ خود اپنے رب کی عبادت کر کے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے، اور وہ خود اس کی جنت کے امیدوار ہیں، اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کے عذاب نازل ہونے پر ان کو پھر کوئی امان نہیں۔

کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک نہ کر دیں، یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب نہ دیں، ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

اور ہم کو خاص فرمائشی معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کی تکذیب کر چکے ہیں، اور اس تکذیب پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے، تو یہ بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی، سو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی، اور اس کے پیر کاٹ ڈالے، اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں، یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

ارشاد خداوندی وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ الخ امام حاکم اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے، اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے، تاکہ یہ کھیتی کر سکیں، تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں، اور اگر آپ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے، مگر اس کے بعد اگر انہوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیئے گئے، اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائیگا۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ

اور وہ وقت یاد کریئے جبکہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں کو محیط ہو رہا ہے اور ہم نے جو تماشہ آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ

مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی

اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰ۧ

بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے

اور آپ اس وقت کو یاد کر لیجئے، جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا، کہ آپ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا، اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپ کو دکھلا دیا تھا، اور شجرۃ زقوم جس کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے، ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔

اور ہم ان کو شجرۃ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں، مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ میں ان کی اس درخواست کو ٹال دیتا ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمَا مَنَعَنَآ الخ یعنی ہم کو خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا، کہ پہلے لوگ، ان کی تکذیب کر چکے ہیں۔

نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیر رضؓ سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

حکم خداوندی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ الخ۔ ابویعلیٰ نے حضرت ام ہانی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی، تو آپ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا، تو وہ مذاق اڑانے لگے، اور آپ سے نشانیاں پوچھنے لگے، چنانچہ آپ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی، اور عیر پہاڑ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ بولا، عیاذ باللہ یہ جادوگر ہیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا، اور جس درخت کی قرآن کریم میں مذمت کی گئی ہے، ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔ اور ابن منذر نے حسن رحؒ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن مردویہ نے حضرت حسین بن علی رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو متفکر تھے تو آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں، یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لئے موجب گمراہی ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ الخ۔

نیز ابن جریر نے سہل بن سعد رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلی بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

فرمان خداوندی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ الخ۔ ابن ابی حاتم رحؒ نے اور امام بیہقی نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ جب حق تعالیٰ نے شجرۃ زقوم کا ذکر فرمایا، تو اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈرا تو ابوجہل بدبخت بولا کہ تم کو معلوم ہے، کہ د:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا اور) کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس

خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ

کو آپ نے مٹی سے بنایا ہے کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے تو بھلا بتلایئے تو خیر اگر آپ نے مجھ پر قیامت کے زمانہ تک مہلت

الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ

دیدی تو میں (بھی) بجز قدرے قلیل لوگوں کے اسکی تمام اولاد کو اپنے بس میں کرلوں گا ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں سے تیرے ساتھ ہوئے گا

جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

سو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری اور ان میں سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اور اس کا

اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ

قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کرلینا اور ان سے وعدہ کرنا

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى

اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا قابو نہ چلے گا اور آپ

بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

کا رب کافی کارساز ہے

(وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی) کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس بولا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں، جس کو آپ نے مٹی سے بنایا، بولا کہ اس کو جو مجھ پر سجدہ کرا کر فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں بجز ان قلیل آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں، سب کو راہ حق سے پھسلاؤں گا، اور گمراہ کروں گا، اور اپنے قبضہ میں کرلوں گا۔

حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے، جو ان میں سے تیرے طریقہ پر ہوئے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے پوری پوری سزا۔

اور جا ان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا، یا یہ کہ امیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہر قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔

اور ان پر اپنے سوار مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھا لانا، اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا، اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں، اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے، میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا، اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا ذمہ دار اور کافی کارساز ہے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

شجرہ زقوم جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ڈراتے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابوجہل نے کہا کہ وہ ثرید پر مکھن ہے لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھر لیں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ الخ اور نیز یہ بھی آیت نازل فر

اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ الخ۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ

تمہارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمہارے لئے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے تاکہ تم اس کے رزق کی تلاش کرو بے شک وہ تمہارے حال

رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ

پر بہت مہربان ہے اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بجز خدا کے اور جنہوں کی تم عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی کی طرف

إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ

بچالاتا ہے تم پھر پھر جاتے ہو اور (واقعی) انسان ہے بڑا ناشکر تو کیا تم اس بات سے بےفکر ہو بیٹھے کہ تم کو خشکی کی جانب میں لاکر

جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ

زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیجدے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ یا تم اس سے بےفکر ہو

أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تم کو تمہارے کفر

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَ

کے سبب غرق کردے پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا تم کو نہ ملے اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت دی اور

حَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ

ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر

خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾

فوقیت دی۔

وہ ایسا منعم ہے کہ تمہارے نفع کے لئے کشتیوں کو چلاتا ہے، تاکہ تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اس کے علم کی تلاش کرو، اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

اور جس وقت دریا میں تم کو کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے، تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو، سب کو چھوڑ دیتے ہو، ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے، بجز خدائے وحدہٗ لاشریک کہ اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو۔

پھر جب وہ تم کو خشکی کی طرف بچالاتا ہے، تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو۔ واقعی کافر حق تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو، کہ وہ تم کو قارون کی طرح خشکی کی طرف لاکر دھنسا دے، یا تم پر قوم لوط علیہ السلام کی طرح پتھر نہ برسا دیئے جائیں، پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔

یا مکہ والو اس سے بےفکر ہو گئے ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے، پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے اور پھر تم کو دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے حق تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفران نعمت کیا ہے، غرق کردے، اور پھر اس غرق کرنے پر تم کو کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو ہاتھ اور پیر عطا کر کے عزت دی، اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا، اور ان کو جانوروں کی روزی کے بہ نسبت ملائم اور پاکیزہ روزی عطا کی۔

اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل وصورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

منزل ۴

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ یَقْرَءُوْنَ

جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے اعمال نامہ سمیت بلاویں گے پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جاوے گا تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال

كِتٰبَهُمْ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾ وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ

پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا

اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾ وَ اِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ

اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا اور یہ (کافر) لوگ آپ کو اس چیز سے بچلانے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے

لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖۗ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾

تاکہ آپ اس کے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت کردیں اور ایسی حالت میں آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے

قیامت کے دن جب کہ ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ، یا یہ کہ ان کے نامۂ اعمال سمیت، یا یہ کہ ان کے داعی الی الہدایت یا داعی الی الضلالت کے ساتھ بلاویں گے۔

پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو (خوش ہوکر) پڑھیں گے، اور نہ ان کی نیکیوں میں ذرا کمی کی جائے گی، اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔

کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فتیل بولتے ہیں، اور انگلیوں کی جڑوں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی لفظ "فتیل" کا استعمال کیا گیا ہے۔

اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجاآوری سے اندھا رہیگا، وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا، اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا، یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور حجت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا، تو وہ آخرت میں بھی جنت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا، اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلانے اور ہٹانے ہی لگے تھے۔ تاکہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کردیں، اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گاڑھا دوست بنا لیتے، یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ الخ۔ ابن مردویہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے، ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ نے نقل کیا ہے، کہ امیہ بن خلف، ابوجہل اور کچھ قریشی چلے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم چلو اور نعوذ باللہ ہمارے بتوں کو چھو لو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔

اور آپ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہاں رہتے تھے، چنانچہ ان کے لئے نرم ہوگئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، وَاِنْ کَادُوْا، تا نصیرا۔ یعنی اور یہ لوگ آپ کو اس چیز سے بچلانے ہی لگے تھے، جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے الخ۔

امام سیوطی رحؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جتنی روایتیں اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مروی ہیں، یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے، اس کی سند جید ہے، اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے (اور) اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا

حالت حیات میں اور بعد موت کے دہرا عذاب چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے اور یہ لوگ اس سرزمین

لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا

سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا، اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی، تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔

اور اگر آپ کو ان کے مطالبہ کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

اور نیز یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

چنانچہ ابوالشیخ نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام کر رہے تھے، تو کفار نے کہا، ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے، تاوقتیکہ آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اگر میں ایسا کرلوں تو کیا مضائقہ ہے جبکہ حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے، کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اسی طرح ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے، کہ قریشی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کرنے لگے، کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں، تو ان غرباء اور غلاموں کو جو آپ کے پیرو ہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجئے، تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہو جائیں، یہ سنکر آپ کچھ ان کی طرف متوجہ سے ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے سورۂ نجم کی اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى تک تلاوت فرمائی، تو شیطان نے یہ الفاظ آپ پر القاء کردیئے، تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔

چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد آپ برابر مغموم رہے، تاآنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ الخ۔ یہ روایتیں اس بات پر دال ہیں کہ یہ آیتیں مکی ہیں۔

اور جن حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے، انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن مردویہ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ ایک قبیلہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے، تاآنکہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجائیں، پھر ہم اپنے بتوں کے چڑھاوے وصول کر کے اسلام لے آئیں گے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مہلت دینے کا ارادہ کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

ارشاد خداوندی وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ الخ۔ ابن ابی حاتم رح اور امام بیہقی رح نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطہ سے

وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ

اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپ کے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے پاتے　جیسا کہ ان صاحبوں کے باب میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جن کو آپ سے پہلے ہم نے

رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى

رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے (اس) قاعدہ میں تغیر نہ پاویں گے　آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک نمازیں ادا کیا کیجئے

غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

اور صبح کی نماز بھی　بے شک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے　اور کسی قدر رات کے حصہ میں

فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ

بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے　جو کہ آپ کے لئے زائد چیز ہے

بعد اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت کم ٹھہر پاتے، تا آنکہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے، جیسا کہ ہم نے سابقہ رسولوں کی قوموں کو ہلاک کر دیا، جب کہ اپنے رسولوں کو انہوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا، اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سورج زائل ہونے کے بعد نماز ظہر اور عصر اور رات آنے پر مغرب وعشاء کی نماز ادا کیجئے، اور صبح کی نماز بھی ادا کیجئے، بیشک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔

اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی قرأت قرآن کریم کیا کیجئے، اور سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجئے، یہ آپ کے لئے فضیلت کی چیز ہے، یا یہ کہ خاص آپ کے لئے ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

عبدالرحمٰن بن غنم سے نقل کیا ہے، کہ یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے، اگر آپ نبی ہیں تو شام جائیے، کیونکہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے، ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس چیز کا خیال ہو گیا چنانچہ آپ نے ملک شام کے ارادہ سے غزوۂ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہنچے تو حق تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاِنْ كَادُوْا الخ۔ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے، تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔

اور حق تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ لوٹنے کا حکم دیا، اس پر جبریل امین نے آپ سے فرمایا کہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کیونکہ ہر ایک نبی کو دعا کرنے کا حق ہے، آپ نے فرمایا تو پھر تم کونسی دعا کرنے کو کہتے ہو۔

جبریل امین نے فرمایا یہ دعا کرو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ الخ یعنی آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو الخ۔

غرضیکہ یہ سب آیتیں آپ کے غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی ہیں، یہ روایت مرسل اور اس کی سند ضعیف ہے، باقی اس روایت کا شاہد سعید بن جبیر کا مرسل ہے، جو ابن ابی حاتم میں موجود ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انبیاء کرام تو ملک شام میں رہتے تھے، پھر آپ مدینہ منورہ میں کیوں رہتے، آپ بھی وہیں جا کر رہیئے، چنانچہ آپ کو یہ سن کر کچھ خیال ہو گیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن جریر رحہ نے سعید بن جبیر رحہ سے دوسرے مرسل طریق سے نقل کیا ہے کہ بعض یہودیوں نے آپ سے یہ کہا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ

امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ

صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گزرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہے اور ہم قرآن میں ایسی

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِ

چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے اور ناانصافوں کو اس سے الٹا نقصان بڑھتا ہے اور

ذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾

آدمی کو جب ہم نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے

حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کو مقام محمود میں جگہ عطا فرمائے گا، یعنی مقام شفاعت کبریٰ عطا فرمائیگا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف فرمائیں گے۔

اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں خوبی کے ساتھ داخل کیجئے، اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے، اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے خوبی کے ساتھ لے جائیے، اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجئے، یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہنچائیو، اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکالیو، اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجئے۔ جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

اور فرما دیجئے کہ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں، یا یہ کہ اب اسلام کا غلبہ ہو گیا، اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے، اور شیطان اور شرک اور مشرکین سب ہلاک ہوئے، اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی یا یہ کہ کفر و شرک اور نفاق سے شفاء اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے۔

اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے، اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے، اور ایمان سے دور بھاگتا ہے، اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہنچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے، یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا، تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو، اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو، اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو یہ روایت اس چیز کے بیان کرنے میں صاف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے، اور ابن مردویہ رح نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾
آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کر رہا ہے سو تمہارا رب خوب جانتا ہے جو زیادہ ٹھیک رستہ پر ہو

وَيَسْـَٔــلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
اور یہ لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کرلیں پھر اس کے (واپس لانے کے) لئے

بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ
آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے مگر (یہ) آپ کے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بے شک آپ پر اس کا بڑا

كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾
فضل ہے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں، اہل مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے (یہود سے مشورہ کرکے) روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجئے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے یا یہ کہ اس کے علم اور حکم سے بنی ہے، اور علوم خداوندی میں سے تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے، (لہذا یہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے، اور اس کا علم ضروریات میں سے نہیں، اس لئے مخفی رکھا گیا ہے عابد) - اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے، سب سلب کرلیں۔

پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی اور اس چیز کو روکنے والا بھی نہ ملے، یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے، بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعہ اس نے بڑا فضل فرمایا ہے -

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی، امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں جا رہا تھا، آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیئے ہوئے تھے، آپ کا گزر کچھ یہودیوں پر سے ہوا۔ وہ آپس میں کہنے لگے، کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجئے، آپ یہ سنکر کچھ کھڑے ہوئے، اور اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، تا آنکہ وحی بند ہوگئی، تو آپ نے ان سے فرمایا اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا، اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتلاؤ، جو ہم اس شخص یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیر رح فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہہ سے تطبیق کی جائے گی، یہی قول حافظ بن حجر عسقلانی نے اختیار کیا ہے۔

یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے اس چیز پر محمول کیا جائیگا کہ آپ نے اس توقع میں کہ حق تعالیٰ اس

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن بنا لاویں تب بھی ایسا

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن جاوے اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

ہر قسم کا عمدہ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کئے ہوئے نہ رہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان

حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿۹۰﴾

نہ لاویں گے جب تک آپ ہمارے لئے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دیں

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجئے، کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح وبلیغ قرآن بنا دیں، جس میں اوامر و نواہی، وعدے وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو امور ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہے، تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے، اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاویں۔

اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لئے وعدے وعید ہمہ قسم کے مضامین بیان کئے ہیں، مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا، اور کفر ہی پر جمے رہے۔

اور عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے، جب تک کہ آپ ہمارے لئے سرزمین مکہ میں چشمے اور نہریں نہ جاری کر دیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بارے میں اور مزید تفصیل بتلادے، اس لئے سکوت اختیار فرمایا ہو، ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رض کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

ارشاد خداوندی، قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا الخ، ابن اسحاق اور ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام بن مشکم کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے (جن کا راوی نے نام بتایا ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں، درآں حالیکہ آپ نے ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا ہے، اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں، اس میں ہم تورات کی طرح اتصال نہیں دیکھتے، تو ہمارے لئے ایسی کتاب نازل کروائیے جسے ہم پہچانتے ہوں، ورنہ ہم آپ کے پاس ویسی ہی کتاب لیکر آئے ہیں، ویسی کتاب لیکر آتے ہیں، اسپر حق تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی آپ فرما دیجئے، کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جائیں، کہ ایسا قرآن بنالائیں، تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے۔ الخ

فرمان خداوندی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ۔ ابن جریر نے، بواسطہ ابن اسحاق رض، مصری شیخ، عکرمہ رض۔ حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، اور بنی عبدالدار کا ایک شخص۔ اور ابوالبختری، اسود بن مطلب، ربیعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، منبیہ بن حجاج، نبیہ بن الحجاج۔

أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ

یا خاص آپ کے لئے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کردیں یا

تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾

جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرادیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لا کھڑا کردیں

أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ

یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے (آسمان پر) چڑھنے کا بھی کبھی باور

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ ع ۹ ۱۰

کریں جبتک کہ (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لادیں جسکو ہم پڑھ بھی لیں آپ فرمادیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں۔

یا خاص آپ کے لئے انگور وغیرہ کا کوئی باغ نہ ہو، اور پھر اس باغ کے بیچ میں جگہ جگہ آپ بہت سی نہریں جاری کردیں، یا آپ ہم پر آسمان سے عذاب کا کوئی ٹکڑا نہ گرادیں، یا آپ اپنے دعوے پر حق تعالیٰ اور فرشتوں کو گواہ کرکے ہمارے سامنے لاکر نہ کھڑا کردیں، یا آپ کے پاس کوئی سونے، چاندی کا بنا ہوا گھر نہ ہو، یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں، اور پھر وہاں سے ہمارے پاس فرشتے لے کر نہ آئے، جو اس بات کی آکر گواہی دیں، کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں، جبتک کہ آپ ہمارے پاس منجانب اللہ ایک نوشتہ نہ لائیں، جس کو ہم پڑھ بھی لیں کہ اس میں آپ کی رسالت کے متعلق لکھا ہو، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمادیجئے کہ میرا پروردگار تو اولاد اور شریک سب چیزوں سے منزہ اور پاک ہے، میں بجز اس کے آدمی ہوں، مگر اور تمام رسولوں کی طرح رسول ہوں اور کیا ہوں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں، ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا۔ تم نے آباء کو برا کہا، دین کو عیب لگایا، اور نو عمروں کو بیوقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان نہ کی ہو۔

اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو، تو ہم اپنے مال تمہارے لئے جمع کردیتے ہیں، تاکہ تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت اور شرافت چاہتے ہو، تو ہم تم کو اپنا سردار بنادیتے ہیں، اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو پھیرے کرآتا ہے کوئی جن ہے کہ جس کا تم پر غلبہ ہو گیا، تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں۔

باقی حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے، اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تم کو خوشخبری سناؤں اور ڈراؤں، یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیش کش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں، اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے۔ تو آپ ہمارے لئے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجئے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے، کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو چلا کر دور کردے۔ جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے، اور ہمارے لئے ہمارے شہروں کو کشادہ کردے۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ

اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی (قابل التفات) بات مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ

بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر

اور جس وقت ان مکہ والوں کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر آ چکے ہیں، اس وقت ان کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے سے بجز اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہمارے طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی بشریت اور رسالت میں تنافی سمجھی، جیسا کہ موجودہ زمانہ کے بدعتی آپ کی بشریت کے منکر ہیں عابد) آپ ان مکہ والوں سے جواباً فرما دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو ہم فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتہ کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور اس میں شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے، اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں، ان کو ہمارے لئے زندہ کر دے، اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لئے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کراؤ، جو آکر تمہاری تصدیق کرے، اور ہمارے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات کر دے، تاکہ جس چیز کی تلاش میں ہم آپ کو دیکھیں اس پر آپ کی مدد کر سکیں، کیونکہ ہم آپ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور معاش کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں، اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے، جو جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں، آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجئے کہ آپ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے، کیونکہ ہم تو تاوقتیکہ آپ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ پوری کریں، ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

یہ سنکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا۔ اور بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم نے آپ کے سامنے کئی باتیں رکھیں، مگر آپ ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا، پھر انہوں نے اپنی ذات کے لئے کچھ باتوں کی درخواست کی، تاکہ ان کے ذریعہ سے آپ کا حق تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کو پہچان لیں مگر آپ نے ایسا بھی نہیں کیا، پھر جس عذاب سے آپ ان کو ڈراتے ہیں، اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کی انہوں نے درخواست کی، خدا کی قسم میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا، تاوقتیکہ آپ آسمان پر چڑھنے کے لئے ایک سیڑھی نہ بنائیں، پھر آپ اس پر چڑھیں، اور میں آپ کو خود دیکھوں، تاآنکہ آپ وہاں سے آئیں، اور آپ کے ساتھ ایک لکھی ہوئی دستاویز ہو، اور مزید برآں آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کے دعوے کی گواہی دیں کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

یہ سنکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے غمگین ہو کر چل دئے، چنانچہ حق تعالیٰ نے جو عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا تھا، اسی کے قول کو براہ تردید آپ پر نازل کر دیا، یعنی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ۔ تا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مرسل صحیح اور ماقبل والی روایت کے لئے شاہد ہے، اس کی سند میں جو ابہام ہے، اس کا اس مرسل سے انجبار ہو گیا۔

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے آپ (آخری بات) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ

کو خوب جانتا ہے، خوب دیکھتا ہے اور اللہ جس کو راہ پر لاوے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردے تو خدا کے

تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ

سوا آپ کسی کو بھی ایسوں کا مددگار نہ پاویں گے اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کرکے منہ

بُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ

کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دینگے یہ ہے ان کی سزا اس

النصف

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا

سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاوینگے تو کیا ہم از سر نو پیدا کرکے (قبروں سے)

جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ

اٹھائے جاوینگے کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ) قادر ہے کہ وہ ان جیسے

يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

آدمی دوبارہ پیدا کردے اور ان کے لئے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کئے نہ رہے

بھیجتے ہیں، اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرما دیجئے، کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے، اس بات پر کہ اس نے مجھ سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، اور وہ اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتے ہیں، خوب جانتا اور خوب دیکھتا ہے، کہ کون اس پر ایمان لائے گا، اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے، وہ ہی راہ پر آتا ہے، اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کرے، تو خدا کے سوا ان مکہ والوں کے لئے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پاویں گے، جو ان کو ہدایت کی طرف راہنمائی کرے، اور ہم ان کو قیامت کے دن ان کو اندھا، گونگا، بہرا کرکے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے، کہ ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ دوزخ اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی، تب ہی ہم ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا، اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، تو کیا ہم کو پھر زندہ کیا جائے گا اور سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان و زمین کا خالق ہے، وہ اس بات پر بطریق اولیٰ قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے، اور اس کے لئے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا کہ مؤمنین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں، اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا، اور کفر ہی پر جمے رہے۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) کے خزانوں (یعنی کمالات) کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم (اس کے) خرچ کرنے کے اندیشہ

كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ ع ۱۱

سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور آدمی ہے بڑا تنگ دل اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو

اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

آپ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ

موسیٰ نے فرمایا تو (دل میں) خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ بصیرت کے لئے (کافی) ذرائع ہیں اور

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ

میرے خیال میں ضرور تیری بدبختی کے دن آگئے ہیں پھر اس نے چاہا کہ بنی اسرائیل کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے سو ہم نے اس کو

وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ

اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ (اب) تم اس سرزمین میں رہو سہو پھر جب آخرت

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

کا وقت آجاویگا تو ہم سب کو جمع کرکے حاضر لا کریں گے۔ اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا اور وہ راستی ہی کے ساتھ نازل ہو گیا اور ہم نے آپ کو صرف

آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجئے، کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں، تو اس صورت میں تم فاقہ کے اندیشہ سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے، اور کافر ہے بڑا تنگ دل بخیل لالچی ہے۔

اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضاء، عصا، طوفان، ٹڈیاں، گھن کے کیڑے، مینڈک، خون، قحط سالی، اور مالوں کی کمی و بربادی دیئے، جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔

آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجئے۔ تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو، حضرت موسیٰ نے اس سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے، کہ موسیٰ پر یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کئے ہیں، جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو برے طریقہ سے تباہ ہوگا، یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کر دیا، اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مردوں کو زندہ کرکے اٹھایا جائے گا، یا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰ ہو چکا ہوگا (مخضکہ میں ان قیامت میں عابد) تو ہم سب کو جمع کرکے حاضر لا کرینگے۔

اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم نے راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا ہے، اور وہ راستی ہی کے ساتھ آپ پر نازل ہو گیا۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو

إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿١٠٥﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ

خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے　اور قرآن میں ہم نے جابجا فصل رکھا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں　اور ہم نے اس کو اتارا

تَنْزِيلًا ﴿١٠٦﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى

میں بھی تدریجاً اتارا　کہہ دیجئے کہ تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ　جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا　یہ قرآن جب ان کے سامنے

عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا

پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں　اور کہتے ہیں　ہمارا رب (وعدہ خلافی سے) پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور

لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ السجدۃ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ

پورا ہی ہوتا ہے　اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے　اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے　آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ

یا رحمٰن کہہ کر پکارو　جس نام سے بھی پکارو گے　سو اس کے بہت سے　اچھے　اچھے　نام　ہیں۔

بھی جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کیا، اور اس میں حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کیا، تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں۔

اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے، یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین تھوڑا تھوڑا ایک ایک، دو دو، تین تین آیات کر کے اور جا بجا فصل کے ساتھ متفرق اوقات میں نازل کیا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یہ ان لوگوں کے لئے وعید ہے، مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کا بذریعہ توریت علم دیا گیا تھا، قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے، تو وہ حق تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے، اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہی ہوگا۔ اور ٹھوڑیوں کے بل جو سجدے میں گرتے ہیں وہ سجدے میں روتے ہی ہوئے گرتے ہیں، اور اس قرآن کریم سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھا دیتا ہے، یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں، جیسا کہ علم و قدرت سمیع و بصیر چاہے، جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو، سو بہتر ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ۔ ابن مردویہ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یہ سن کر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو ہم کو تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے، اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ یعنی آپ فرما دیجئے، خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ

اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیے اور دونوں کے درمیان ایک طریقہ اختیار کر لیجیے اور کہہ دیجیے کہ تمام خوبیاں

لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

اسی اللہ (پاک) کے لئے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی

اور آپ اپنی جہری نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سن کر خرافات بکیں اور ان کا جی بہلے، اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں، اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجیے۔

اور فرما دیجیے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے، کہ اس کی بادشاہت کا معاذ باللہ وہ مالک بنے، اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللہ مخالفت کر سکے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ امام بخاریؒ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان خداوندی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا الخ کی تفسیر میں نقل کیا ہے، کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے، اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے، سب کو برا کہتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباس رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے، اور اسی طرح امام نووی وغیرہ نے بھی روایت اولیٰ ہی کو ترجیح دی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں بایں طور تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ روایت حضرت عائشہ رضہ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔

نیز ابن منیعہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضہ سے کہ صحابہ کرام رضہ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي الخ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ۔ ارشاد باری تعالیٰ الخ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي الخ۔ ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظی رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہود اور عیسائی حق تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے تھے۔ اور عرب حج میں یہ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ الخ۔ یعنی معاذ باللہ حق تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے، اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے

وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿١١١﴾

مددگار ہے　اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے

آیاتہا ۱۱۰ ــــ (۱۸) سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ (۶۹) ــــ رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴿١﴾ قَيِّمًا

تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے (خاص) بندہ پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل استقامت کے

لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ ہوگا ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں

اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے، کیونکہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں، یا یہ کہ نہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے، اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں۔ علیحدگی اختیار کیجئے، اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ الخ۔

(سورۂ کہف) یہ پوری سورت مکی ہے بجز ان دو آیتوں کے کہ جن میں عیینہ بن حصن فزاری کا تذکرہ ہے کہ وہ مدنی ہیں، اس سورت میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں اور پندرہ سو سترہ سٹھ (۱۵۶۷) کلمات اور چھ ہزار چار سو ساٹھ (۶۰ ۶۴) حروف ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الخ۔ تمام خوبیاں اور شکر و الوہیت اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل فرمایا توحید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کے بیان میں توریت و انجیل اور تمام کتب سماویہ کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں کی، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام کتب سماویہ کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا، یہ کہ بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا، تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعہ سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں، جو کہ منجانب اللہ ہوگا، اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

کہ اگر حق تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللہ حق تعالیٰ کمزور رہ جاتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ الخ یعنی اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ کیلئے ہیں، جو نہ اولاد رکھتا ہے، اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے، اور نہ کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

(سورۂ کہف) بسم اللہ الخ ابن جریر نے بواسطہ۔ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہؓ، حضرت ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا، اور ان سے کہا کہ ان سے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو، اور ان کو آپ کی اطلاع دو،

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ

یہ خوش خبری دے کہ ان کو اچھا اجر ملے گا　جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے　اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ)

اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ

اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے　نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے

اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿۵﴾

نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں

کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا، کہ جس اجر و ثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالا جائے گا۔ اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن کریم یہود و نصاریٰ اور بعض مشرکین کو بھی ڈرائیے، جو نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں۔ نہ تو ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل و حجت ان کے پاس ہے، اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی یہ شرک کی بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

کیونکہ وہ کتاب اول کے عالم ہیں، اور وہ علوم انبیاء سے واقف ہیں، ہم ان علوم سے واقف نہیں، چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے، اور علماء یہود کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی، اور آپ کے بعض امور ان سے بیان کئے، علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کر دے تو وہ نبی مرسل ہیں ورنہ محض غلط دعوے دار ہیں۔

۱۔ ان سے ان چند نوجوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہو گئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے کیونکہ یہ ان کا عجیب واقعہ تھا۔

۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا منتہائے مشرق و مغرب تک پہنچ گیا تھا، کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔

۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے، اور بولے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں، جو تمہارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

غرضکہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دے دوں گا، اور انشاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ راتوں تک رکے رہے، اس دوران میں نہ حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے، تاآنکہ مکہ والوں نے ایک ازدحام کر دیا، اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغموم ہو گئے، اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق ہو گئی۔ پھر جبریل امین حق تعالیٰ کی طرف سے سورہ کہف لے کر تشریف لائے، جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا، اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا، اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیہ بن ابی خلف، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوالبختری، یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی مخالفت

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿۶﴾

(اور آپ جو ان پر اتنا غم کرتے ہیں) سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا

(یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت کردے) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

کرتا ہے اور ہم نے زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک صاف میدان (یعنی فنا) کردیں گے　کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے　ہماری عجائبات　میں

وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾

سے　کچھ　تعجب　کی　چیز　تھے

شاید آپ تو ان لوگوں کے پیچھے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دیدیں گے۔

ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لئے بارونق بنایا ہے، تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے، یا آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں، ہم نے ان کو زمین کے لئے باعث رونق بنایا ہے۔ تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کردیں کہ گھاس پھونس کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند، سورج، آسمان، زمین، ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی تعجب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ پیتل کی تختی ہے، جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا، یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے، جس میں کہف پہاڑ تھا، یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بہت شاق گزرتی تھی، اسی طرح جو آپ ان کی نصیحت کرتے، اس پر ان کا انکار گراں گزرتا تھا، غرضکہ اس مجلس کو دیکھ کر آپ بہت غمگین ہوتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ۔ یعنی سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیں گے۔

نیز ابن مردویہ نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل کی گئی وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ تو آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ تین سو سال مراد ہیں، یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا، یعنی تین سو برس تک رہے، اور نو برس اوپر اور رہے۔

اور ابن جریرؒ نے ضحاکؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رض ہی سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں قسم کھائی، پھر اس قسم پر چالیس راتیں گزر گئیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ الخ۔ یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا، مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے۔

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا

وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لئے اس

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ

کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجئے سو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا پھر ہم نے

ع ۱ ۱۲ ۱۳ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

ان کو اٹھایا تاکہ معلوم کر لیں کہ ان دونوں گروہ میں کونسا گروہ ان کے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے

نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَرَبَطْنَا عَلَى

ہیں - وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی کر دی تھی اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر

قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ

دیئے جب کہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے

إِلَٰهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَوْلَا

کیونکہ اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں یہ لوگ ان

يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

معبودوں پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگاوے

چنانچہ اب حق تعالیٰ اجمالاً یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے، جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی، اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدمی دیجئے، اور اس سے چھٹکارے کا کوئی رستہ نکالیئے۔

چنانچہ ہم نے اس غار میں ان کو تین سو نو (۳۰۹) سال تک کے لئے سلا دیا، پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے، اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا، تاکہ ہم ظاہری طور پر بھی معلوم کر لیں کہ مؤمنین اور کافرین میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا ہے۔

ہم بذریعہ قرآن کریم آپ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نوجوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملہ میں بصیرت عطا کی تھی، یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی، یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔

اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا، یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثبات کی توفیق عطا فرمائی تھی جب دقیانوس کافر بادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو خدا کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے۔ ایسی صورت میں تو ہم حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرنے والے ہو جائیں گے۔

ہماری اس قوم نے تو خدا کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے، یہ لوگ، اپنی اس پرستش، پر کوئی کھلی دلیل
کیوں نہیں لاتے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس
شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ
پر تہمت لگائے اور اس کیلئے شریک تجویز کرے۔

وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہوگئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے تو تم (فلاں) غار میں چل کر پناہ لو تم پر

رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ

تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست کر دے گا اور اے مخاطب جب دھوپ نکلتی ہے

إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ

تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ داہنی جانب کو بچی رہتی ہے اور جب وہ چھپتی ہے تو بائیں طرف ہٹتی

ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ

رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی

فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ

ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردیں تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار راہ بتانے والا نہ پاویں گے اور اے مخاطب تو ان کو جاگتا ہوا

أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ

خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دے دیتے تھے اور ان کا کتا دہلیز پر

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ

اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر

مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

ان کی دہشت سما جاتی

جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں الگ کر دیا ہے، سو تم خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اور اس غار میں چل کر پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلائے گا، اور تمہارے لئے کل کو کامیابی کا سامان درست فرما دے گا (یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی)، یہ نوجوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے، اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو ہٹی رہتی ہے، اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونہ میں تھے، یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، جسے حق تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے، وہ ہی ہدایت پاتا ہے، اور جس کو وہ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار ہدایت کا راستہ بتانے والا نہ پاویں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالانکہ وہ سوتے تھے، اور اس سونے کی حالت میں، ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے، تاکہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھالے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے۔ اے مخاطب اگر اس حالت میں ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا، اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی۔

وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا

اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس قدر رہے ہوگے بعضوں نے کہا کہ غالباً

لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم

ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے۔ دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو تمہارا خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس قدر رہے اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ

بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ

دے کر شہر کی طرف بھیجو کہ پھر وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال ہے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے

مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ

اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے کیونکہ اگر وہ لوگ کہیں تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں سے مار

يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا

ڈالیں گے یا تم کو (جبراً) اپنے طریقہ میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر

عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ

مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانہ کے لوگ

بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ

ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو

اور اسی طرح تین سو نو (۳۰۹) سال گزر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا، تاکہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں، چنانچہ مکسلینا نامی نے جوان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نوم میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہوگے، بعض بولے غالباً ایک دن رہے ہوں گے، مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج کو دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے، تو بولے ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے، مکسلینا سردار بولا یہ تو صحیح خبر تمہارے خدا ہی کو ہے کہ تم کتنے رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجو، وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا زیادہ آئے گا، یا یہ کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے، یا یہ کہ کونسا کھانا حلال ہے، تاکہ وہ اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے، اور سب کام خوش تدبیری سے کرے، تاکہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے، اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو قتل کر ڈالیں گے، یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کر لیں گے، اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لوگے تو پھر کبھی عذاب خداوندی سے نجات نہیں ملے گی

اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت و حکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت سے مطلع کر دیا، اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ یستفاد نامی مسلمان شخص تھا، اور دقیانوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا (مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوئی تھی) تاکہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا قطعی اور یقینی ہے، اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے، جبکہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے، کافر بولے کہ ان کے پاس کوئی گرجا بنا دو، کیونکہ یہ ہمارے دین پر

رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾
ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنادیں گے
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بعضے لوگ تو کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے (اور) یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک
بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا
رہے ہیں اور بعضے کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے آپ کہدیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا ہے ان کو
يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ
بہت قلیل لوگ جانتے ہیں سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے اور آپ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ
أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ
نہ پوچھئے اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے اور جب آپ بھول
رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾
جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی) دلیل بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات تبلا دے

تھے، بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے، یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیونکہ یہ ہمارے دین پر تھے، (تاکہ مسجد ان کے عابد ہونے پر علامت رہے، اور قبر پرست ان کو معبود نہ بنائیں)۔

اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی باہم مختلف تھے، چنانچہ نجران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطوریہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے، اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی ماریعقوبیہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ لوگ بے تحقیق باتیں کر رہے تھے، اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مخاطبین سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے، اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت قلیل لوگ جانتے ہیں، جو کہ ان میں مسلمان تھے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے، لہٰذا آپ ان مخاطبین سے بھی اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجئے، بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجئے، اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھئے جو حق تعالیٰ نے آپ سے بیان فرما دیا وہ ہی آپ کے لئے کافی ہے اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ مثلاً میں کل کرونگا یا کل ایسا کہوں گا، مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجئے، اور جب آپ اتفاقاً انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجئے، اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتلا دے گا۔

یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ سے مشرکین مکہ نے روح اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا کل بتلا دوں گا، اور آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت

لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

کو زیادہ جانتا ہے تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا اور کیسا کچھ سننے والا ہے ان کا خدا کے سوا کوئی بھی مددگار

مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ

نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم میں شریک کرتا ہے اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ۫ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ

اس کی باتوں کو (یعنی وعدوں کو) کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہ پاویں گے اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ

رکھا کیجئے جو صبح و شام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی

عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ

آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پاویں

اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو سال تک رہے ہیں، آپ ان سے فرما دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہو گیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیسا کچھ سننے والا ہے، اور ان کا خدا کے علاوہ کوئی محافظ نہیں، یا یہ کہ اہل مکہ کو خدا کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانے والا مددگار اور رشتہ دار نہیں، اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

اور آپ کا کام صرف اس قدر ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجئے، اور اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ کیا کیجئے، اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا، اور آپ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پاویں گے۔

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے، جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت سلمان فارسی وغیرہ۔

اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ اس آیت کا شان نزول سورۃ انعام میں حضرت خباب کی حدیث کے ماتحت گزر چکا۔

ارشاد خداوندی وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا الخ۔ ابن مردویہؒ نے جریرؒ اور ضحاکؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کریمہ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ کہ یہ آیت امیہ بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی چیز کی درخواست کی تھی جو حق تعالیٰ نے پسند نہیں فرمائی، وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے، اور مکہ کے رؤسا کو اپنے پاس بٹھائیے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

النصف

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَ

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال حد سے گزر گیا ہے اور

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

آپ کہدیجئے کہ (یہ دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (آیا) ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بے شک ہم نے ایسے

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ

ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاویگی جو تیل کی تلچھٹ

يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

کی طرح ہوگا مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ (بھی) کیا ہی بری جگہ ہوگی بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

ان کے (مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی

اور ایسے شخص کی بات نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے، اور وہ بتوں کی عبادت میں مصروف ہے، اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں، یہ آیت کریمہ عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور آپ عیینہ سے فرما دیجئے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جسکا جی چاہے ایمان لے آئے، اور جس کا جی چاہے کافر رہے، یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے، وہ ایمان لے آتا ہے، اور جس کے کافر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر رہتا ہے، بیشک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی، اور اگر وہ پانی کی فریاد رسی کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیتون تیل کی تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا، کہ وہ پاس آتے ہی مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا، اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہوگی، یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے۔ البتہ جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی بجا آوری کی تو جو خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے ہم ایسوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کریں گے، ایسے حضرات کے لئے حضرت رحمان کی طرف سے محلات ہیں، کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن ابی حاتم رحؒ نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیۃ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا، اور آپ سے جو کہا گیا تھا آپ اس سے بے خبر اور غافل تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز ابوہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رضؓ بیٹھے ہوئے تھے، تو عیینہ بولا جس وقت ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے اور ہمیں بٹھا لیا کیجئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَ

ان کو　وہاں　سونے　کے　کنگن　پہنائے　جاویں گے　اور　سبز　رنگ　کے　کپڑے باریک　اور　دبیز　ریشم　کے

إِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۖ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾

پہنیں گے　اور　وہاں　مسہریوں پر　تکیہ لگائے　بیٹھے　ہوں گے　کیا ہی　اچھا　صلہ ہے　اور (بہشت) کیا ہی　اچھی　جگہ　ہے

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَ

اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال　بیان　کیجئے　ان　دو شخصوں میں سے　ایک　کو　ہم　نے　دو باغ　انگور　کے　دے　رکھے　تھے　اور

حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ

ان دونوں (باغوں) کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی (اور) دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے

تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَ

پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی　اور اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اس ملاقاتی سے

هُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ

ملاقاتی سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے اور وہ اپنے اوپر جرم (کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا

لِّنَفْسِهِ ۚ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

(اور) کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات میں) کبھی بھی برباد ہو　اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا　کہ　آوے　گی

وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾

اور اگر میں　اپنے　رب　کے　پاس　پہنچایا گیا　تو ضرور　اس　باغ　سے　بہت　زیادہ　اچھی　جگہ　مجھ　کو　ملے　گی

ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے، اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے۔ اور جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے، اور کیا ہی اچھا ٹھکانہ ہے۔ یعنی بہترین جگہ ان کے رفقاء یعنی انبیاء اور صالحین کی جگہ ہے۔

آپ ان مکہ والوں کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے، ایک مومن جس کا نام یہودا اور دوسرا کافر جس کا نام ابو فطروس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے، اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا، اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی۔

دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے، اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی، اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی، اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا، اور بھی تمول کا سامان تھا، چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں، اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔

اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہنچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو، اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی، اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اس سے اس کے ملاقاتی نے (جو کہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کہ کیا تو اس ذات (پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھ کو (اول) مٹی سے پیدا کیا پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ

نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح وسالم آدمی بنایا لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ یعنی اللہ تو میرا رب (حقیقی) ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور تو

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدون خدا کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ

کمتر دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس (تیرے باغ) پر کوئی

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا

تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ باغ دفعۃً ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے اس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اتر (کر خشک ہو)

فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ

جائے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے اور اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا پھر اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا

فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ

اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا اور اس کے

تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ؕ

پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا۔

یہ سن کر اس کے مؤمن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے، جس نے تجھ کو اول کو آدم کی اولاد میں پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تجھکو تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے صحیح و سالم آدمی بنایا، لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے، اور میں ان بتوں میں سے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جس وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا، یہ سب حق تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی مدد سے ہے، میری کیا طاقت ہے۔

اور اگر تو مجھ کو خدم وحشم میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے عمدہ باغ دیدے، اور تیرے اس باغ پر آگ بھیجدے کہ یہ دفعۃً چٹیل میدان ہو کر رہ جائے، یا اس کا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے، اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان تمول کو آفت نے ہلاک کر دیا، پس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا، یا یہ کہ جو اس کی آمدنی تھی، اس پر حسرت و ندامت میں ہاتھ ملتا رہ گیا، اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔

اور اس کے پاس کوئی ایسی طاقت نہ ہوئی کہ عذاب الٰہی سے اس کی حفاظت کرتی، اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الٰہی کو روک سکا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع ۱۷ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ

ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا ثواب سب سے اچھا اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ

حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں پھر وہ ریزہ

هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ

ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لئے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں مال اور اولاد حیات دنیا

زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾

کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالح باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ

بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور اس دن کو یاد کرنا چاہئے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ [illegible]

اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۡ

چھوڑیں گے اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو برابر برابر کھڑے کر کے پیش کئے جاویں گے دیکھو آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا

قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لئے ہوگی، اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے، جس کو وہ ثواب دے، اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کے بقاء اور فنا کی حالت بیان کیجئے، جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو، پھر اس پانی کے ذریعہ سے زمین کے نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں، پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرے، اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگانی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی، اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کے بقاء پر پوری قدرت حاصل ہے، اس کے بعد دنیا کے ساز و سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے، جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا، اسی طرح ان میں سے بھی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

اور پانچوں نمازیں یا یہ کہ باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہے۔ یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں، اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز وغیرہ پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان پڑا ہے، اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حساب میں جمع کر دیں گے، اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے، اور ان سے حق تعالیٰ فرمائیگا آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تم کو پیدا کیا تھا،

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے اور نامۂ اعمال رکھ دیا جاوے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً

کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کئے ہوئے نہ کوئی

وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع ۵ / ۱۸

چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ (چھوڑا) اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کریگا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ

اور جب کہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ

سو اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا سو کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالانکہ وہ تمہارے

عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

دشمن ہیں یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدل ہے میں نے ان کو نہ تو آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا

لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠

اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت (بلایا)

بلکہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لئے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے، اور نامۂ اعمال مخلوقات کے داہنے اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح پسل کر کھلا رکھ دیا جائے گا، پھر آپ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامۂ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہونگے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال نے تو بغیر قلم بند کئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ اور کہا گیا کہ صغیرہ مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دنیوی امور پر) قہقہہ ہے۔

اور جو کچھ انہوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا، یعنی کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا، اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ فرمائے گا۔ یا یہ کہ مؤمن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا، اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، تو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے جو کہ سردار تھا، اور جنات میں سے تھا، اس لئے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی اطاعت سے سرکشی کی، اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

کیا تم پھر بھی اس کی اور اس کے چیلے چانٹوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لئے میرے علاوہ برا بدل اختیار کیا ہے۔

یا یہ کہ عبادت خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کر لیا، یا یہ کہ ولایت خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنا لیا، حالانکہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا، اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت ان کو بلایا، یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ

اور میں ایسا (عاجز) نہ تھا کہ (کسی کو خصوصاً) گمراہ کرنے والوں کو اپنا (دست و) بازو بناتا — اور اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ فرماوے گا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے

زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ

ان کو پکارو پس وہ ان کو پکاریں گے سو وہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان میں ایک آڑ کر دیں گے اور (اس وقت) مجرم لوگ

النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا

دوزخ کو دیکھیں گے پھر یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے کوئی بچنے کی راہ نہ پاویں گے اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت)

الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ

کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور (اس پر بھی منکر) آدمی جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے اور لوگوں کو بعد اس کے

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ

کہ ان کو ہدایت پہنچ چکی ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ کی) مغفرت مانگنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں

ع ۱۹

سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

(وغیرہ) کا سا معاملہ ان کو بھی پیش آوے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) روبرو ان کے سامنے آ کھڑا ہو اور رسولوں کو تو ہم صرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے

وَمُنْذِرِينَ ۚ

بنا کر بھیجا کرتے ہیں

ان سے مدد طلب کی، اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی، اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود و نصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دست و بازو بناتا، اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ اپنے ان معبودوں کو یاد کرو، جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھٹکارا دلا دیں گے، سو وہ ان معبودوں کو پکاریں مگر یہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے، اور ہم ان عابد و معبود کے درمیان دوزخ میں وادی کی آڑ کر دیں گے۔

یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت و دوستی تھی، ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی کر دیں گے۔

اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کر لیں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاویں گے، اور ہم نے مکہ والوں کے لئے (بالخصوص) اس قرآن کریم میں وعدے وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کئے ہیں، تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں اور ابی بن خلف جمی باطل پر جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے یا یہ کہ آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

اور مکہ والوں کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر پہنچ چکے ہیں۔ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا، بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے وہ ہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے، یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں، اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کی جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي

اور کافر لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں ۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے حق بات کو ٹلادیں ۔ اور انہوں نے میری آیتوں کو

وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا

اور جس (عذاب) سے ان کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے روگردانی کرے

وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ

اور جو کچھ اپنے ہاتھوں (گناہ) سمیٹ رہا ہے اس (کے نتیجہ) کو بھول جائے ہم نے اس (حق بات) کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں

وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٥٧﴾

اور (اس کے سننے سے) انکے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور (اسی وجہ سے) اگر آپ انکو راہ راست کی طرف بلادیں تو ایسی حالت میں ہرگز بھی راہ پر نہ آدیں

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ

اور آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا (اور) بڑا رحمت والا ہے اگر ان سے ان کے اعمال پر دار وگیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع

الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ

کر دیتا (مگر ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کے واسطے ایک معین وقت ہے (یعنی یوم قیامت) کہ اس سے اس طرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاسکتے اور یہ بستیاں (جنکے قصے

أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ ع ۲۰

مشہور و مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے باشندوں نے) شرارت کی تو ہم نے انکو ہلاک کر دیا اور ہم نے انکے ہلاک ہونے کیلئے وقت معین کیا تھا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراش کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس باطل کے ذریعہ حق اور ہدایت کو ٹلا دیویں اور انہوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے، محض دل لگی اور مذاق بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے، اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے، اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا، اس کے نتیجہ کے یاد کرنے کو بھول جائے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھ سکیں، اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے۔ اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے۔ اگر ان سے ان کے شرک پر دار وگیر کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب واقع کر دیتا، بلکہ ان کی ہلاکت کے لئے ایک معین وقت ہے کہ اس عذاب الٰہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاسکتے۔

اور یہ بستیوں والے گزشتہ لوگ جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں، جب انہوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا، اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا۔

اب حق تعالیٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کے دل میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر میرے سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ تم سے بڑھ کر عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضرؑ موجود ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروائیے،
حق تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے توشہ میں لے کر

لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

ہٹوں (اس سفر میں) برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں یا یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے جمع ہونے

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ

کے موقع پر پہنچے اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے تو (موسیٰ نے)

لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ

اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں (یعنی آج کی منزل میں) بڑی تکلیف پہنچی خادم نے کہا کہ لیجئے دیکھئے (عجب بات ہوئی)

اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ

جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی (کے تذکرہ) کو بھول گیا اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ)

وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى

اس مچھلی نے (زندہ ہونے کے بعد) دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی۔ موسیٰ ؑ نے (یہ حکایت سن کر) فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی سو دونوں اپنے

اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے سو (وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ

اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا موسیٰ نے (ان کو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط سے کہ جو علم مفید آپ کو منجانب اللہ

سمندر کے کنارہ پر چل دو، ایک چٹان کے پاس جہاں عین حیات ہے اس مقام پر جا کر مچھلی زندہ ہو جائے گی، اور وہیں تم کو خضر علیہ السلام ملیں گے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے شرفاء میں سے تھے، اور حضرت موسیٰ ؑ کی خدمت اور ان کی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں برابر چلا جاؤں گا، یہاں تک کہ اس موقع پر پہنچ جاؤں، جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملتے ہیں، یا یوں ہی سالہا سال یا یہ کہ زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہنچے (اور وہاں کسی پتھر سے لگ کر سو رہے اٹھنے کے بعد) اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چل دی، پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے، تو حضرت موسیٰ ؑ نے شاگرد یعنی یوشع بن نون سے فرمایا ہمارا ناشتہ تو لاؤ، ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تکان ہوا، یوشع بن نون نے کہا موسیٰ ؑ لیجئے دیکھئے تو جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپ سے بھول گیا، اور شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا، مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی موقع کی تو ہم تلاش تھی، کیونکہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی، منجانب اللہ یہی نشانی بیان کی گئی تھی، سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے، اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا، (اکثر اہل علم کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی نہیں ہیں، اس آیت میں بھی ان کی نبوت کی تصریح نہیں عابد) اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا، حضرت موسیٰ نے خضر علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو

مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ

سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں ۔ ان بزرگ نے جواب دیا آپ سے میرے ساتھ رہ کر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکیگا ۔ اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر

عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي

کرینگے جو آپ کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں ۔ موسیٰ نے فرمایا ۔ انشاء اللہ ۔ آپ مجھ کو صابر (یعنی ضابط) پا دینگے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ

لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ

کروں گا ۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ (اچھا) اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو (اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جبتک کہ اسکے متعلق

مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا ع ٩ ١١ ٢١

میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کردوں ۔ پھر دونوں (کسی طرف) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰؑ نے فرمایا کہ کیا آپ نے

لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ

اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے بیٹھنے والوں کو غرق کریں آپنے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی ۔ ان بزرگ نے کہا کہ کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ

صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾

ہو سکے گا ۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا سو) آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے

فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ

پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک (کمسن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا موسیٰؑ (گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ

لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

بھی) بے بدلے کسی جان کے بیشک آپ نے (یہ تو) بڑی بے جا حرکت کی

منجانب اللہ سکھلایا گیا ہے ، اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں ۔

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰؑ آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکیگا ، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں صبر کروں گا ، خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپ کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں موسیٰؑ نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہونگے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے ، اور میں کسی بات میں آپ کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا ۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰؑ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپ سے ذکر نہ کروں ۔ غرضکہ حضرت موسیٰ اور خضر دونوں کسی طرف چلے ، جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا ، حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لئے ایسا کیا ہے یہ قوم کے لئے بہت ہی بھاری بات کی ، خضر علیہ السلام نے فرمایا ، موسیٰؑ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ سے صبر نہ ہو سکے گا ، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہو اس پر گرفت نہ کیجئے ، اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی کیجئے ۔ پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کمسن لڑکا ملا ، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا ۔ موسیٰؑ گھبرا کر بولے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم جان کو مار ڈالا ، اور وہ بھی کسی جان کے بے بدلے ، بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی ۔

الجزء

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ

ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا موسیٰ نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجئے) اگر اس

شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰى

مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے بیشک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں پھر دونوں (آگے) چلے یہاں تک

اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا

کہ جب ایک گاؤں والوں پر گزر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اس کو (ہاتھ کے اشارہ سے) سیدھا کر دیا موسیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ

ان بزرگ نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے (جیسا کہ خود آپ نے شرط کی تھی) میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ

صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ

ہو سکا وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے) دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ سو میں نے چاہا کہ

اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا

اس میں عیب ڈال دوں اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان لوگوں سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ

الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾

لڑکا سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے سو ہم کو اندیشہ (یعنی تحقیق) ہوا کہ یہ ان دونوں پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ ؑ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کی نکیر کروں، تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے کیونکہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہنچ چکے، پھر دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ جب انطاکیہ شہر میں سے گزر ہوا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا، سو انہوں نے اُن کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا، اتنے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو حضرت خضر ؑ نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰ بولے خضر اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت ہی لے لیتے کہ اس کھانا لے کر کھا لیتے۔

حضرت خضر نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے، باقی میں اُن چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے، سو میں نے اس لئے اس میں عیب ڈالا، کیونکہ ان کے آگے ایک ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا۔ جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا۔ اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایمان دار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے، اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہنچائے گا، اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ

پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور (ماں باپ کے ساتھ) محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو اور

فَكَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا

رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں (رہتے) ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا (جو ان کے باپ سے میراث میں پہنچا ہے) اور ان کا

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ یَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ

باپ (جو مرگیا ہے وہ) ایک نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہنچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور (یہ سارے کام میں نے بالہام

رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

الٰہی کئے ہیں ان میں سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا لیجئے یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ

اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر

فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾

حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا

سو ہم کو یہ منظور ہو کر بجائے اُس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے، جو اس سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔

چنانچہ بعد میں حق تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی، اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی، اور پھر اس کے بعد حق تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا، جس کے ذریعہ سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اور اس لڑکے کا نام جیسور تھا، اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا، اس واسطے خضر علیہ السلام نے (بحکم خداوندی) اس کو قتل کیا۔

اور رہی دیوار تو وہ اصرم، صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی، جو انطاکیہ شہر میں رہتے تھے، اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی، جس میں علم اور حکمت کی باتیں مکتوب تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے ایسے شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے، اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدل احوال پر یقین کرتے ہو پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اور اُن کا باپ کاشح ایک امانت دار آدمی تھا، سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں، یا یہ کہ آپ کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے، اور ان میں کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا، یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مکہ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں، آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی، اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ

چنانچہ وہ (بارادۂ فتوحات ملک مغرب کی) ایک راہ پر ہو گئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا

حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا۬ ؕ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ

ہوا دکھلائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاماً) یہ کہا اے ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ

اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ

ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کروں گا) لیکن جو ظالم رہیگا سو اس کو تو ہم لوگ سزا دیں گے پھر وہ

اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ

اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا پھر وہ اس کو (دوزخ کی) سخت سزا دیگا اور جو شخص ایمان لے آدیگا اور نیک عمل کریگا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلہ میں

اِلْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ

بھلائی ملے گی اور ہم (بھی دنیا میں) اپنے برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے پھر ایک (دوسری) راہ پر ہو لئے۔ یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کر کے طلوع آفتاب

مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی

كَذٰلِكَ ؕ وَ قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے (پھر مشرق و مغرب فتح کر کے) ایک اور راہ پر ہو لئے

چنانچہ انہوں نے سفر کے لئے ایک راستہ اختیار کر لیا، یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے (گرم یا بدبودار) پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا، اور اس موقع پر انہوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔

ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو تاوقتیکہ یہ کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل نہ ہو جائیں، یا اُنکے ساتھ اولاً نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کر دو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بہت اچھا، لیکن جس نے ان میں سے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا، اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔

اور جو شخص ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی، اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

(پھر ذوالقرنین ممالک مشرقیہ کے فتح کرنے کے) ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچ کر انہوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لئے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل ننگی قوم تھی، اور اس قوم کو تارج وتادیل اور منسک کہا جاتا تھا۔

غرضکہ ذوالقرنین جیسا کہ منتہائے مغرب تک پہنچے تھے، اسی طرح سفر کرتے منتہائے مشرق تک پہنچے۔ اور ذوالقرنین کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی۔ ہم کو اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں روم کی طرف ہو گئے۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی

قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

نہیں پہنچتے انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی) بڑا فساد مچاتے

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ

ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پاویں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ

فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ

جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو (مال کی تو مجھے ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو (تو) میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا

الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ

دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ۔ یہاں تک کہ جب (ردے ملاتے ملاتے) (ان کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہو

نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

گیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں، یعنی ہمارے تر و تازہ میووں کو کھا جاتے ہیں، اور خشک کو لے جاتے ہیں، اور ہماری اولاد کو قتل کر ڈالتے ہیں، یا یہ کہ ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یاجوج بھی ایک آدمی کا نام تھا، اور ماجوج بھی ایک شخص کا، اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے، اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا ہے۔

تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لئے کچھ ضروری جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان کچھ روک بنا دیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے، اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے، انہوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو۔ میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں، تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ۔ (چنانچہ بنیاد بھروا کر اوپر سے لوہے کی چادروں کے ردے رکھنے شروع کئے) یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلا کو پر کر دیا) تو ان کو حکم دیا دھونکو چنانچہ انہوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کر دیا، تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ، تاکہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا تیار شدہ اس پر ڈال دیا گیا، (اور سب چادریں ایک ذات ہو کر ایک مستحکم آہنی دیوار بن گئی عابد)

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ

سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور (غایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے تھے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت

رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا

ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آ ویگا (یعنی اس کے فنا کا وقت آئے گا) تو اس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دیگا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے اور ہم نے اس روز

بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾

ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي

اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے

غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا

دیکھنے بھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے

أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی معبود حاجت روا) قرار دیں ہم نے (تو) کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ

آپ (ان سے) کہئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی اور

الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿۱۰۳﴾

وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں

ربع ۲

تو پھر یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے، اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے نقب دے سکتے تھے، تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے، جس وقت یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا، تو وہ اسے ڈھا کر برابر کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بارے میں برحق ہے۔

اور خروج کے دن یا یہ کہ روم سے واپسی کے دن جب کہ یاجوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے، ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے، اور نفخ صور کے بعد ہم سب کو جمع کر لیں گے، اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کر دیں گے جو ہماری توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے، اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد کی وجہ سے قرآن کریم سن بھی نہیں سکتے تھے۔

کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی و اخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں، یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت و فرمانبرداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔

ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانہ کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، اے نبی کریم آپ ان سے فرمائیے کہ کیا ہم کو ایسے لوگ بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی، جیسا کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو (اس لئے) ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي

قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) ان کی سزا وہی ہوگی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور (یہ کہ) میری آیتوں

وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

اور پیغمبروں کا مذاق بنایا تھا　بیشک جو لوگ ایمان لائے　اور انہوں نے نیک کام کئے　ان کی مہمانی کے لئے فردوس (یعنی بہشت)

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَوْ كَانَ

کے باغ ہوں گے　جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالیگا اور) نہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے　آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب

الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي

کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی (کی جگہ) ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے　(اور باتیں احاطہ میں نہ آویں)

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا

اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر (اس کی) مدد کیلئے ہم لے آویں (اور) آپ (یوں بھی) کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس وحی آتی ہے کہ

یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور بعث بعد الموت کا انکار کر رہے ہیں، ان کے سارے نیک کام غارت گئے تو قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے، یعنی قیامت کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا۔

ان کی سزا دوزخ ہوگی، اس سبب سے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا، اور میری کتاب اور میرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا تھا۔

بے شک جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے، اُنکی رہائش کے لئے فردوس کے باغات ہونگے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور نہ وہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خصوصاً یہود سے بھی فرما دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و کمالات لکھنے کے لئے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو، تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں، میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آتی ہے کہ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ - امام حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ، جس کو ہم اس رسول سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا الخ اس پر یہود بولے ہمیں بہت علم دیا گیا ہے، ہمیں تورات دی گئی ہے، اور جن کو تورات دی گئی ہو، انہیں خیر کثیر دی گئی۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَوْ الخ - یعنی اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے الخ۔

إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے

وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ أَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

ع ۹/۱۲ ۲

آیاتہا ۹۸ ــــ (۱۹) سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ (۴۴) ــــ رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾

کہیعص

تمہارا معبود ایک ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے، سو جس شخص کو مرنے کے بعد حق تعالیٰ کو منہ دکھانے کا ڈر ہو، وہ خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے، ریا نہ کرے، اور نہ اپنے رب کی عبادت میں، یا یہ کہ اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک نہ کرے، یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(سورۂ مریم) یہ سورت پوری مکی ہے اس میں اٹھانوے ۹۸ آیتیں اور نو سو باسٹھ ۹۶۲ کلمات اور تین ہزار تین سو دو (۳۳۰۲) حروف ہیں۔

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) ۔ کٓهٰيٰعٓصٓ ۔ یہ حق تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے، یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانے والا ہے عالم ہے، صادق ہے، یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے، اور ھا سے مراد ہدایت فرمانے والا ہے، اور یا سے مقصد کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے، اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے، اور صاد یعنی کہ اپنے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ ۔ ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں طاؤس سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اعمال کرتا ہوں، اور مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا ٹھکانا دکھا دیا جائے، آپ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، تاآنکہ یہ آیت نازل ہوئی، یعنی سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے، وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے، یہ روایت مرسل ہے، اور امام حاکم نے اسی روایت کو مستدرک میں بواسطۂ طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولاً شرط شیخین پر نقل کیا ہے، اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا، اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جائے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ۔

اور ابونعیم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی، صغیر، کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جندب بن زہیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے، یا کوئی صدقہ و خیرات کرے، اور اس پر اس کی تعریف کی جائے، اور پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے الخ۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾

یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جس میں یہ)

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ

عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری کے) کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور (اس کے قبل کبھی میں آپ سے مانگنے

بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي

میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں اور میں اپنے بعد (اپنے رشتہ داروں کی طرف) سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے

عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَ

سو (اس صورت میں) آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دیدیجئے کہ وہ (میرے علوم خاصہ میں) میرا وارث اپنے اور (میرے جد) یعقوب کے خاندان کا وارث

اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ

بنے اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ بنائیے اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کا اس کا ہم

قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ

صفت نہ بنایا ہوگا زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالانکہ میری بی بی بانجھ ہے اور (ادھر) میں

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾

بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں۔

وعدے میں سچا ہے، یا یہ کہ کاف کریم اور لفظ ھا، ھادی یا حلیم اور عین علیم اور صاد صادق سے کنایہ ہے، یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی کہ بہت ہی زیادہ سچا، اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے پروردگار میرا بدن کمزور ہو گیا، اور میرے سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی، اور اے میرے پروردگار آپ سے کوئی دعا کرنے میں ناکام نہیں رہا ہوں، اور اپنے بعد وارثوں سے اندیشہ رکھتا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقویٰ کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو، یا یہ کہ میرے ورثہ کم ہیں، اور میری بیوی حسنہ ہمشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے، لہذا آپ خاص اپنی رحمت سے ایسا لڑکا دیجئے کہ میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے، اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے علوم متوارثہ میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور یہ بادشاہت ہوں، اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ننھیال تھی، اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکوکار بنا چنانچہ منجانب اللہ جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا، زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں، جن کا نام یحییٰ کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا۔

اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے قبل کوئی اولاد نہیں دی تھی، یا کہ یحییٰ علیہ السلام سے قبل یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔

زکریا علیہ السلام بواسطہ جبریل امین عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے اولاد کس طور پر ہوگی درانحالیکہ میری بی بی بانجھ ہے، اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ گیا، یا یہ کہ میری عمر بہتر سال کی ہو چکی۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ

ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یوں ہی رہیگی (اور پھر اولاد ہوگی اے زکریا) تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے اور میں نے تم کو پیدا کیا حالانکہ تم (پیدائش کے

شَيْئًا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

قبل) کچھ بھی نہ تھے (جب) زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (و دن) تین (رات) تک آدمیوں سے بات

لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً

نہ کر سکو گے حالانکہ تندرست ہوگے پس حجرہ میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو ارشاد سے فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی

وَّعَشِيًّا ۝١١ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝١٢ وَّحَنَانًا مِّنْ

بیان کیا کرو اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہوکر لو اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت

لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝١٣ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝١٤ وَ

قلب اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنیوالے نہ تھے

سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝١٥ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کرینگے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہوکر اٹھائے جاوینگے اور (اے محمد صلعم) اس کتاب میں مریم

مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝١٦

کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہوکر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کے لئے) گئیں

جبریل امین نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا حالت موجودہ یوں ہی رہے گی، تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے، اور زکریا یحییٰ سے پہلے میں نے ہی تم کو پیدا کیا، تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بی بی کے حاملہ ہونے کے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے۔

ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم آدمیوں سے بات چیت نہ کر سکو گے؛ حالانکہ تندرست ہوگے، کسی قسم کی کوئی بیماری اور گونگاپن نہیں ہوگا چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے، اور ان کو اشارہ سے یا زمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام حق تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

پھر یحییٰ علیہ السلام جس وقت بالغ ہوئے، اور سن شعور کو پہنچ گئے تو حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان پر پوری کوشش اور دوام کے ساتھ کاربند ہو جاؤ۔ اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں فہم و علم عطا کیا تھا، اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لئے رحمت اور صلہ رحمی، یا یہ کہ ان کے دین میں صلاحیت عطا کی تھی۔

اور وہ اپنے پروردگار کے بڑے فرمانبردار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے، اور وہ دین میں سرکشی کرنے والے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت پہنچی، جس دن کہ وہ پیدا ہوئے؛ اور جس دن کہ انہوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کہ وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کا قصہ بھی ذکر کیجئے، جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی جانب تھا۔

وقف لازم

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

پھران (گھروالے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا پس (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتہ جبرئیلؑ کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر

سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا

ہوا ۔ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خداترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاویگا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا

رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ

(فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں ۔ وہ (تعجباً) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاویگا حالانکہ مجھ کو کسی

يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں فرشتہ نے کہا کہ یوں ہی (اولاد) ہو جاویگی تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ

اور اس طور پر اس لئے پیدا کرینگے تاکہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنادیں در باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) پھران

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں پھر دردزہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا

(گھبراکر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی پھر جبریل نے ان کے (پاس) پائین (مکان) سے پکارا کر

الربع

پھرانہوں نے گھروالوں کے سامنے پردہ ڈال لیا، تاکہ آڑ میں غسل کرسکیں، چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین کو بھیجا، وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان بن کر ظاہر ہوئے، یہ دیکھ کر حضرت مریمؑ بولیں کہ میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ رحمان کا فرماں بردار ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقی ایک برے آدمی کا نام تھا، حضرت مریمؑ گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور بولیں کہ اگر تو تقی ہے تو میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ چاہتی ہوں۔

حضرت جبریلؑ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک فرزند صالح دوں۔

حضرت مریمؑ نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا، حالانکہ ابھی مجھے کسی خاوند سے سابقہ بھی نہیں پڑا اور نہ میں بدکار ہوں۔ جبریل امین نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے، اسی طرح ہو جائے گا، تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے۔ اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے فرزند کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نشانی بنائیں اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لئے باعث رحمت بنائیں، اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مریم حاملہ ہوگئیں، اوران کا حمل نو ماہ کا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک دن کا تھا، چنانچہ وہ اس ولادت کے وقت دور دراز لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں، اور دردزہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑلی، اور گھبراکر بولیں کاش میں اس بچہ سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مرگئی ہوتی، اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کسی کو یاد بھی نہ رہتی، فوراً حضرت جبریلؑ نے پائیں مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے

حْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ

غموم مت ہو تمہارے رب نے تمہاری پائین میں ایک نہر پیدا کردی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر

عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ

گرجائے تروتازہ جھڑیں گے پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض کرتا)

اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ ۚ

دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزہ کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ

پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریم تم نے بڑے غضب کا کام کیا اے ہارون

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾ ۖ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ

کی بہن تمہارے باپ کوئی بڑے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کردیا

قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ

وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔ وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب

الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ ۙ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ

(یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنادے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز

وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ ۪

اور زکوٰۃ کا حکم دیا جبتک میں (دنیا میں) زندہ رہوں۔

مغموم مت ہو، حق تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے، یا یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے پائین مکان میں ایک نہر پیدا کردی ہے، اور اس کھجور کے تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ، اس سے تم پر گرجائے تروتازہ جھڑیں گے، پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو، اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں سے کسی کو بھی دیکھو (اور وہ کچھ اعتراض کرے) تو کہہ دینا میں نے تو روزہ کی جس میں بولنے کی بندش ہے، نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا تا آنکہ حضرت عیسیٰ خود تمہاری طرف سے جواب دے دیں گے۔ حضرت عیسیٰ چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس لائیں، قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی بڑے آدمی نہ تھے ہارون کی عبادت و پرہیزگاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا، کیونکہ ہارون بہت صالح انسان ضرب المثل تھے، یا یہ کہ ہارون بڑے آدمی تھے، لہٰذا ان کے ساتھ تشبیہ دے دی، اور کہا گیا کہ ہارون حضرت مریم کے باپ شریک بھائی تھے، اس واسطے ان کی طرف منسوب کیا، اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی، چنانچہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کردیا کہ جو کچھ کہنا ہو ان سے کہو، قوم بولیں بھلا ایسے شخص سے کیونکر بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے، یا یہ کہ پالنے میں بچہ ہی ہے، حضرت عیسیٰ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم توریت وانجیل دیا ہے (گو آئندہ دے گا، مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہے جیسے دے دی، اور ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مجھے نبی بنایا (یعنی بنائے گا) اور میں جس مقام پر بھی ہوں، مجھے نیکیوں کی تعلیم دینے والا بنایا ہے، اور اس نے مجھے نماز کو پورا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جبتک کہ میں زندہ رہوں۔

وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز

اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ

مروں گا اور جس روز (قیامت میں) زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا یہ ہیں عیسیٰ بن مریم میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ

یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا

جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ (کسی کو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو

یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

ارشاد فرمادیتا ہے کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے اور بیشک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو (صرف) اس کی عبادت کرو یہی (دین کا) سیدھا

مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ

رستہ ہے سو (پھر بھی) مختلف گروہوں نے (اس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے

یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ

بڑی خرابی (ہونے والی) ہے جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لئے) ہمارے پاس آویں گے کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جاویں گے لیکن یہ ظالم آج (دنیا میں کیسی)

مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾

صریح غلطی میں ہیں

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا، اور مجھے سرکش غصہ میں قتل و غارت گری کرنے والا اور اپنے پروردگار کا نافرمان نہیں بنایا۔ اور جس وقت کہ میں پیدا ہوا، شیطان کے کونچے سے مجھ کو سلامتی ہو اور قبر کی گھبراہٹ سے جب کہ میں مروں گا اور جس وقت کہ قبر سے زندہ کرکے میں اٹھایا جاؤں گا۔

یہ ہے عیسیٰ بن مریم کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل سچی بات جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں کہ بعض ان کو خدا اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک کہتے ہیں، حق تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد اختیار کرے، اس کی ذات اولاد اور شریک سے بالکل منزہ و پاک ہے، کیونکہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب مثلاً وہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ کو پیدا فرمایا، تو وہ صرف اتنا فرما دیتے ہیں کہ ہوجا سو وہ کام ہو جاتا ہے۔ غرضکہ جب حضرت عیسیٰ اپنی قوم کو رسالت کی دعوت دینے کے لئے آئے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ حق تعالیٰ میرا بھی رب اور خالق و رازق ہے۔ اور تمہارا بھی رب اور خالق و رازق ہے، تو خاص اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اور جس توحید کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں وہ پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام ہے تو کافروں نے باہم اختلاف ڈال دیا، بعض کہنے لگے کہ یہی خدا ہیں، بعض کہنے لگے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، بعض بولے کہ خدا کے شریک ہیں، سو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں باہم اختلاف کیا، قیامت کے دن کے عذاب سے بہت بڑی خرابی ہے، دوزخ میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے، اس کا نام ویل ہے، یا یہ کہ مراد اس سے دوزخ کا گڑھا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عذاب کی سختی ہے، اس دن یہ کافر کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جائیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ کیسے کچھ شنوا اور بینا ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں، اور نہ خدا کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں، لیکن مشرکین آج دنیا میں اپنے اس قول کی بنا پر کہ حضرت عیسیٰ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں، کیسے صریح کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

وقف لازم

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۹﴾

اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ (جنت دوزخ کا) آخیر فیصلہ کردیا جاویگا اور وہ لوگ (آج دنیا میں) غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۴۰﴾ ع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

ع ۳ ۵

(لیکن آخر ایک دن مرینگے اور) تمام زمین اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث (یعنی آخر مالک) رہ جاویں گے اور یہ سب ہمارے پاس لوٹائے جاوینگے اور اس کتاب میں ابراہیم کا

إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

(قصہ) ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿۴۲﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ

سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا

يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ

تو تم میرے کہنے پر چلو تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو بے شک

الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ

شیطان رحمٰن کا نافرمانی کرنے والا ہے۔ اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب

مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾

نہ آپڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے ساتھی ہو جاؤ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے، جب کہ حساب وکتاب سے فراغت ہو جائے گی، اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کردئیے جائیں گے، اور جنت ودوزخ کے درمیان موت کو ذبح کردیا جائے گا اور وہ لوگ اس چیز سے نادانی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن اور بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے، اور ہم تمام زمین اور زمین پر رہنے والوں کے مالک ہیں، یعنی آخر ایک دن سب مریں گے، اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں، اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جائیں گے، پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے کہ نیکی کے عوض نیکی اور برائی کے بدلہ برائی پائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجئے، وہ اپنے ایمان کے ساتھ بڑے راستی والے اور حق تعالیٰ کے پیغمبر تھے، جب کہ انہوں نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ اے میرے باپ تم حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو، جو نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں، اور نہ تمہاری عبادت کو دیکھتے ہیں، اور نہ عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام آسکتے ہیں۔

میرے باپ میرے پاس منجانب اللہ ایسا علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا، وہ یہ کہ جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے دوزخ میں عذاب دے گا۔

سو دین خداوندی میں میرا اتباع کرو، میں تم کو ایک سیدھا پسندیدہ دین اسلام کا راستہ بتلاؤں گا، میرے باپ بتوں کی عبادت کرنے میں شیطان کی بات ہرگز مت مانو، شیطان حضرت رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

اے میرے باپ اگر آپ ایمان نہ لائیں تو میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر حضرت رحمان کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے پھر تم دوزخ میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ

باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو مار پتھروں کے

مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَ

سنگسار کر دوں گا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے برکنار رہو (ابراہیم ؑ نے) کہا میرا سلام لو۔ اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کرونگا بیشک وہ مجھ پر بہت

اَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ

مہربان ہیں اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور (علیحدہ ہو کر اطمینان سے) اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ

رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا۔ پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے علیحدہ ہو

وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ

گئے (تو) ہم نے انکو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمایا اور ہم نے (ان دونوں میں سے) ہر ایک کو نبی بنایا اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور (آئندہ نسلوں میں) ہم نے ان کا

صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا ع ۳

نام نیک اور بلند کیا اور اس کتاب میں موسیٰ ؑ کا بھی ذکر کیجئے وہ بلاشبہ (اللہ تعالیٰ کے) خاص کئے ہوئے (بندہ) تھے اور وہ رسول بھی تھے

نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾

نبی بھی تھے اور ہم نے ان کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا۔

ان کے باپ آزر نے جواب دیا، ابراہیم ؑ کیا تم میرے معبودوں کی عبادت سے پھرے ہوئے ہو، اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں تم کو قید کر دوں گا، یا یہ کہ مار ڈالوں گا، اور جب تک میں زندہ ہوں تم مجھ سے علیحدہ رہو، یا یہ کہ مجھ سے اس قسم کی طویل گفتگو مت کرو، یا یہ کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے برکنار رہو۔

حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا میرا سلام لو، اب میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کروں گا وہ میری باتوں سے بخوبی واقف ہے، اگر اس کی مشیت ہوگی تو میری دعا قبول فرمالے گا، اور میں تم لوگوں کو بھی اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور بس میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا، کیونکہ مجھے امید یعنی یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں رہوں گا۔

چنانچہ جب حضرت ابراہیم ان لوگوں اور ان بتوں سے اس طرح علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو حضرت اسحاق بیٹا اور حضرت یعقوب پوتا عطا کیا، اور ہم نے حضرت ابراہیم ؑ حضرت اسحاق ؑ اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی، اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خصوصی نعمت و رحمت سے اولاد صالح اور مال حلال عطا کیا، اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی، کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور ثناء کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے، وہ کفر و شرک اور تمام نازیبا باتوں سے معصوم اور عبادت و توحید کے لئے حق تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے۔

اور ان کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا، اور ہم نے حضرت موسیٰ کو کوہ طور کی داہنی جانب سے آواز دی، اور ہم نے ان کو مقرب بنایا، تا آنکہ قلم کی آواز انہوں نے سنیں۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا اور اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجئے

اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ

بلاشبہ وہ وعدہ کے (بڑے) سچے تھے اور وہ رسول بھی ایسے نبی بھی تھے اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے

الزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ

رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے بیشک وہ

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند رتبہ تک پہنچایا یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے

مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ

منجملہ (دیگر) انبیاء کے آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب کی

وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا

نسل سے اور یہ سب حضرات ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا جب ان کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو سجدہ کرتے ہوئے

یا یہ کہ ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا، اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کا وزیر اور معین بنایا، اور حضرت اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف رسول بھی تھے، اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔

اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے، اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے، اور قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ اپنے ایمان میں بڑے راستی والے نبی تھے، اور ہم نے ان کو جنت بلند مرتبہ تک پہنچایا۔

اور جن حضرات کا شروع سورت سے تذکرہ ہوا ہے، یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت ادریسؑ، منجملہ دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام وہ لوگ جن پر حق تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے، یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تھے، اور بعضے ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور بعضے ان میں سے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد یعنی حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تھے، اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے، اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی، اور اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق کی بنا پر منتخب بنایا، جیسا کہ حضرت عبدالسلام وغیرہ، جب ان حضرات کے سامنے حضرت رحمان کی آیتیں جن میں اوامر و نواہی کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور حق تعالیٰ

سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے پھر ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے ہاں مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ

جنت میں جاویں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ

عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَ

فرمایا ہے (اور) اس کے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور پہنچیں گے اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام کے اور

لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ

ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اس کا مالک ایسے لوگوں کو

كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ

بنادیں گے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو اور ہم (یعنی فرشتے) بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔

کی خشیت سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے، جنہوں نے نماز کو چھوڑ دیا، اور حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا، اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشوں کی پیروی کی۔ اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنا شروع کردی، یہ ناخلف یہود ہیں، سو یہ لوگ عنقریب غیؔ وادی جہنم میں کریں گے، البتہ ان یہودیوں سے جس نے توبہ کرلی، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آیا، اور نیک کام کرنے لگا، تو ایسے حضرات جنت میں جائیں گے، کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائیگی، اور نہ ان کی برائیوں میں زیادتی کی جائیگی۔

اب حق تعالیٰ جس جنت میں حضرات جائیں گے، اس کے اوصاف بیان فرمارہا ہے، یعنی ان ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا حضرت رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے، اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہوگا، اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں سننے نہ پائیں گے، بجز بطور اکرام و اعزام کے ایک دوسرے کو سلام کرنے کے، اور ان کو جنت میں دنیا کے اندازہ سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

اور یہ جنت ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں اتار لیں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہونگے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً بدون آپ کے رب کے حکم کے نہیں آسکتے۔ قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین، اور اصحاب کہف کے بارے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ مریم) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ارشاد خداوندی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کیلئے زیادہ کیوں نہیں آتے، ذرا زیادہ

لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ

اسی کی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ

آسمانوں اور زمین اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو (اے مخاطب) تو اس کی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت

لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا

جانتا ہے اور انسان (منکر بعث) یوں کہتا ہے کہ میں جب مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے (قبر سے) نکالا جاؤں گا کیا (یہ) انسان

يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

اس بات کو نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو اس کے قبل (عدم سے) وجود میں لا چکے ہیں اور یہ (اس وقت) کچھ بھی نہ تھا سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو (اس وقت میں) جمع

ہیں دریافت کیا تھا، اور وحی حق تعالیٰ نے کچھ دنوں کے لئے روک لی تھی، تو جب جبریل امین وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کے بارے میں دریافت کیا، اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا، امور آخرت اور امور دنیا اور دونوں نفخوں کے درمیان جو کچھ ہوگا، وہ سب چیزیں اسی کی ملک میں داخل ہیں۔

اور جب سے آپ کے پروردگار نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے، آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں۔

اور وہ آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کا خالق ہے، سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو بھلا تو کسی کو حق تعالیٰ کا مماثل اور اس کا ہم صفت پاتا ہے۔

ابی بن خلف جمحی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا، پھر زندہ کرکے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا ابی بن خلف اس چیز سے نصیحت نہیں حاصل کرتا، کہ ہم اس سے قبل اس کو بدبودار نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم بطریق اولیٰ قادر ہیں، سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ابی اور اس کے ساتھیوں کو جمع کریں گے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

آیا کرو اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے، اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے، کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے، بقیہ روایت حسب سابق ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے دریافت کیا کہ کونسا قطعہ حق تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، اور کونسا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے، جبریل امین نے فرمایا میں بغیر اس سے دریافت کئے ہوئے کچھ نہیں جانتا، چنانچہ جبریل دوبارہ تشریف لائے، مگر دیر سے آئے، اس پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی، جس کی بنا پر مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے، اس پر جبریل امین نے فرمایا ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آسکتے۔

اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو پندرہ راتوں تک حق تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے، اس پر انہوں نے یہ فرمایا۔

وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ

کرینگے اور شیاطین کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کرینگے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے پھر (ان کفار کے) ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کرینگے جو ان میں

شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا کرتا تھا۔ پھر ہم (خود) ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے

أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿۷۱﴾

کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہیں اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گزر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو (ضرور) پورا کر رہے گا

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیدیں گے جو خدا سے ڈر کر (ایمان لاتے تھے) اور ظالموں کو اس (دوزخ) میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ (مارے رنج و غم کے) گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور جب ان (منکر) لوگوں کے سامنے

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ

ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا

مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

ہے اور محفل کس کی اچھی ہے اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان اور نمود میں

أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ

ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

یہاں تک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں گے

اور شیاطین کو بھی پھر ان سب دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے جمع کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

پھر ان بددینوں کے ہر ایک گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کر لیں گے، جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے، اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔

اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں، جس کا دوزخ پر سے گزر نہ ہو (خواہ دخولاً ہو یا عبوراً) یہ فیصلہ لازم مؤکد ہے، جو ضرور ہو کر رہے گا، پھر ہم ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے تھے نجات دے دیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے دیں گے۔

اور جب نضر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری اوامر و نواہی کے بیان میں کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، تو یہ کافر ان حضرات سے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے، اور محفل کس کی اچھی ہے۔

اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسے بہت سے گروہ ہلاک کئے ہیں، جو مال و اولاد اور مجلس و نمود میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں، تو حق تعالیٰ ان کو اور مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے، آپ ان کی حالت کو کہ جب یہ اس عذاب کو دیکھ لیں گے، کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے

بِالْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۖ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ

اور عذاب کو دیکھ لیں خواہ قیامت کو دیکھ لیں سو اس وقت ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ برا مکان کس کا ہے اور کمزور

جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے۔ اور جو نیک اعمال ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تیرے رب

عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا

کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں۔ بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو مال

وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا

اور اولاد ملیں گے کیا یہ شخص غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لے لیا ہے ہرگز نہیں ہم اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے

يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

کہ ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جاویں گے

خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں برا درجہ اور تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے۔ یا یہ کہ جو منسوخات ناسخ کے ذریعہ سے ہدایت پر ہیں، تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اور پانچوں نمازیں جن پر حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں، اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

بھلا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں، اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملیگا، (جب ہی خباب تیرا قرض ادا کروں گا عابد)۔ حق تعالیٰ اس کی تردید فرما رہا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے، کہ اس کو مال و اولاد ملے گا۔ یا اس نے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ کا اعتقاد کر کے حق تعالیٰ سے اس چیز کا عہد لے لیا ہے، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ بکتا ہے، ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھے لیتے ہیں، اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا الخ امام بخاری رح و مسلم رح وغیرہ نے حضرت خباب بن ارت سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنے قرض کے تقاضا کے لئے آیا تو عاص بولا کہ جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرے گا، تیرے دام نہ دوں گا، حضرت خباب نے فرمایا کہ اگر تو مر کر بھی پھر زندہ ہو جائے گا، تب بھی کفر نہ کروں گا، اس پر عاص بولا کہ میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں تو عاص بولا تو میرے پاس تب ہی آنا میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد سب کچھ ہو گا، تیرا قرض ادا کر دوں گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی بھلا آپ نے

اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر

کرتا ہے الخ۔

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا

اور اس کی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک رہ جاویں گے اور وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہو کر آویگا۔ اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود تجویز کر رکھے ہیں تاکہ ان کے لئے

لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ

وہ (عنداللہ) باعث عزت ہوں (ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا بلکہ) وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جاویں گے۔ کیا آپ کو

تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ

معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو (کفر و ضلال پر) خوب ابھارتے رہتے ہیں سو آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے

إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ

ہم ان کی باتیں خود شمار کر رہے ہیں (اور) جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دارالنعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو

الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ

دوزخ کی طرف (پیاسا) ہانکیں گے (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمان کے پاس

الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ

(سے) اجازت لی ہے۔ اور یہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار کر رکھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت

السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾

کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں

اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لئے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک رہ جائیں گے، اور وہ ہم مومنین کو دیں گے، اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال و اولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا، حضرت خباب بن ارت رضؓ کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے یہ بکواس کی تھی، اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

اور ان کفار مکہ نے خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجنا شروع کر رکھا ہے، تاکہ یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت کریں ہرگز یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت نہیں کر سکتے، بلکہ ان کے وہ معبود تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے مخالف اور ان کے عذاب کی زیادتی کے حامی ہو جائیں گے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے، وہ ان کو حق تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب ابھارتے اور اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں، تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجئے ہم ان میں سے ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والوں کو رحمان کی دارالنعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے (یعنی اعزاز کے ساتھ) جمع کریں گے۔ اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے، انس اور فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کہ کلمہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا قائل ہوگا (اس کی باذن خداوندی سفارش کریں گے)۔

اور یہود بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا، یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں، اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ

اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے (کیونکہ) جتنے بھی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام ہوکر حاضر ہوتے ہیں (اور) اس نے سب کو (اپنی قدرت میں) احاطہ کر

عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہونگے بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی) میں اس لئے آسان

بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ

کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوشخبری سنادیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلادیں اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب و قہر سے) ہلاک

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

۶ ع ۱۱

کر دیا ہے (سو) کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں

اس بات سے کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں، جیسا کہ یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں اور عیسائی کفار اور قبر پرست تو بکثرت اس شرک میں گرفتار ہیں؛۔

حالانکہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے، کیونکہ جتنے بھی کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، سب حق تعالیٰ کے روبرو غلام بن کر حاضر ہونگے، اور کافر کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کرنے والا ہے۔

اس نے ان سب کو اپنے احاطہ میں کر رکھا ہے، اور اپنے علم سے سب کو شمار کر رکھا ہے۔

اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

بلاشبہ جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور اچھے کام کئے تو حق تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا، اور ان کے لئے مؤمنین کے دلوں میں بالخصوص محبت پیدا کر دے گا۔

اور ہم نے اس قرآن کریم کی قرأت کو آپ پر اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو خوشخبری سنائیں، اور اس کے ذریعہ سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کی قوم سے قبل بہت سے گروہ کو ہلاک کر دیا، تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بشارت خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَہُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ الخ ابن جریر نے عبد الرحمن بن عوف سے نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں سے شیبہ عتبہ، امیہ بن خلف تھے، افسوس ہوا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا، یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا۔

آیاتہا ۱۳۵ ــــــ (۲۰) سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ (۴۵) ــــــ رکوعاتہا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

طٰهٰ ۞ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۞ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۞ تَنْزِيْلًا

طٰہٰ (کے معنی تو اللہ کو معلوم ہیں) ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کیلئے (اتارا ہے) جو (اللہ سے) ڈرتا ہو یہ اس

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۞ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۞

ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۞

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ تحت الثریٰ میں ہے سب اسی کا ہے۔

(سورۂ طٰہٰ) یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں ایک سو پینتیس (۱۳۵) آیتیں اور ایک ہزار تین سو ایک (۱۳۰۱) کلمات اور پانچ ہزار دو سو بیالیس (۵۲۴۲) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کیلئے جو کہ مطیع و فرمانبردار ہو۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ شب کو تہجد میں اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے، تو اس آیت کریمہ کے ذریعہ حق تعالیٰ نے آپ پر تخفیف فرما دی۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

طٰہٰ کے معنی کی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں، یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے، جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا، یعنی اس کا تخت سلطنت سب پر غالب ہے، یا یہ کہ اس کی کنہ و حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔

اسی کی ملک ہیں آسمان و زمین اور تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں، یعنی جو چیزیں ساتویں زمین کے نیچے ہیں، کیونکہ ساتوں زمینیں پانی پر ہیں، اور پانی مچھلی پر ہے، اور مچھلی صخرہ پر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ طٰہٰ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب اول اول حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو آپ نماز کے لئے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی دیر کھڑے ہوتے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى، یعنی ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں قدموں میں سے ہر ایک قدم کو اٹھاتے رہتے تھے، تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر دیر کھڑے رہیں، تا آنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى۔ اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کفار نے کہا، اس شخص کو یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پروردگار نے تکلیف میں ڈال دیا ہے کہ عبادت میں اتنی محنت کرتے ہیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ

اور (علم کی یہ شان ہے کہ) اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ مخفی کو جانتا ہے (وہ) اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے

الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ

اچھے نام ہیں۔ اور کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر بھی پہنچی ہے۔ جب کہ انہوں نے (مدین سے آتے ہوئے رات کو) ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والوں سے فرمایا

امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾

کہ تم ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں یا (وہاں) آگ کے پاس رستہ کا پتہ مجھ کو مل جاوے

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ

سو وہ جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو (ان کو منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان یعنی طُویٰ

الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ

میں ہو (یہ اس کا نام ہے)۔ اور میں نے تم کو (نبی بنانے کے لئے) منتخب فرمایا ہے سو (اس وقت) جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اس کو سن لو (وہ یہ ہے کہ) میں اللہ ہوں میرے

اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ

سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو

وقف لازم

اور صخرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے، اور بیل ثریٰ کے اوپر ہے، اور ثریٰ اس تر مٹی کو بولتے ہیں، حق تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں، اس کا بھی علم ہے، اور وہ بھی اس کی ملکیت میں داخل ہیں، اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یہ فعل کو علانیہ طور پر کرو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات اور کی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے۔ یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے، ابھی تک اس کا ظہور نہیں ہوا یا ہو گا، اس کو بھی حق تعالیٰ جانتا ہے۔

وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہے، اور اس کی صفات علیا ہیں، ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ اب آپ کو بتاتے ہیں جبکہ انہوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بی بی سے کہا، تم ٹھہری رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں، کیونکہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی، اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا وہاں آگ کے پاس راستہ بتلانے والا بھی کوئی مجھ کو مل جائے۔

چنانچہ جب وہاں آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے۔ اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے۔ فوراً منجانب اللہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دو، اس لئے کہ وہ مرے ہوئے گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔

کیونکہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو، یا یہ کہ طویٰ اس واسطے کہا گیا کہ اس سے قبل اور انبیاء کرام کا ادھر سے گزر ہو چکا تھا۔

یا یہ کہ اس وادی میں جس میں یہ درخت تھا ایک کنواں تھا، جس کے چاروں طرف پتھر لگا دیئے گئے تھے، اس بنا پر اس وادی کو طویٰ کہا گیا۔

اور میں نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لئے تم کو منتخب کیا ہے، لہٰذا جو تم کو حکم دیا جائے، اس پر عمل کرو، میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں لہٰذا میری اطاعت کرو

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو (دوسری بات یہ سنو کہ) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو (تمام خلائق سے) پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو

نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

اس کے کئے کا بدلہ مل جاوے سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پاوے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بےفکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ

اور یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ میں (کبھی) اس پر سہارا لگاتا ہوں اور (کبھی) اپنی بکریوں پر

بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا

پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام (نکلتے) ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو (زمین پر) ڈال دو اے موسیٰ۔ سو انہوں نے اس کو

فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾

ڈال دیا یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ارشاد ہوا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ

اور تم اپنا (داہنا) ہاتھ اپنی (بائیں) بغل میں دے لو (پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہوگی تاکہ ہم تم کو اپنی

مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ ع ۱۰

(قدرت کی) بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے

اور اگر کسی وقت نماز پڑھنا بھول جاؤ تو فوراً یاد آتے ہی پڑھ لیا کرو، اور دوسرے یہ کہ قیامت آنے والی ہے، میں اس کے اظہار کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں، یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لئے پوشیدہ رکھا ہے تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی، تاکہ ہر ایک نیک و بد کو جو کچھ کہ اس نے نیکی یا برائی کی ہے اس کا بدلہ مل جائے۔

تو تم کو قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا، اور اس کے انکار اور بتوں کی پرستش کر کے اپنی خواہشات پر چلتا، کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ۔

اور حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا یہ میری لاٹھی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پر سہارا لگاتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں، اور اس سے میرے اور بھی متفرق کام نکلتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے فرمایا اپنے ہاتھ میں سے اس کو ڈال دو، چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے ڈال دیا یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا، جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ ؑ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دیں گے، اور نیز تم داہنا ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے کر پھر نکالو، وہ بغیر کسی برص وغیرہ بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا، یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہوگی۔

تاکہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں، اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن

عرض کیا اے رب میرے میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرمادیجئے اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹا

لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾

دیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجئے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں

اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ

ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے اور ان کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کر دیجئے تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک ونقائص سے) بیان کریں

كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾

اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔ بیشک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری (ہر) درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ ؑ

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ

اور ہم تو ایک دفعہ اور بھی (اس کے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کی تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ کو

فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي

(جلادوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے) ایک صندوق میں رکھو پھر ان کو دریا میں ڈال دو پھر ان کو (مع صندوق کے) دریا کے کنارے تک لے آویگا کہ (آخرکار) ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو

وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾

(کافر ہونیکی وجہ سے) میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے) اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ

نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ ؑ نے دعا کی کہ میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے، تاکہ میں اس سے تبلیغ میں نہ ڈروں، اور فرعون کی طرف تبلیغ رسالت جو میرا کام ہے اس کو آسان فرمادیجئے، اور میری زبان سے لکنت کی بستگی ہٹا دیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

اور ہارون علیہ السلام کو میرا معاون مقرر کر دیجئے، اور ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے، اور میرے کام یعنی فرعون کی جانب تبلیغ رسالت میں ان کو میرا شریک کر دیجئے، تاکہ ہم دونوں مل کر تیری خوب نمازیں پڑھیں، اور کثرت سے تیرا ذکر لسانی وقلبی کریں، بے شک آپ ہمارے حال سے واقف ہیں۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا موسیٰ ؑ تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی، یعنی حق تعالیٰ نے ان کا حوصلہ فراخ کر دیا، اور ان کے معاملہ کو آسان کر دیا، اور زبان کی بستگی دور کر دی، اور حضرت ہارون کو ان کا معاون اور رسول بنا دیا۔

اور ہم تو اس احسان کے علاوہ اور دفعہ اور بھی تم پہ احسان کر چکے ہیں، جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کے قابل تھی۔

کہ موسیٰ ؑ کو ایک بند صندوق میں رکھ دو، اور پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو (جس کی ایک شاخ فرعون کے محل تک بھی گئی تھی)۔ پھر دریا ان کو کنارے کے پاس تک لے آئے گا، آخرکار فرعون ان کو پکڑ لے گا جو کافر ہونے کی وجہ سے میرا بھی دشمن ہے، اور قتل کرنے کے ارادہ سے ان کا بھی دشمن ہے۔

اور اے موسیٰ ؑ میں نے اس وقت تمہارے چہرے پر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تھا، تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے، اور تمہارے ساتھ جو کچھ اس وقت معاملہ ہو رہا تھا وہ میری خاص نگرانی میں ہو رہا تھا۔

إِذْ تَمْشِىٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ

(یہ قصہ اس وقت کا ہے) جبکہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اس کو (اچھی طرح) پالے رکھے پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس

كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ

پھر پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ رہے اور تم نے (غلطی سے) ایک شخص (قبطی کو) جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور ہم نے تم کو خوب خوب

فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِىٓ أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ﴿۴۰﴾

محنتوں میں ڈالا پھر (مدین پہنچے اور) مدین والوں میں کئی سال رہے۔ پھر ایک خاص وقت پر تم (یہاں) آگئے اے موسیٰ

وَٱصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِى ﴿۴۱﴾ ٱذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِـَٔايَٰتِى وَلَا تَنِيَا فِى ذِكْرِى ﴿۴۲﴾

اور (یہاں آنے پر) میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا

ٱذْهَبَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿۴۳﴾ فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿۴۴﴾

دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرلے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے

قَالَا رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَآ أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ ۖ إِنَّنِى مَعَكُمَآ

دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے (ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے

أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿۴۶﴾ فَأْتِيَاهُ فَقُولَآ إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ

ساتھ ہوں سب سنتا و دیکھتا ہوں سو تم اس کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں (کہ ہم کو نبی بنا کر بھیجا ہے) سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تمہاری بہن تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر چلتی ہوئی آئیں، اور اجنبی بن کر کہنے لگیں کیا ایسی ایا کا پتہ دوں کہ جو اس کی اچھی طرح پرورش کرے، چنانچہ اس تدبیر سے ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہنچا دیا، تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے، اور اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف نکل جائے۔

اور تم نے غلطی سے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا، اور پھر قوم کے انتقام کے خوف سے بھی ہم نے تم کو نجات دی، اور بار بار ہم نے تم کو آزمائش اور محنتوں میں ڈالا، پھر اس کے بعد مدین والوں میں دس سال تک رہے، پھر ایک خاص وقت پر جو میرے علم میں تمہاری رسالت اور ہمکلامی کے لئے مقرر تھا تم یہاں آئے اور اے موسیٰ یہاں آنے پر میں نے تم کو اپنا رسول بنانے کے لئے منتخب کیا ہے، تم اور ہارون دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضا اور عصا لے کر جاؤ، اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا، یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرنا۔

لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے، اس کو نرمی کے ساتھ کلمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تبلیغ کرنا ممکن ہے کہ وہ نصیحت قبول کر یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

دونوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اس سے قبل ہمارے اوپر ہم کو مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے، یا یہ کہ ہم کو قتل ہی کر ڈالے، حق تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تم کو وہ جواب دے گا، اس کو میں سنتا ہوں، اور جو وہ تمہارے ساتھ کاروائی کریگا اسے دیکھتا ہوں۔

لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں، ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے تاکہ ہم انہیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (۴۷)

اور ان کو تکلیفیں مت پہنچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور ایسے شخص کے لئے سلامتی ہے جو (رب ہی کی) راہ پر چلے۔

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (۴۸) قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا

ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلا دے اور (اس سے) روگردانی کرے۔ وہ کہنے لگا پھر (یہ بتاؤ کہ) تم دونوں کا رب کون

يٰمُوْسٰى (۴۹) قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (۵۰) قَالَ فَمَا

ہے اے موسیٰ۔ موسیٰ نے کہا کہ ہمارا (سب کا) رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر راہنمائی فرمائی۔ فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں

بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى (۵۱) قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا

کا کیا حال ہوا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر (اعمال) میں (محفوظ) ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ

يَنْسَى (۵۲) الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ

بھولتا ہے وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا اور اس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اور آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى (۵۳) كُلُوْا وَارْعَوْا

سے پانی برسایا پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کئے۔ (اور تم کو اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے

اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (۵۴)

مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے (قدرت الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں۔

ع ۲ / ۱۱

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیفیں مت ڈال، اس لئے کہ وہ آزاد ہیں، اور ہم اس دعویٰ پر معجزہ بھی لے کر آئیں، یعنی ید بیضاء اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دکھایا۔

اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے سلامتی ہے جو توحید کا قائل ہو، اور ہمارے پاس یہ حکم پہنچا ہے کہ عذاب دائم اس شخص پر ہوگا جو کہ توحید کا منکر ہو، اور ایمان سے روگردانی کرے۔

یہ سن کر فرعون بولا کہ تم دونوں کا رب کون ہے، حضرت موسیٰ نے فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی، یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹنی اور گدھے کو گدھی اور بکری کو بکرا کہ ہر ایک کا جوڑا بنا دیا، پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی راہنمائی کی۔

فرعون نے اس پر حضرت موسیٰ سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا کیسے وہ ہلاک کئے گئے حضرت موسیٰ نے فرمایا ان کی ہلاکت وغیرہ کا علم میرے پروردگار کے پاس لوح محفوظ میں محفوظ ہے، میرا رب ایسا ہے کہ نہ غلطی کرتا ہے اور ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے، اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے، اور ان کو سزا دینے سے چوک کر سکتا ہے۔

اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا، اور اس میں تمہاری آمد و رفت کے لئے راستے بنائے کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو، اور آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے مختلف شکلوں میں نباتات پیدا کئے، جن کو باجازت خداوندی تم خود بھی کھاتے ہو، اور اپنی مواشی کو بھی چراتے ہو، ان مذکورہ چیزوں میں اہل عقل کے لئے قدرت الٰہیہ کی نشانیاں ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ

ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور (قیامت کے روز) پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے　اور ہم نے اسی (فرعون) کو اپنی (وہ)

اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ

سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو (جب بھی) وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار کرتا رہا (اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو (گے) کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو

يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا

(کے زور) سے نکال باہر کرد سو اب ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں　تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک　وعدہ　مقرر کرلو　جس　کو　نہ

نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ

ہم　خلاف　کریں　اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں (تاکہ سب دیکھ لیں)　موسیٰؑ نے فرمایا (تمہارے (مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں (تمہارا) میلہ ہوتا ہے

النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

اور (جس میں) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں غرض (یہ سنکر) فرعون (دربار سے اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا (اس وقت) موسیٰ نے　ان

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ

(جادوگر) لوگوں سے فرمایا کہ اے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تم کو کسی قسم کی سزا سے بالکل　نیست　ونابود ہی کر دے　اور جو جھوٹ　باندھتا　ہے

مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾

وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے۔

اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا، یعنی تم سب کو بواسطہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کر دیا اور حضرت آدم کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی، اور زمین میں تم دفن کئے جاؤ گے۔

اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے، اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی یدبیضاء، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور بولا کہ یہ منجانب اللہ نہیں ہیں، اور اسلام لانے سے انکار کیا، اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔

مزید برآں کہنے لگا کہ موسیٰ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے تو جیسا تم جادو لے کر آتے ہو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لے کر آتے ہیں۔ تو موسیٰ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کر لو، جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں۔ یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقہ پر اپنے اور ہمارے درمیان مقرر کر لو۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے، یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن، یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہوتے ہیں۔

غرضکہ یہ سنکر فرعون دربار سے اپنی جگہ لوٹ گیا، پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادوگروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادوگروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر (۷۲) تھے۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا ارے کمبختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو، کہیں حق تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے ہلاک ہی کر دے۔

اور جو حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

پس جادوگر (یہ بات سن کر) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے۔ (آخری نتیجہ سب متفق ہو کر) کہنے لگے کہ بیشک یہ دونوں جادوگر ہیں

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾

ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری زمین سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھادیں۔

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا

سو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور صفیں آراستہ کرکے (مقابلہ میں) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا پھر انہوں نے کہا

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا

اے موسیٰؑ آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو پس یکایک

حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ

ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظربندی سے موسیٰؑ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی دوڑتی ہوں سو موسیٰؑ کے دل میں تھوڑا سا

نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ

خوف ہوا۔ ہم نے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا) ہے اس کو ڈال دو ان

تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾

لوگوں نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل جاوے گا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے (معجزے کے مقابلہ میں کبھی) کامیاب نہیں ہوتا

یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آگئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے، اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر کیا، بالآخر سب متفق ہو کر علی الاعلان کہنے لگے کہ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ دونوں جادوگر ہیں، یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰؑ و ہارونؑ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تم کو سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں، اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقہ کا اور تم میں سے بہترین اور عقل مند لوگوں کا دفتر ہی ختم کردیں، اَمْثَل اہل الرائے اور شرفاء کو بولتے ہیں، لہٰذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور اپنے جادو اور اپنے علم کا انتظام کرو، اور سب صفیں آراستہ کرکے مقابلہ کے لئے آؤ۔ آج وہی کامیاب ہوا جو غالب ہوا۔

غرضکہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے، یا ہم پہلے ڈالیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انہوں نے زمین پر (۷۲) لکڑیاں اور (۷۲) رسیاں ڈالیں، ان کی نظر بندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی ہوں۔

حضرت موسیٰؑ کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی، اس لئے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کر ڈالیں گے۔

ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب رہو گے (کیونکہ حق و باطل میں ضرور فرق ہوگا) بایں طور کہ موسیٰؑ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، وہ ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سانگ بنایا ہے سب کو نگل جائے گا، انہوں نے یہ جو کچھ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سانگ ہے، اور جادوگر کہیں بھی جاوے (معجزہ کے مقابلہ میں) کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور عذاب خداوندی کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ

سو جادوگر سجدہ میں گر گئے (اور باآواز بلند) کہاکہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر فرعون نے کہاکہ بدون اس کے کہ میں تم کو

قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ

اجازت دوں (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (سحر میں) تمہارے بھی بڑے ہیں کہ انہوں نے تم کو سحر سکھلایا ہے سو میں تم سب کے ہاتھ

وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا

پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کا پاؤں اور تم سب کو کھجوروں کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں (یعنی مجھ میں اور رب موسیٰ میں)

أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي

کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے ان لوگوں نے صاف جواب دے دیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہ دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے جس

فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّا آمَنَّا

نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو جو کچھ کرنا ہو (دل کھول کر) کر ڈال تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگانی میں کچھ کر لے اور کر ہی کیا سکتا ہے بس اب تو ہم اپنے پروردگار

بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾

پر ایمان لا چکے تاکہ ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کر دیں اور تو نے جو جادو (کے مقدمہ) میں ہم پر زور ڈالا اس کو بھی معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ (تجھ سے) بدرجہا اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾

جو شخص (اجازت کا) مجرم ہوکر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اس کے لئے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

(غرضکہ انہوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا) جادوگر (یہ فعل فوق السحر دیکھتے ہی) سب سجدہ میں گر گئے، لیعنی اس سرعت اور تیزی سے سربسجود ہوئے، گویا کہ گر پڑے۔ اور باآواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰ اور ہارون ؑ کے پروردگار پر ایمان لے آئے فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں تم موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے، موسیٰ تو جادو میں تمہارے بھی بڑے اور استاد ہیں، میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں، اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ موسیٰ ؑ و ہارون ؑ کے پروردگار کا عذاب سخت اور دیرپا ہے یا میرا۔

ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا، کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے بمقابلہ ان دلائل اور اوامر و نواہی اور کتاب اور رسول کے جو ہم کو ملے ہیں، اور اس ذات کی عبادت پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھے جو کچھ کرنا ہے، سو کر ہے، اور جو کچھ ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہے، دل کھول کر کر لے تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگی میں ہمارے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے، آخرت میں تو تیرا ہم پر کوئی بس نہیں چل سکتا۔

ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے، تاکہ ہمارا کفر و شرک معاف کر دیں، اور تو نے جادو کے معاملہ میں جو ہم پر زور ڈالا ہے اس کو بھی معاف کر دیں، اور حق تعالیٰ کے پاس جو ثواب اور بزرگی ہے وہ اس مال میں سے جو کہ تو نے ہمیں دیا ہے بدرجہا اچھی اور دیرپا ہے۔ اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لئے دوزخ مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے، اور نہ زندہ ہی رہے گا، لیعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی، کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾

اور جو شخص رب کے پاس مومن ہو کر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کئے ہوں سو ایسوں کے لئے بڑے اونچے درجے ہیں

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ

یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور جو شخص (کفر و معصیت سے) پاک ہوا اس کا

تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ ع وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا ۲۲ ع

یہی انعام ہے اور ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے (ان) بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر) لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں (عصا) مار کر خشک رستہ

فِى الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ

بنا دینا نہ تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان پر جیسا چھانے

مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ

کو تھا آ ملا۔ اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی اے بنی اسرائیل

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ

(دیکھو) ہم نے تم کو تمہارے (ایسے (بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے) کوہ طور کی داہنی جانب آنے کا وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تم پر

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾

من و سلوے نازل فرمایا

اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا، درانحالیکہ اس نے نیک کام بھی کئے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لئے جنتوں میں بڑے اونچے درجے ہیں، پھر حق تعالیٰ اس کی تفصیل بیان فرما رہا ہے کہ وہ دار الرحمٰن ہے جسے حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں پیدا کیا ہے، جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات یہاں سے نکالے جائیں گے۔ اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام جو توحید خداوندی کا قائل ہو، اور اعمال صالحہ کرے۔

(فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا دیا، کہ اس میں نہ فرعون کے تعاقب کا خدشہ ہوگا، اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جا ملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آملا، غرضیکہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لا کر ہلاک کیا، اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔

یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔

اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تم کو فرعون سے نجات دی، اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور کے داہنی جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا، اور وادی تیہ میں تم پر من و سلوی نازل فرمایا۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ

(اور اجازت دی کہ) ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گزرو کہیں میرا غضب تم پر واقع ہو جائے اور جس شخص پر

يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ﴿٨١﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ

میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گزرا ہوا۔ اور (نیز اس کے ساتھ یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کیلئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو توبہ کریں اور ایمان لے آویں

صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ وَمَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ أُولَاءِ

اور نیک عمل کریں پھر (اسی راہ پر قائم (بھی) رہیں) اور اے موسیٰ آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا۔ انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ یہی تو

عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ

ہیں میرے پیچھے پیچھے (آرہے) ہیں اور میں آپکے پاس جلدی سے اس لئے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہونگے ارشاد ہوا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا میں

بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ

مبتلا کر دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا غرض موسیٰ ؑ (بعد انقضاء میعاد کے) غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آگئے آئے

قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ

(اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر (میعاد مقرر سے پہلے) زیادہ زمانہ گزر گیا تھا یا تم کو یہ منظور

أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ﴿٨٦﴾

ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو اس لئے کہ تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو خلاف کیا

اور اجازت دی کہ ہم نے تم کو جو پاکیزہ چیزیں یعنی من و سلویٰ دی ہیں، ان کو کھاؤ اور اس نعمت کی ناشکری مت کرو، یا یہ کہ اگلے دن کے لئے بچا کر مت رکھو کہ کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے، اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ وعذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گزرا ہوا۔

اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی جو کفر و شرک سے توبہ کریں، اور حق تعالیٰ پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں، اور اعمال صالحہ پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں، یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر قائم رہیں، اور اسی پر انتقال کریں۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے (اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے)۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰ ؑ نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں، اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لئے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے (کیونکہ امتثال امر میں سبقت کرنا زیادہ خوشنودی کا باعث ہے عابد)۔ ارشاد ہوا موسیٰ کہ ہم نے تمہارے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ کی پرستش میں مبتلا کر دیا ہے، اور اس گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔

غرضیکہ حضرت موسیٰ ؑ بعد انقضاء میعاد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے، اور فتنہ کا شور و شغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا، کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لئے علیحدہ ہو گیا تھا، یا یہ تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو، اس لئے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا ولیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر بوجھ لد رہا تھا

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ

سو ہم نے اس کو (سامری کے کہنے سے آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے (بھی) ڈال دیا پھر اس (سامری) نے ان لوگوں کے لئے ایک بچھڑا (بنا کر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جس

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

میں ایک (بے معنی) آواز تھی سو وہ (احمق) لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو ان کی کسی بات کا

قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ

جواب دے سکتا ہے اور نہ اُن کے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے اور اُن لوگوں سے ہارون نے (موسیٰ کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا رب (حقیقی) رحمٰن ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو انہوں نے جواب دیا

لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ

کہ ہم تو جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس (ہو کر) آئیں اسی (کی عبادت) پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے (موسیٰ نے) کہا اے ہارون جب تم نے (ان کو) دیکھا تھا کہ

اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾

یہ (بالکل) گمراہ ہو گئے۔

قوم کہنے لگی، موسیٰ ؑ ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، اس کی اپنے اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی، لیکن آل فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لدا ہوا تھا، اس نے اس گوسالہ پرستی پر مجبور کیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا۔ پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لئے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر کیا جو کہ ایک قالب خالی از کمالات تھا، اور اس میں صرف ایک بے معنی آواز تھی، قوم نے اس کے بارے میں سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے، سامری نے ان سے کہا کہ تمہارا اور موسیٰ کا بھی معبود تو یہ ہے اور موسیٰ ؑ تو بھول گئے، اور غلطی سے (کوہ طور پر) چلے گئے، یا یہ کہ سامری نے حکم خداوندی اور اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا،

حق تعالیٰ ان لوگوں کی برائی بیان فرماتے ہیں کہ کیا سامری اور اس کے ساتھی اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وہ گوسالہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے، اور نہ اس سے کسی ضرر کے دور کرنے اور ان کو کسی قسم کے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے (پھر ایسا ناکارہ خدا کیسے بن سکتا ہے، عاید) - اور ان لوگوں سے ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ ؑ کے لوٹنے سے پہلے بھی کہا تھا، کہ اے میری قوم تم اس گوسالہ کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے، یا یہ کہ تم نے اس گوسالہ پرستی سے اپنے کو گمراہی میں ڈال دیا تمہارا رب حقیقی رحمان ہے، میری راہ پر چلو اور اس بارے میں میرے قول و فعل کی اقتدا کرو، قوم نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس ہو کر آئیں، اسی کی عبادت پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے۔

غرضکہ جب موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آگئے تو حضرت ہارون سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے،

أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ يَا ابْنَ أُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ

تو (اس وقت) تم کو میرے پاس چلے آنے سے کون امر مانع ہوا تھا سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا۔ ہارون نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری ڈاڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال)

إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ

پکڑو مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان میں تفریق ڈال دی اور تم نے میری بات کا پاس نہ کیا۔ (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے)

فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی پھر میں نے اس فرستادہ (خداوندی کی سواری) کے نقش

مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ

قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی (اس قالب کے اندر) ڈال دی اور میرے جی کو یہی بات پسند آئی آپ نے فرمایا تو بس تیرے لئے اس

فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهُ ۖ

(دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرا کرے گا کہ مجھ کوئی ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں (یعنی آخرت میں بھاری)

وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ

عذاب ہوگا) اور تو اپنے اس معبود (باطل) کو دیکھ جس پر تو جما ہوا بیٹھا تھا۔ (دیکھ) ہم اس کو جلا دیں گے پھر اس (کی راکھ) کو دریا میں

فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾

بکھیر کر بہا دیں گے۔

اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کونسا امر مانع ہوا تھا، اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کر دیا، کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰ ؑ نے غصہ میں حضرت ہارون ؑ کی داڑھی پکڑ لی) اس پر حضرت ہارون ؑ نے فرمایا اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ میرے سر کے بال پکڑو۔ (ماں کا ذکر استعطاف اور طلب شفقت کے لئے کر دیا تاکہ حضرت موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو)۔ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعہ بنی اسرائیل میں تفریق ڈال دی، اور میرے آنے تک کا انتظار نہ کیا، اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا (اور نہ آپ کے پاس آیا)۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا سامری یہ گوسالہ پرستی تو نے کیوں کی، سامری بولا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی، وہ بولا کہ میں نے حضرت جبریل امین کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ دابۃ الحیاۃ تھا تو میں نے حضرت جبریل امین کے گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی بھر خاک اٹھالی تو میں نے اس خاک کو اس گوسالہ کے منہ اور اس کی سرین میں ڈال دی، جس کی وجہ سے یہ آواز کرنے لگا، اور میرے جی کو یہی بات بھائی۔

حضرت موسیٰ ؑ نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگانا کہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا، اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا، اور قیامت کے دن تیرے لئے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں۔

اور اب اپنے اس معبود کا بھی نظارہ کر لے، جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے، پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کے اڑا دیں گے۔

إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ

بس تمہارا (حقیقی) معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے (جس طرح ہم نے موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا)

عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ

اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گزشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی

عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَٰلِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ

کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے (اور) وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے برا

حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِى ٱلصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾

(بوجھ) ہوگا۔ جس روز صور میں پھونک ماری جاوے گی (جس سے مردے زندہ ہو جاویں گے) اور ہم اس روز مجرم (یعنی کافر) لوگوں کو (میدان قیامت میں) اس حالت سے جمع کریں گے کہ

يَتَخَٰفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ

(آنکھوں سے) کرنجے ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ (قبروں میں) صرف دس روز رہے ہو گے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ

أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا

کس قدر ہے) جبکہ ان سب میں کا زیادہ صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں تو ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہو اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا

تمہارا معبود حقیقی تو وہ ہی حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں کو احاطہ میں کئے ہوئے ہے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں، اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت و بلندی عطا فرمائی ہے، کہ جس قرآن کریم میں تمام اولین و آخرین کے متعلق خبریں ہیں۔

جو لوگ اس کے مضامین ماننے سے روگردانی کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کا عذاب کا بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لئے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگا۔

جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی، اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کرنجے ہوں گے، چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے، اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے۔

وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے، ہم اسے خوب جانتے ہیں جب کہ ان سب میں کا زیادہ عاقل اور سچا صاحب الرای یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔

بنو ثقیف نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کیا تھا، کہ قیامت کے دن کی کیا حالت ہوگی اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے، کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْجِبَالِ الخ۔ ابن منذرؒ نے ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار ان کی پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کریگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں الخ۔

رَبِّیْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾
رب اسکو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا
یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے (یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ) کے کہنے پر ہولیں گے اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہیگا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے
تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ
ہیبت کے) دب جاوینگے سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو کسی کی سفارش نفع نہ دیگی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو
رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ
اور اس شخص کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں
عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَ
کر سکتا اور (اس روز) تمام چہرے اس حی وقیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو (ہر طرح) ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) لے کر آیا ہوگا اور
مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ
جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اس کو (کامل ثواب ملیگا) نہ کسی زیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کمی کا اور ہم
كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ
نے اسی طرح اس کو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ (سننے والے) لوگ ڈر جائیں یا

اڑا دیگا، پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہوگا۔ جس پر تو اے مخاطب نہ کوئی وادی اور نشیب وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا، اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی کوئی بلندی دیکھے گا۔

قیامت کے دن سب خدائی بلانے والے کے ساتھ تیزی کی ہولیں گے، اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب۔ بھی نہیں مڑے گا۔

اور تمام آوازیں حضرت رحمان کے ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ بجز پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے، اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دے گی، مگر ایسے شخص کو شفاعت سود مند ہوگی جس کے لئے حضرت رحمان نے اجازت دے دی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ حق تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہو، حق تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا، مگر جس چیز کے بارے میں حق تعالیٰ نے ان کو آگاہ کر دیا ہو، اس روز تمام چہرے اس حی قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے، اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا، جو شرک لے کر آیا ہوگا۔

اور جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو اسے نہ تو پورے اعمال کے اکارت ہو جانے کا اندیشہ ہوگا، اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے، اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے وعید بیان کئے ہیں، تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں، یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لئے

يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ

یہ قرآن ان کے لئے کسی قدر (تو) سمجھ پیدا کردے سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے اور قرآن (پڑھنے) میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی

قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى

وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے اور آپ یہ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے اور اس سے (بہت زمانہ) پہلے ہم آدم کو

ع ١٥

اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہو گئی اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم کے سامنے

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾

سجدہ (تحیۃ) کرو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) اس نے انکار کیا۔

ثواب پیدا کردے، یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہو جائیں تو قرآن کریم ان کے لئے باعث شرافت ہو جائے، یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہو جائے۔

سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے منزہ ہے، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ قرآن کریم پڑھنے میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، کیونکہ جبریل امین جس وقت آپ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے تو جبریل امین اس آیت کی قرأت سے فارغ نہیں ہوتے تھے، یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں، تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا (کہ یاد کرانا ہمارے ذمہ ہے) اور آپ تو یہ دعا کیا کیجئے، اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظہ فہم اور حکمت اور بڑھا دے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں سے کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے، تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہو گئی، اور ہم نے ان میں مردوں والی پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی۔

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تحیت کرو تو بجز ان کے سردار ابلیس کے اور سب نے سجدہ کیا، اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ - ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے کو مشقت میں ڈال دیتے، تا آنکہ آپ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی، محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امین میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی آپ قرآن کریم پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورۂ نساء میں دوسرا شان نزول بھی گزر چکا ہے، مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ

پھر ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم (یاد رکھو) یہ بلا شبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اس وجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے

فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا

پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ (آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں

تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ

تپو گے پھر ان کو شیطان نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلا دوں

الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

اور ایسی بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے سو (اس کے بہکانے سے) دونوں نے اس درخت سے کھا لیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانکنے کو)

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ

دونوں اپنے اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے چپکانے لگے اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔ پھر (جب انہوں نے معذرت کی تو)

اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ

ان کو ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو اس پر توجہ فرمائی اور راہ (راست) پر (ہمیشہ قائم رکھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو (اور دنیا میں) ایسی حالت سے

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

(جاؤ) کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہنچے تو (تم میں) جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ نہ (دنیا میں) گمراہ ہوگا

پھر ہم نے کہا آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بی بی حضرت حوا کا دشمن ہے، اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا مت کرنا کہ جنت سے باہر کئے جاؤ کہ پھر مصیبت میں پڑ جاؤ۔

یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے ہو گے، اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے، اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے، یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو جھانسہ دیا اور بولا اے آدم کیا ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ شاد آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی، اور ایسی بادشاہی جو کبھی ختم نہ ہو گی، ان دونوں نے اس درخت میں سے کھا لیا، اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر پر زیتون کے پتے چپکانے لگے، جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً گر جاتے۔ اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود خلد کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے، اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا، اس کو نہ حاصل کر سکے۔

اور پھر جب حضرت آدم نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انہیں اور زیادہ مقبول بنا لیا، اور ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا، اس کے بعد حضرت آدم وحوا سانپ وغیرہ سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو اور اس حال میں جاؤ کہ تم میں ہی سے سانپ انسانوں کا اور انسان سانپ کے دشمن ہوں گے، پھر اگر اے انسانو تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی کتاب اور رسول پہنچے تو تم میں سے جو شخص میرے رسول اور میری کتاب کا اتباع کرے گا تو وہ ان کی اتباع کی وجہ سے نہ دنیا میں گمراہ ہوگا

وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

اور نہ (آخرت میں) شقی ہوگا اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ

اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے وہ (تعجب سے) کہیگا کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو (دنیا میں)

بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

آنکھوں والا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی (تجھ سے عمل ہوا تھا اور یہ کہ) تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاویگا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

اور اسی طرح (ہر) اس شخص کو ہم (مناسب عمل کے) سزا دیں گے جو حد (اطاعت) سے گزر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب

اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا کیا ان لوگوں کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

کہ ان (میں سے بعض کے) رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہیں اس میں تو اہل فہم کے لئے (کافی) دلائل موجود ہیں اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ ۭ فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ

بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی اور (عذاب کے لئے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہے) تو عذاب لازمی طور پر ہوتا۔ سو (جب عذاب کا آنا یقینی ہے تو) آپ

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

ان کی (کفر آمیز) باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اسکی) تسبیح کیجئے

اور نہ آخرت میں شقی ہوگا۔

اور جو شخص میری توحید سے یا یہ کہ میری کتاب اور میرے رسول سے اعراض کرے گا تو اس کو قبر میں یا دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا، اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ عرض کریگا کہ مجھے اندھا کیوں کیا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا، ارشاد ہوگا ایسا ہی ہے کیونکہ تیرے پاس ہماری کتاب اور ہمارا رسول آیا تھا تو نے نہ ان کی تصدیق کی اور نہ اس پر عمل کیا اسی طرح آج تیرا کچھ خیال نہیں کیا جائے گا، اور تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اسی طرح ہم ہر ایک اس شخص کو سزا دینگے جو شرک کرے، اور کتاب خداوندی اور رسول خداوندی پر ایمان لاوے۔ اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور عذاب دنیادی سے زیادہ دیرپا ہے۔

کیا ان مکہ والوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں۔ جو ان مجرموں کو ہم نے سزا دی ہے ان میں عقل و فہم والوں کے لئے بڑے دلائل موجود ہیں، اور اگر تاخیر عذاب کے بارے میں آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ ہوتی، اور اس امت کے لئے نزول عذاب کے بارے میں ایک میعاد معین نہ ہوتی تو ان کی ہلاکت کے لئے ان پر عذاب لازمی طور پر ہوتا، لہذا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کفار جو سب و شتم اور تکذیب کر رہے ہیں، آپ اس پر صبر کیجئے، اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ

(اس میں نماز بھی آگئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اس کے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر و عصر) اور اوقات شب میں (بھی) تسبیح کیا کیجئے (مثلاً نماز مغرب و عشا) اور دن کے اول و

النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

آخر میں تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ (اس سے) خوش ہوں اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھئے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ

کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت میں ملیگا) بدرجہا بہتر ہے اور دیرپا ہے اور اپنے

اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ

متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مومنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور

الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

صبح کی نماز اور ظہر و عصر اور رات آنے پر مغرب و عشا کی نماز پڑھیے، اور ظہر و عصر کا بھی اہتمام رکھئے، تاکہ ان عبادتوں کے صلہ میں آپ کو مقام شفاعت حاصل ہو، اور آپ اس سے خوش ہو جائیں، اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھئے، کہ جن سے ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا تھا، تاکہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں، یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے، اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے، اس سے جنت بدرجہا افضل اور دیرپا ہے۔

اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہئے، اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے آپ کے لئے اور آپ کے متعلقین کے لئے معاش کموانا نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے، اور جنت تو ان ہی حضرات کے لئے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ - ابن شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابو یعلیٰ نے ابو رافع رضؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آئے۔

آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض دیدے، اس نے انکار کر دیا، اور بولا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو، میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا، اور آپ کو صورت حال سے مطلع کیا، آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں، اور زمین میں بھی امین ہوں، ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا، تاآنکہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی، یعنی اور ہرگز
ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے، جن سے ہم نے
کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی
آزمائش کے لئے
متمتع کر رکھا۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ

اور وہ لوگ (عناداً) یوں کہتے ہیں کہ یہ (رسول) ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیوں نہیں لاتے (جواب یہ ہے کہ) کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضامین کا ظہور

الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ

نہیں پہنچا اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ بطور عذر کے) یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپنے

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾

ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ

آپ کہہ دیجئے کہ (ہم) سب انتظار کر رہے ہیں سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تم کو (بھی) معلوم ہو جاوے گا کہ راہ راست والے کون ہیں اور وہ کون

وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

ع ۸ / ۱۷

ہے جو (منزل) مقصود تک پہنچا

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے، کیا ان کے پاس توریت و انجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہنچا، کہ ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت مذکور ہے۔

اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس سے قبل کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں، ہلاک کر دیتے، تو قیامت کے دن یہ یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا، کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے، اور آپ کی کتاب پر ایمان لاتے، قبل اس کے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے، اور قیامت کے دن ہم کو عذاب ہوا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا، تو چندے اور انتظار کر لو۔

قیامت کے نزول عذاب کے وقت تم کو معلوم ہو جائے گا، کہ راہ راست والے کون ہیں، اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔

آیاتھا ۱۱۲ — (۲۱) سُوۡرَةُ الۡاَنۡبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ (۷۳) — رکوعاتھا ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَهُمۡ فِيۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ ① مَا يَاۡتِيۡهِمۡ جزء ۱۷

ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آپہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کئے ہوئے ہیں ان کے پاس ان کے رب کی طرف

مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ② لَاهِيَةً

سے جو نصیحت تازہ (حسب حال ان کے) آتی ہے یہ اس کو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ (اس کے ساتھ) ہنسی کرتے ہیں (اور) ان کے دل متوجہ

قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ

نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم (اور کافر) لوگ (آپس میں) چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض تم جیسے ایک (معمولی) آدمی ہیں

اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ③ قٰلَ رَبِّيۡ يَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِي السَّمَآءِ وَ

تو کیا تم پھر بھی جادو کی بات سننے کو (ان کے پاس) جاؤ گے حالانکہ تم جانتے ہو پیغمبر نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو (خواہ) آسمان میں (ہو) اور (خواہ)

الۡاَرۡضِ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ④

زمین میں (ہو) جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے

(سورۂ انبیاء) یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو بارہ (۱۱۲) آیتیں اور ایک ہزار ایک سو تراسی (۱۱۸۳) کلمات اور چار ہزار آٹھ سو ساٹھ (۴۸۶۰) حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کتاب اللہ میں جس عذاب کا ان مکہ والوں سے وعدہ کیا ہے، ان کے اس عذاب کا وقت قریب آپہنچا، اور یہ ابھی اس سے غفلت میں پڑے ہیں، اور اس کی تکذیب کر رہے ہیں، اور انہوں نے اس کو پس پشت ڈال رکھا ہے، ان کے نبی کے پاس ان کے رب کی طرف بذریعہ جبریل امین جو نصیحت تازہ آتی ہے۔

یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت (ان کے حسب حال) نازل ہوتی ہے، تو جبریل امین کی تشریف آوری اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سامنے آیات قرآنیہ کا تلاوت کرنا اور ان کا سننا یہ سب چیزیں تازہ اور نئی ہیں، قرآن کریم نہیں (ان ہی کے اور نزول کے اعتبار سے اس کو تازہ اور نیا فرمادیا) تو یہ کفار مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے اور قرآن کریم کو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں۔

ان لوگوں کے دل امر آخرت سے قطعاً غافل ہیں، اور یہ ظالم لوگ یعنی مشرکین مکہ ابوجہل اور اس کے ساتھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کے بارے میں آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں، اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں، تو کیا پھر بھی جادو کی بات اور جھوٹ سننے جاؤ گے۔

حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ جادو اور جھوٹ ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرا رب ہر بات کو گو وہ مخفی ہو۔ خواہ آسمان میں ہو، اور خواہ زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی بات کو خوب سننے والا اور جو ان کو سزا ملے گی، اسے خوب جاننے والا ہے۔

بَلْ قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ

بلکہ یوں (بھی) کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں بلکہ انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس کو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں تو ان کو چاہئے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی (بڑی)

أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ﴿٥﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾

نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے۔ سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے

وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيْهِمْ ۖ فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ

اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تم کو (یہ بات) معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خٰلِدِينَ ﴿٨﴾

دریافت کرلو اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی فرشتہ نہ بنایا تھا) اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے۔

بلکہ بعض نے یوں بھی کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ پریشان خیالات ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کریم کو اپنے دل سے تراش لیا ہے، بلکہ بعض بولے یہ تو شاعر ہیں، شاعروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔

ان کو چاہیئے کہ ہمارے پاس کوئی بڑی نشانی لائیں، جیسا کہ پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی تکذیب کے وقت نشانیاں لائے حق تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم سے پہلے کوئی بستی والے نشانیوں پر ایمان نہیں لائے، جن کو ہم نے ان نشانیوں کی تکذیب کے وقت ہلاک کیا ہے سو کیا آپ کی قوم نشانیوں اور معجزات پر ایمان لے آوے گی، بلکہ ہرگز یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے، جیسا کہ آپ کو بنایا ہے جن کے پاس ہم فرشتوں کو بھیجا کرتے تھے، جیسا کہ آپ کے پاس بھیجتے ہیں، اگر تم کو یہ معلوم نہ ہو کہ حق تعالیٰ نے صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے تو توریت و انجیل کے ماننے والوں سے پوچھ لو۔

اور اسی طرح ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں، اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے، بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے، اور پانی بھی پیتے تھے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ انبیاء - پارہ ۱۷) ابن جریرؒ نے قتادہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں اور آپ کو ہمارے ایمان لانے پر خوشی ہوگی، تو آپ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیجئے۔

چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی قوم نے جو آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیا جائے۔ لیکن اگر ان کے سوال کو پورا کر دیا جائے، اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائیں تو نزول عذاب کے بارے میں ان کو پھر مہلت نہیں دی جائے گی، اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم سے الغرض اختیار فرمالیں۔

تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ الخ - یعنی ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے، سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے۔

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۹﴾ لَقَدْ

پھر ہم نے جو ان سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کیا یعنی ان کو اور جن جن کو (نجات دینا) منظور ہوا ہم نے نجات دی اور حد (اطاعت) سے گزرنے والوں کو ہلاک کیا۔ ہم تمہارے پاس ایسی

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ ع ۱۰ ۱

کتاب بھیج چکے ہیں کہ اس میں تمہاری نصیحت (کافی) موجود ہے۔ کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے (اور نہیں مانتے) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم

كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ

(یعنی کافر) تھے غارت کر دیں اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی سو جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتے

مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ

دیکھا تو اس بستی سے بھاگنا شروع کیا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو

لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔــلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ

شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے وہ لوگ (نزول عذاب کے وقت) کہنے لگے کہ ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے۔ سو ان کی یہی نغل پکار رہی

حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا (نیست و نابود) کر دیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو۔

اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے، (تو اگر آپ میں یہ چیزیں ہیں تو ان سے نبوت میں کیا قدح لازم آیا، کیونکہ یہ چیزیں منافی نبوت نہیں عابد)۔ یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ کہتے تھے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے، اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔

پھر ہم نے ان انبیاء کرام سے جو نجات کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا، یعنی انبیاء کرام کو اور جو انبیاء کرام پر ایمان لائے، ان کو اس عذاب سے نجات دی، اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔

اور ہم تمہارے نبی کریم کے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں، کہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو اس میں تمہاری عزت و شرافت ہے، کیا پھر بھی اپنی عزت و شرافت کی تصدیق نہیں کرتے۔

اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے کافر و مشرک تھے غارت کر دیں، اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی جو ان کی بستیوں میں آباد ہو گئی۔

سو جب ان مشرکین نے اپنی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو عذاب سے بچنے کے لئے اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا، فرشتوں نے ان سے کہا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو، شاید تم میں سے کوئی ایمان لانے کے بارے میں یا نبی علیہ السلام کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے پاچھے (کہ یہ کر کے کیا گزری)۔

وہ لوگ قتل انبیاء اور نزول عذاب کے وقت کہنے لگے، ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم ہی نبی علیہ السلام کے قتل کرنے میں ظالم تھے۔

سو ان کی یہی واویلا رہی، حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا، جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو، اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو، حضر موت یمن میں ایک بستی ہے، اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس بستی والوں کا تذکرہ فرمایا ہے، حق تعالیٰ نے ان بستی والوں کی طرف ایک نبی بھیجا، انہوں نے اس نبی علیہ السلام کو قتل کر دیا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا
اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں (اور) اگر ہم کو مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس
لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
کی چیز کو مشغلہ بناتے اگر ہم کو یہ کرنا ہوتا بلکہ ہم حق بات کو باطل پر پھینک مارتے ہیں
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَلَهٗ مَنْ فِي
سو وہ (حق) اس (باطل) کا بھیجا نکال دیتا ہے (یعنی اس کو مغلوب کر دیتا ہے) سو وہ (مغلوب ہو کر) دفعۃً جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے ہو۔ اور (حق تعالیٰ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲
کی وہ شان ہے کہ) جتنے کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں۔ اور (ان میں سے) جو اللہ کے نزدیک (بڑے مقبول و مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ
(بلکہ) شب و روز (اللہ کی) تسبیح کرتے ہیں (کسی وقت) موقوف نہیں کرتے۔ کیا (باوجود ان دلائل توحید کے) ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں (بالخصوص) زمین کی چیزوں
يُنْشِرُوْنَ ㉑ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں (یعنی) زمین (یا) آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (واجب الوجود) ہوتا تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سو (ان تقریرات سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ ان امور سے
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ㉒
پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں

حق تعالیٰ نے اس پاداش میں ان بستی والوں پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا، اس نے سب کو قتل کر دیا، کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔

اور ہم نے زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں کہ اوامر و نواہی کی کوئی حاجت نہ ہو۔

کفار جو اس بات کے قائل تھے کہ معاذ اللہ فرشتے حق تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اس کی اب حق تعالیٰ تردید فرماتا ہے کہ اگر ہم کو لڑکیاں یا بیوی یا یہ کہ اولاد ہی بنانی ہوتی تو خاص اپنے پاس کی چیز یعنی حور عین میں سے بناتے۔

بلکہ ہم اس حق بات کو باطل بات پر پھینک مارتے ہیں، سو وہ حق اس باطل کا خاتمہ کر دیتا ہے، یا یہ کہ ہم نے اثبات حق اور ابطال باطل کے لئے پیدا کیا ہے، اور تمہارے لئے اس بات پر بڑا عذاب ہوگا، جو تم کہتے ہو کہ عیاذاً باللہ فرشتے حق تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی مملوک ہیں، جو اللہ کے نزدیک، مقرب فرشتے ہیں، ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے۔ شب و روز حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں، کسی وقت بھی عبادت خداوندی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے اکتاتے نہیں۔

کیا ان کفار مکہ نے خدا کے علاوہ اور معبود بنا رکھے ہیں، زمین کی چیزوں میں سے، جو کسی کو زندہ کرتے ہوں یا پیدا کرتے ہوں (یعنی عاجز مطلق ہیں پھر خدا کیسے ہو سکتے ہیں) اور زمین میں یا آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں کی مخلوقات بھی کبھی کی درہم برہم ہو جاتی، سو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا وہ ان کی باتوں سے جو اس کے لئے اولاد اور شریک ثابت کر رہے ہیں پاک ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ

اور جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے کیا خدا کو چھوڑ کر انہوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں (ان سے) کہیے کہ تم

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

اپنی دلیل (اس دعوی پر) پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب (یعنی قرآن) اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں (یعنی تورات اور انجیل وغیرہ) موجود ہیں۔ بلکہ ان میں زیادہ وہی

يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

ہیں جو امر حق کا یقین نہیں کرتے سو (اس وجہ سے) وہ اعراض کر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں پس میری (ہی) عبادت کیا کرو اور یہ (مشرک) لوگ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو) اولاد بنا رکھی ہے

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

وہ (اللہ تعالیٰ اس سے) پاک ہے بلکہ (وہ فرشتے اس کے) معزز بندے ہیں (ہاں) معزز وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ

(وہ جانتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور وہ بجز اس کے جس کے لئے (شفاعت کرنے کی) خدا تعالیٰ کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ

مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

سب اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ جو کچھ کیا کرتا اور حکم دیتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا، اور بندوں کے اعمال واقوال پر باز پرس کی جا سکتی ہے، کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اپنی دلیل ان معبودان باطل کے دعوی پر پیش کرو، یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب یعنی قرآن کریم ہے، اور مجھ سے پہلے جو مومنین وکافرین گزرے ہیں، ان کی کتابیں موجود ہیں، ان کی کتابوں میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کے اولاد ہے، یا اس کا کوئی شریک ہے۔ بلکہ ان لوگوں میں زیادہ وہی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتے۔

اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں۔

ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا، جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو، کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تاآنکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں، اور میری ہی عبادت کیا کرو۔

اور ان کفار مکہ میں سے بعض یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو اولاد بنا رکھی ہے، توبہ توبہ اس کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، بلکہ وہ فرشتے اس کے بندے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے صلہ میں ان کو معزز ومکرم بنا رکھا ہے، قول وفعل میں بغیر حکم خداوندی کے جبرئیل، میکائیل سے سبقت نہیں کرتے، اور وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے اور بات کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ ان کے امور آخرت اور امور دنیا سب کو جانتا ہے، اور قیامت کے دن وہ فرشتے بجز اس شخص کے جس کے لئے شفاعت کرنے کی حق تعالیٰ کی مرضی ہو کہ حق تعالیٰ نے اس شخص کی توحید کو قبول فرما لیا ہو، اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ

اور ان میں سے جو شخص (فرضاً) یوں کہے کہ علاوہ خدا کے معبود ہوں سو ہم اس کو سزائے جہنم دیں (اور) ہم ظالموں کو ایسی

نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا

ع ۲ / ۲

ہی سزا دیا کرتے ہیں کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے

رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَ

پھر ہم نے دونوں کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا۔ اور ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے۔ کیا (ان باتوں کو سن کر بھی) ایمان نہیں لاتے اور

جَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ

ہم نے زمین میں اس لئے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگوں کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس (زمین) میں کشادہ کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ (ان)

يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾

کے ذریعے) منزل (مقصود) کو پہنچ جائیں اور ہم نے (اپنی قدرت سے) آسمان کو (مثل) ایک چھت (کے) بنایا جو محفوظ ہے اور یہ لوگ اس (آسمان کے اندر) کی (موجودہ) نشانیوں سے اعراض کئے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ

ہوئے ہیں (یعنی ان میں تدبر نہیں کرتے)۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے (وہ نشانیاں یہی ہیں) ہر ایک ایک ایک دائرہ

يَسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾

میں تیر رہے ہیں

اور ان فرشتوں میں سے یا یہ کہ مخلوق میں سے جو شخص فرضاً یوں کہے کہ نعوذ باللہ میں علاوہ خدا کے معبود ہوں، تو ہم اس کے بدلے اسے سزائے جہنم دیں، اور ہم کافروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

کیا ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے، یعنی نہ آسمان سے بارش کا ایک قطرہ گرتا تھا، اور نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی، ایک دوسرے کے ساتھ اس اعتبار سے ملے ہوئے تھے، پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا، اور ایک دوسرے سے جدا کر دیا، کہ آسمان سے بارش ہونے لگی، اور زمین سے نباتات اگنے لگے بلکہ ہم نے مرد و عورت کے پانی سے ہر ایک چیز کو بنایا، جو بارش کے پانی کی محتاج ہے۔ کیا ان باتوں کو سن کر بھی مکہ والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑوں کو جو کہ زمین کے لئے میخیں ہیں، اس لئے بنایا کہ زمین ان کو لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے اس زمین میں گھاٹیاں اور کشادہ کشادہ رستے بنائے، تاکہ وہ لوگ اس رستوں کے ذریعہ سے سفر کی آمد و رفت میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں، اور آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنایا، جو گرنے سے بھی اور بذریعہ ستاروں کی مار کے شیاطین کے استراق سمع سے بھی محفوظ ہے۔

اور یہ اہل مکہ اس آسمان کے اندر کی نشانیوں سے یعنی چاند۔ سورج، ستاروں سے اعراض کئے ہوئے ہیں ان میں تدبر اور غور و فکر نہیں کرتے۔

اور اسی نے چاند و سورج کو مسخر کیا، کہ ہر ایک ایک، ایک دائرہ میں اسی طرح چل رہے ہیں کہ گویا تیر رہے ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔ پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے ہر جاندار

نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تم کو بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں اور پھر (اس زندگی کے ختم پر) تم سب ہمارے پاس چلے آؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

اور یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں (اور آپس میں کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جو تمہارے معبودوں کا (برائی سے) ذکر کیا

اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

کرتے ہیں اور (خود) یہ لوگ (حضرت) رحمٰن کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہیں

اور ہم نے آپ سے پہلے اور انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

یہ آیت کریمہ کفار کے جواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ بدبخت آپ کے انتقال فرما جانے کے منتظر تھے، اور اس کی خوشیاں مناتے تھے (اور موت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں) ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا، اور ہم تم کو سختی اور فراخی سے آزماتے ہیں، یہ دونوں باتیں منجانب اللہ آزمائش ہیں، اور مرنے کے بعد پھر تم سب ہماری طرف چلے آؤ گے، ہم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل اور اس کے ساتھی جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے اپنی گفتگو میں ہنسی کرنے لگتے ہیں، اور آپس میں کہتے ہیں کیا یہی صاحب ہیں جو تمہارے بتوں کا برائی سے ذکر کرتے ہیں، حالانکہ یہ خود حضرت رحمٰن کے ذکر پر انکار اور کفر کیا کرتے ہیں، اور بدبخت کہا کرتے ہیں کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے مسیلمہ کذاب جانتا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے انتقال فرمانے کی خبر دی گئی، آپ نے عرض کیا اے پروردگار پھر میری امت کی کون نگرانی کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ الخ یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

اور ابن ابی حاتمؒ نے سدی سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزر ہوا، یہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جب ابوجہل نے آپ کو دیکھا تو بدبخت ہنسا، اور ابوسفیان سے کہا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں، یہ سنکر ابوسفیان کو غصہ آیا اور کہا کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ بنی عبد مناف میں کوئی نبی ہو، غرضکہ دونوں کی یہ گفتگو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ اور آپ ابوجہل کے پاس لوٹ کر آئے، اور اس کو ڈرایا اور فرمایا کہ تو اس وقت تک اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا، تاوقتیکہ تیرے اوپر بھی وہ ہی عذاب نازل نہ ہو جو دوسروں پر ہوا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ الخ۔ یعنی یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

انسان جلدی ہی (کے خمیر) کا بنا ہوا ہے۔ ہم عنقریب (اس کے وقت آنے پر) تم کو اپنی نشانیاں (قہر کی یعنی سزائیں) دکھائے دیتے ہیں پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ۔ اور یہ لوگ

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ

کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کس وقت آوے گا اگر تم (وقوع عذاب کی خبر میں) سچے ہو　کاش ان کافروں کو اس وقت کی خبر ہوتی جب کہ یہ لوگ (اس) آگ کو نہ اپنے

عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً

سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا　بلکہ وہ آگ (تو) ان کو ایک دم سے آ لے گی

فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

سو ان کو بدحواس کر دے گی پھر نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ عذاب واقع ہو گیا جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ

(اور یہ بھی ان سے) کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کرتا ہوں۔

انسان جلدی ہی خمیر کا بنا ہوا ہے، یا یہ کہ انسان سے مراد نضر بن حارث ہے، کہ وہ جلدی ہی خمیر کا بنا ہوا ہے، اسی بناء پر نزول عذاب کے بارے میں جلدی کرتا ہے۔

ہم عنقریب اپنی وحدانیت کے دلائل آفاق میں دکھلائے دیتے ہیں، یا یہ کہ اپنی عذاب بالسیف کی نشانی عنقریب بدر کے دن دکھائے دیتے ہیں، سو تم وقت آنے سے پہلے نزول عذاب کے بارے میں جلدی مت مچاؤ۔

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وعدۂ عذاب جس سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔

کاش ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، اس وقت کی خبر ہوتی کہ عذاب میں ان کی کیا گت ہوگی، تو یہ ہرگز نزول عذاب کے بارے میں جلدی نہ کرتے۔ نزول عذاب کے وقت تو یہ لوگ اس عذاب کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا کہ اس عذاب کو ان سے دور کر دے۔ بلکہ قیامت کا عذاب ان پر ایک دم سے آئے گا، سو ان کو بدحواس کر دے گا، پھر اپنے اوپر سے نہ اس کو ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی، اور نہ ان کو عذاب کے بارے میں مہلت دی جائے گی۔

اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم نے تمسخر کیا، جیسا کہ آپ کے ساتھ آپ کی قوم تمسخر کرتی ہے، سو جن لوگوں نے انبیاء کرام کے ساتھ تمسخر کیا تھا تو ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا، جس کے ساتھ وہ تمسخر کیا کرتے تھے، یا یہ کہ ان کے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو گیا، اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے یہ بھی فرمائیے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمان کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگرداں (ہی) ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں کہ (عذاب مذکور سے) ان کی حفاظت کر لیتے ہوں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ

وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اور اُن کا ساتھ دے سکتا ہے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں

وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

کو (دنیا کا) خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان پر (اسی حالت میں) ایک عرصہ دراز گزر گیا کیا ان کو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم (ان کی) زمین کو (بذریعہ فتوحات اسلامیہ کے) ہر چہار طرف سے برابر

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ

گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ لوگ غالب آویں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تم کو ڈراتا ہوں اور یہ بہرے جس

الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں۔ اور (ان کی عالی ہمتی کی کیفیت یہ ہے کہ) اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا

لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

لگ جاوے تو یوں کہنے لگیں کہ ہائے ہماری کم بختی واقعی ہم خطاوار تھے۔ اور (وہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے (اور سب کے اعمال کا وزن کریں گے)

یا یہ کہ رحمان کے علاوہ اور کون ہے جو اس کے عذاب سے حفاظت کرتا ہے، بلکہ یہ لوگ اب بھی اپنے رب حقیقی کی توحید اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے والے اور اسے پس پشت ڈالنے والے ہیں۔

کیا ان کے پاس ہمارے سوا ایسے معبود ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کی حفاظت کر لیتے ہوں، وہ بیچارے دوسروں کے عذاب سے کیا حفاظت کرتے، اور ان کی درماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے، اور نہ ہمارے عذاب کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکتا، تو پھر وہ بیچارے دوسروں کا کیا ساتھ دیتے۔

بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے ان کے باپ دادوں کو بہت مہلت دی، تا آنکہ اسی حالت میں ایک زمانہ دراز گزر گیا۔

کیا ان مکہ والوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم ان کی سرزمین کو ہر چہار طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح کرتے چلے آرہے ہیں تو کیا یہ لوگ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں غالب آئیں۔

آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تو صرف وحی یعنی قرآن کریم کے ذریعہ سے تم کو ڈراتا ہوں، اور ان بہروں کو جس وقت دعوت الی الحق دی جاتی ہے، اور اس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے، تو یہ سنتے ہی نہیں، یا یہ کہ آپ ان بہروں کو حق کی بات کہاں سنا سکتے ہیں۔

اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جائے تو یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم نے ہی حق تعالیٰ کا کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ بلکہ ہم قیامت کے روز میزان عدل قائم کریں گے اس میزان کے دو پلے ہونگے اور اس کی زبان بھی ہوگی، اس میں نیکیوں اور برائیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا وزن نہیں کیا جائے گا،

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ

سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کی برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کر دیں گے اور ہم حساب

بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا

لینے والے کافی ہیں اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیوں کے لئے نصیحت کی چیز

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾

(یعنی توریت) عطا فرمائی تھی جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہیں

وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ

اور یہ (قرآن بھی) ایک کثیر الفائدہ نصیحت (کی کتاب) ہے جس کو ہم نے نازل کیا تو کیا پھر بھی تم اس کے منکر ہو اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم

رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ

کو ان کی (شان کے مناسب) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے (ان کا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ

التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾

کیا (واہیات) مورتیں ہیں جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ لوگ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے

اور کسی پر اصلاً ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا، کہ کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی کر دی جائے، اور کسی کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے۔

بلکہ اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اسے وہاں حاضر کر دیں گے، یا یہ کہ اس کا بدلہ دے دیں گے، اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں، یا یہ کہ ہم حفاظت کرنے والے اور جاننے والے کافی ہیں۔

اور ہم نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کو ایک فیصلہ کی یعنی شبہات سے نکالنے کی، یا یہ کہ فرعون پر غلبہ اور قوت اور گمراہی سے روشنی اور اس کے لئے بیان اور کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی، جو متقی اپنے پروردگار سے بن دیکھے اس کی خوشنودی کے لئے اعمال صالحہ کرتے ہیں، اور وہ حضرات عذاب قیامت سے بھی ڈرتے ہیں۔

اسی طرح یہ قرآن کریم بھی ایک کثیر الفائدہ نصیحت کی کتاب ہے، جو اس پر ایمان لائے، یہ اس کے لئے باعث رحمت و مغفرت ہے، جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے، پھر بھی مکہ والو تم اس کے منکر ہو۔

اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے قبل ان کو علم اور خوش فہمی عطا کی تھی، یا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کے زمانہ سے پہلے ان کو نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا، یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت عطا کی تھی، اور ہم ان کے کمالات کو اور یہ کہ وہ اس چیز کے اہل ہیں، خوب جانتے تھے۔

جب کہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور نمرود بن کنعان اور اس کے لوگوں سے کہا یہ کیا واہیات مورتیاں ہیں جن کی تم لوگ عبادت کر رہے ہو۔

وہ لوگ بولے، ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس واسطے ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ

ابراہیمؑ نے کہا کہ بیشک تم اور تمہارے باپ دادے (ان کو لائق عبادت سمجھنے میں) صریح غلطی میں ہو وہ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھ کر) ہمارے سامنے

أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ

پیش کرتے ہو یا دل لگی کرتے ہو۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ نہیں (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہے) وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو

وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ

پیدا (بھی) کیا اور میں اس (دعوٰی) پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔ اور خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم (ان کے پاس سے)

تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿۵۸﴾

چلے جاؤ گے۔ تو (ان کے چلے جانے کے بعد) انہوں نے ان بتوں کو (تبر وغیرہ سے) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیمؑ کی طرف (دریافت

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۵۹﴾ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى

کرنے کیلئے) رجوع کریں۔ کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کو ابراہیمؑ

يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کر کے پکارا جاتا ہے ان بتوں کا (برائی سے) تذکرہ کرتے سنا ہے (پھر) وہ لوگ بولے کہ (جب یہ بات ہے) تو اچھا اس کو سب آدمیوں کے سامنے حاضر کرو تاکہ وہ لوگ

يَشْهَدُونَ ﴿۶۱﴾ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿۶۲﴾

(اس اقرار کے) گواہ ہو جاویں۔ (غرض وہ سب کے روبرو آئے) ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیمؑ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا، بیشک تم اور تمہارے پہلے باپ دادا صریح غلطی اور کفر میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سن کر بولے، اے ابراہیم کیا تم سچی اور حقیقی بات کہہ رہے یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا، بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہ ہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار اور ان کا خالق اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں، اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں، اور حضرت ابراہیم نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی اچھی طرح گت بناؤں گا، جب تم ان کے پاس اپنی عید منانے چلے جاؤ گے۔

چنانچہ جب وہ سب لوگ شہر کے باہر عید منانے گئے، اور حضرت ابراہیمؑ شہر ہی میں رہ گئے تو حضرت ابراہیمؑ ان کے بت خانہ میں گئے۔ تو انہوں نے بڑے بت کے علاوہ سبکو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کہ شاید وہ لوگ اپنی عید سے واپسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں، چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے، اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے، تو کہنے لگے کہ یہ بے ادبی کا کام ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔

ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کا برائی اور ذلت کے ساتھ تذکرہ کرتے سنا ہے۔

یہ سن کر نمرود نے سب سے کہا، اچھا تو ایسے شخص کو سب لوگوں کے سامنے حاضر کرو، تاکہ سب اس کی حرکت یا اس کے قول یا یہ کہ اس کو جو سزا دی جائے، اس پر گواہ ہو جائیں۔

غرض کہ وہ سب کے روبرو آئے تو سب کی طرف سے ان سے نمرود نے کہا۔ ابراہیمؑ کیا تم نے ہمارے بتوں کی گت بنائی ہے۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ ۖ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوا

انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی سو ان (ہی) سے پوچھ لو (تا) اگر یہ بولتے ہوں اس پر وہ لوگ اپنے

إِلَىٰ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنتُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

جی میں سوچے پھر (آپس میں) کہنے لگے کہ حقیقت میں تم ہی لوگ ناحق پر ہو (کہ جو ایسا عاجز وہ کیا معبود ہوگا) پھر (شرمندگی کے مارے) اپنے سروں کو جھکا لیا

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا

(اور یہ بولے کہ) اے ابراہیم تم کو تو یہ معلوم ہی ہے کہ یہ بت (کچھ) بولتے نہیں۔ ابراہیم ؑ بولے فرمایا کہ تو کیا خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تم کو

لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ

نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکے۔ تف ہے تم پر (کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو) اور ان پر بھی جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ﴿٦٨﴾

کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ (آپس میں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کا (ان سے) بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾

(جب انہوں نے متفق ہو کر آگ میں ڈال دیا تو اس وقت) ہم نے (آگ کو حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم ؑ کے حق میں۔

حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا بلکہ اس بڑے گرو جی نے یہ حرکت کی ہے، جس کی گردن میں یہ کدھال لٹکی ہوئی ہے، سو ان ہی سے پوچھ لو نا اگر یہ بولتے ہیں، تاکہ یہ تم کو خود بتا دیں کہ کس نے ان کی پٹائی کی ہے۔

اس پر وہ لوگ اپنے کو ملامت کرنے لگے، اور ان کے سردار نمرود نے ان سے کہا کہ حقیقت میں حضرت ابراہیم ؑ کے مقابلہ میں تم ہی ناحق پر ہو، اور وہ حق پر ہیں۔

پھر شرمندگی کے مارے اپنے سروں کو جھکا لیا، اور پھر اپنی سابقہ بات پر آ گئے، اور نمرود بولا اے ابراہیم تم کو تو بخوبی معلوم ہی ہے کہ بت کچھ بولتے وولتے نہیں تو ان سے کیا پوچھیں کہ کس نے ان کو توڑا ہے۔

اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی خوب خبر لی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو کہ وہ تمہاری اس عبادت کرنے میں نہ تم کو کچھ نفع پہنچا سکے اور ترک عبادت میں تم کو کچھ نقصان پہنچا سکے۔

تمہارے لئے بربادی اور تم پر افسوس ہے، اور ان پر بھی جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو، کیا تمہارے میں انسانوں والا ذہن نہیں، اور تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو تم کو نفع و نقصان کچھ بھی نہ پہنچا سکے، وہ ہرگز کسی بھی صورت میں عبادت کے لائق نہیں۔

ان کا سردار نمرود یہ سنکر بولا کہ عیاذ باللہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو، اور ان سے اپنے معبودوں کا بدلہ لو، اگر تم کو کچھ کرنا ہو، تو بس ان کو آگ میں ڈال دو (انہوں نے اپنی کارروائی کی)، ہم نے آگ کو حکم دیا کہ گرمی سے ٹھنڈی اور ٹھنڈک سے بے گزند ہو جا، ابراہیم علیہ السلام کے حق میں، اور اگر حق تعالیٰ

زیادہ ٹھنڈک سے بے گزند ہونے کا حکم نہ فرماتا تو

ٹھنڈک شدت حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو تکلیف

پہنچاتی۔

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ

اوران لوگوں نے ان کے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام کر دیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اور (ان کے برادر زادے) لوطؑ کو ایسے ملک (یعنی شام)

الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا

کی طرف بھیجکر بچا لیا جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے واسطے (خیرو) برکت رکھی ہے۔ اور (ہجرت کے بعد) ہم نے ان کو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان

جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ

سب کو (اعلےٰ درجہ کا) نیک کیا اور ہم نے ان کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے

فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا

کرنے کا اور (خصوصًا) نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔ اور وہ (حضرات) ہماری عبادت (خوب) کیا کرتے تھے اور لوط (علیہ السلام)

آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ

کو ہم نے حکمت اور علم (جو شان انبیاء کے مناسب ہوتا ہے) عطا فرمایا اور ہم نے اُن کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ﴿٧٤﴾ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ

بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہ وہ بڑے

الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

نیکوں میں تھے۔ اور نوحؑ (کے قصہ) کا تذکرہ کیجئے جبکہ اس (زمانۂ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور ان کے تابعین کو

ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کی کاروائی کی تھی، سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام و رسوا کر دیا۔

اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے، اور لوط علیہ السلام کو خسف سے بچا کر ان دونوں کو سرزمین مقدس، فلسطین اور اردن کی طرف بھیج دیا، جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لئے پانی اور پھلوں کی بھی برکت رکھی تھی۔

اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا کیا، اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد میں نبوت عطا کی، اور ہم نے ان سب کو مقتدا بنایا، کہ ہمارے حکم و اطاعت کی طرف مخلوق کو دعوت دیا کرتے تھے۔

اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا یا یہ کہ توحید کی طرف دعوت دینے کا خصوصًا نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا، اور وہ حضرات ہماری خوب اطاعت کیا کرتے تھے۔

اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے فہم سلیم اور نبوت عطا کی، اور سدوم بستی سے نجات دی، جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے، یعنی لواطت (کبوتر بازی، گانا بجانا، داڑھی کٹانا وغیرہ جو موجودہ زمانہ کی خاص تہذیب ہے) بلاشبہ وہ لوگ اپنے کفر میں بڑے بدذات اور ان افعال لواطت وغیرہ میں بلھبت ہی بدکار تھے۔ اور ہم لوط علیہ السلام کو آخرت میں جنت میں داخل کریں گے، یا یہ کہ ان کو دنیا میں بھی نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور وہ انبیاء کرام کے طریقہ پر تھے۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا، ان کا وہ واقعہ بھی ذکر کیجئے، جب کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے اپنے پروردگار سے دعا کی، سو ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور ان کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ

بڑے بھاری غم سے نجات دی اور (نجات اس طرح دی کہ) ہم نے ایسے لوگوں سے ان کا بدلہ لیا جنہوں نے ہمارے حکموں کو (جو کہ نوح علیہ السلام لائے تھے) جھٹلایا تھا

كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ

بلاشبہ وہ لوگ بہت برے تھے اس لئے ان سب کو ہم نے غرق کر دیا اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام، کے قصہ) کا تذکرہ کیجیے جبکہ دونوں

فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿٧٨﴾

کسی کھیت کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ اس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں (اور اس کو چر گئیں) اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ

رہے تھے سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دی اور (یوں) ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ (ان کی

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ

تسبیح کے ساتھ) وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے اور ہم نے ان کو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی تاکہ وہ (زرہ) تم کو

مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ

لڑائی (میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کرو گے بھی (یا نہیں) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم

بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾

سے اُس سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (مراد ملک شام ہے) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں

غرق سے نجات دی۔

اور ہم نے ایسی قوم سے بدلہ لیا جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کی تکذیب کی، بلاشبہ وہ لوگ اپنے کفر میں بہت برے تھے، اس لئے ہم نے ان سب کو طوفان کے ذریعہ غرق کر دیا۔

اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو بھی ہم نے نبوت اور حکمت کے ساتھ اعزاز عطا کیا، ان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے، جب کہ وہ دونوں کسی قوم کے انگوروں کے باغ کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے، جس کھیت میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں جا پڑی تھیں (اور اس کھیت کو کھا گئی تھیں)۔ اور ہم حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلہ کو جاننے والے تھے۔

سو ہم نے اس فیصلہ کی آسان صورت کی سمجھ سلیمان علیہ السلام کو دے دی، اور یوں ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور نبوت عطا کی تھی، اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ جس وقت وہ تسبیح کیا کرتے تھے، پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا، کہ وہ بھی اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے، اور اسی طرح پرندوں کو بھی، اور ان کاموں کے کرنے والے ہم تھے (اور ہم قادر مطلق ہیں، اس لئے اس پر تعجب بے سود ہے)۔

اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے لئے سکھلائی، تاکہ وہ زرہ تم کو لڑائی میں تمہارے دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچائے، سو تم اس زرہ کی نعمت کا شکر کرو گے بھی (یا نہیں)۔

اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا، اور وہ حق تعالیٰ کے حکم سے، بایں کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اصطخر سے اس سرزمین کی طرف چلتی، جس میں ہم نے پھلوں وغیرہ کی برکت رکھی ہے، یعنی شام، اردن، فلسطین اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اس لئے ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا

اور بعضے بعضے شیطان ایسے تھے کہ سلیمان ؑ کے لئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال کریں) اور وہ اور اور کام بھی اس کے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے

لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

والے ہم تھے۔ اور ایوب ؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

زیادہ مہربان ہیں ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا

(گنتی میں) ان کے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب سے اور اسمٰعیل ؑ اور ادریس ؑ اور ذوا

الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

الکفل کا تذکرہ کیجئے (یہ) سب (احکام الٰہیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگوں سے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والوں میں سے تھے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ

اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس ؑ) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی داروگیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا

اور شیاطین یعنی جنات میں سے بھی ہم نے ایسوں کو مسخر کر دیا تھا، جو سلیمان علیہ السلام کے لئے دریاؤں میں لگایا کرتے تھے تاکہ جواہرات اور موتی سمندروں میں سے نکال کر ان کے پاس لائیں، اور وہ اس غوطہ زنی کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کے لئے تعمیرات وغیرہ کے بھی کام کیا کرتے تھے، اور ان جنات کے سنبھالنے والے ہم تھے، تاکہ ان میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

اور ایوب علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجئے، جب کہ انہوں نے بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے جسمانی بہت تکلیف پہنچ رہی ہے، آپ مہربانی فرمائیں، اور اس تکلیف سے مجھے نجات دیں۔

سو ہم نے اُن کی دعا قبول کی، اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا، اور جنت میں ہم نے ان کا کنبہ جو دنیا میں ہلاک ہو گیا تھا عطا کیا، اور جتنا ہلاک ہو گیا تھا اس کے برابر اس دنیا میں بھی عطا کیا، یہ سب اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور مؤمنین کے لئے یادگار کے سبب سے۔

اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کا بھی تذکرہ کیجئے، یہ سب احکام الٰہیہ تشریعیہ، و تکوینیہ پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں تھے، ہم ان کو آخرت میں اپنی جنت میں داخل کریں گے، اور ذوالکفل علیہ السلام کے علاوہ یہ سب نبی تھے اور ذوالکفل نبی نہیں تھے، بلکہ ایک صالح نیکو کار شخص تھے۔

اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے، جب کہ وہ اپنے بادشاہ سے خفا ہو کر چل دیئے، اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس دن کے چلے جانے پر کوئی داروگیر نہیں کریں گے (خدا کے حکم سے ان کو مچھلی نگل گئی) پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا، ایک اندھیرا قعر دریا کا، دوسرا شکم ماہی کا، تیسرا مچھلی کی آنتوں، غرضیکہ ان تاریکیوں میں دعا کی

أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ

کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں میں بے شک قصور وار ہوں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ

ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب و بلا سے) نجات دیا کرتے ہیں اور زکریا ؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب

لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

مجھ کو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجھ کو فرزند دیجئے کہ میرا وارث ہو) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ہم نے ان کو یحییٰ (فرزند) عطا فرمایا

وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا

اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھیں) اولاد کے قابل کر دیا۔ یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری

وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے اور اس بی بی (مریم ؑ) کا بھی تذکرہ کیجئے جنہوں نے اپنے ناموس کو (مردوں سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر

رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً

ہم نے ان میں (بواسطہ جبرئیل ؑ) اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند (عیسیٰ ؑ) کو دنیا جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنادی۔ یہ ہے تمہارا طریقہ کہ (جس پر تم کو رہنا چاہئے)

وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

وہ ایک ہی طریقہ ہے۔ اور میں تمہارا رب (حقیقی) ہوں سو تم میری عبادت کیا کرو۔

کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں، میں آپ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں، بے شک میں قصوروار ہوں کہ بغیر آپ کے حکم کے ناراض ہوا۔

ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا، اور ان کو تاریکیوں کی گھٹن سے نجات دی، اور اسی طرح ہم اور ایمان والوں کو بھی غم و پریشانی سے دعا کے وقت نجات دیا کرتے ہیں۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ زکریا علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجئے، جب کہ انہوں نے دعا کی، اے میرے پروردگار مجھے لاوارث تنہا بغیر کسی مددگار کے نہ رکھیو، یوں تو سب مددگاروں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی، اور ان کو نیک بخت فرزند یحییٰ عطا کیا، اور ان کی خاطر سے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا، یہ انبیاء کرام یا یہ کہ حضرت زکریا ؑ اور یحییٰ نیک کاموں کی طرف سبقت کرتے تھے، اور اس احسن طرح ہم کو پکارتے تھے، یا یہ کہ جنت کی امید اور دوزخ کے خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے، اور ہمارے سامنے تواضع اور اطاعت کے ساتھ رہتے تھے۔

اور ان کی بی بی مریم علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے، جنہوں نے اپنے ناموس کو بچایا، پھر ان کے گریبان میں ہمارے حکم سے جبریل علیہ السلام نے ہماری روح پھونک دی، اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لئے بالخصوص بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنادی، کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوا، اور مردوں میں سے بغیر کسی کے ہاتھ لگائے اور قریب آئے ہوئے حضرت مریم علیہ السلام کے ولادت باسعادت ہوئی، (جو اوپر انبیاء کرام کا طریقہ توحید معلوم ہوا ہے) اے لوگو یہ ہے تمہارا پسندیدہ طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے، اور حاصل یہ کہ میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں، میری ہی اطاعت کیا کرو۔

ع ۶/۸

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا (سو اس کی سزا دیکھیں گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں سو جو شخص نیک کام کرتا

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَ

ہوگا اور [redacted] ایمان والا بھی ہوگا سو اس کی محنت اکارت جانے والی نہیں اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور ہم

حَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ

جن بستیوں کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہیں ان کے لئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ (دنیا میں) پھر لوٹ کر آویں۔ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے

وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

جاویں گے اور وہ (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے (معلوم) ہوں گے اور (وہ رجوع و بعث کا) سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا

فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ

تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاویں گی۔ (اور یوں کہتے نظر آویں گے) کہ ہائے کمبختی ہماری ہم اس (امر) سے غفلت میں تھے

هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾

بلکہ (واقعی یہ ہے کہ) ہم ہی قصور وار تھے۔

مگر لوگوں نے اس حقیقت کے باوجود اپنے درمیان اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا، یہودیوں نے علیحدہ دین اور عیسائیوں نے علیحدہ اور مجوس نے اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کر لیا، باقی ہر ایک گروہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔

سو جو شخص حق تعالٰی کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوگا، اور وہ اپنے ایمان میں سچا بھی ہوگا، تو اس کے اعمال صالحہ کا ثواب اکارت نہیں جائے گا، بلکہ اسے اس کے ان اعمال پر ثواب دیا جائے گا، اور اس کو بدلہ اور ثواب دینے والے ہیں، یا یہ کہ ہم اس کے ان اعمال لکھ لیتے ہیں، اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور مکہ والوں کے لئے جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں، جن کو ہم نے کفر کے ساتھ ذلیل کیا ہے، ان کے لئے توفیق ہدایت ناممکن ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں۔

یا یہ مطلب ہے کہ مکہ والوں میں سے جن لوگوں کو ہم نے بدر کے دن تہ تیغ کر کے ہلاک کر دیا ہے، ان کے لئے دنیا میں لوٹ کر آنا بامتناع شرعی ناممکن ہے۔

یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں (اور قیامت قائم ہوگی) تو اس وقت [redacted] یہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے۔

اور وہ یاجوج ماجوج (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر ایک ٹیلہ اور بلندی سے نکلتے (معلوم) ہوں گے، اور ان کے سد ذوالقرنین سے نکلنے کے وقت قیامت بالکل قریب آجائے گی۔

بس پھر (اس کے واقع ہوتے ہی) یہ قصہ ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے انکار کرنے والوں کی ایک دم سے آنکھیں ذلیل و خوار ہو کر پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

اور یوں کہتے نظر آویں گے ہائے ہماری کمبختی ہم اس دن سے غفلت میں تھے، بلکہ واقعۃً ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے منکر تھے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ

بلاشبہ تم (اے مشرکین) اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے (اور) تم سب اس میں داخل ہوگے (اور یہ بات سمجھنے کی ہے کہ)

هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ۖ وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا

اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) میں کیوں جاتے اور سب (عابدین و معبودین) اس میں ہمیشہ کو رہیں گے (اور) ان کا اس میں شور ہوگا اور وہاں (اپنے غل

يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾

شور میں کسی کی) کوئی بات سنیں گے بھی نہیں (یہ تو وہ زخیوں کا حال ہوا اور) جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس (دوزخ) سے (اس قدر) دور رکھے جاویں گے

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ

(کہ) اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) ان کو بڑی گھبراہٹ (یعنی نفخہ ثانیہ سے

الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾

زندہ ہونے کی) غم میں نہ ڈالے گی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے ان کا استقبال کریں گے (اور کہیں گے کہ) یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

بلاشبہ اے مکہ والو تم اور تمہارے یہ بت سب دوزخ کا ایندھن ہیں، اور تم سب اور یہ تمہارے بت دوزخ میں داخل ہونگے اگر یہ بت واقعی تمہارے معبود ہوتے تو اس دوزخ میں کیوں داخل ہوتے، یہ سب عابد و معبود اس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے۔

اور ان کا دوزخ میں شور و غل اور گدھے جیسی آوازیں ہوں گی (معاذ اللہ) اور وہ دوزخ رحمت شفاعت دوزخ سے نکلنے اور نرمی وغیرہ کی کوئی بات بھی نہ سنیں گے، اور نہ وہاں دیکھیں گے۔

اور جن حضرات کے لئے ہماری طرف سے جنت مقدر ہو چکی، جیسا کہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہ السلام وہ دوزخ سے نجات میں رہیں گے، اور اس سے اس قدر دور رکھے جائیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے، اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور جب دوزخ پر کی جائے گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیا جائے گا یہ بھی ان کو غم میں نہ ڈالے گی اور جنت کے دروازے پر ان حضرات کا فرشتے بشارت و خوشخبری دینے کے ساتھ استقبال کریں گے اور کہیں گے یہ ہے وہ تمہارا دن جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ الخ سے لے کر یہاں تک یہ آیت عبداللہ بن زبعری کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بتوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ الخ نازل ہوئی۔ تو ابن زبعری نے کہا کہ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور حضرت عزیر ان کی پرستش ہوتی ہے، یہ سب ہمارے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ الخ۔ یعنی جن حضرات کے لئے جنت مقدر ہو چکی، وہ دوزخ سے اس قدر دور رہیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے، اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا تا يَخِصِّمُونَ الخ۔

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ

وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخۂ اولیٰ کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے (اور) ہم نے جس طرح اول بار پیدا

وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿١٠٤﴾ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ

کرنے کے وقت (ہر چیز کی) ابتدا کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے (اور) ہم ضرور (اس کو پورا) کریں گے اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح

١٠٦ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ

محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔ بلاشبہ اس (قرآن) میں (ہدایت کا) کافی مضمون ہے ان لوگوں کیلئے جو بندگی کرنیوالے ہیں

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

اور ہم نے (ایسے مضامین نافع دے کر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے۔ آپ (بطور خلاصہ کے مکرر) فرما دیجئے کہ میرے پاس تو وحی

وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ

آتی ہے کہ تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی معبود ہے سو اب بھی تم مانتے ہو (یا نہیں یعنی اب تو مان لو) پھر (بھی) اگر یہ لوگ سرتابی کریں تو (بطور اتمام حجت کے) آپ فرما دیجئے کہ میں تم کو نہایت صاف اطلاع کر چکا

اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

ہوں اور میں یہ جانتا نہیں کہ جس (سزا) کا تم سے وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے (البتہ وقوع ضرور ہوگا) کیونکہ اللہ کو (تمہاری) پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو (بات)

یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾

تم دل میں رکھتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔

اور قیامت کا دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے، کہ جس دن ہم آسمانوں کو ہم اپنے داہنے ہاتھ پر اس طرح لپیٹ لیں گے، جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اور جس طرح اول بار ان کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا تھا، اسی طرح پھر دوبارہ قبروں سے پیدا کر دیں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔

اور ہم داؤد علیہ السلام کی زبور میں توریت کے بعد لکھ چکے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں، کہ سرزمین جنت کے مالک میرے موحد بندے ہوں گے یا یہ کہ ارض مقدسہ کے وارث بنی اسرائیل کے نیکوکار یا اخیر زمانہ کے نیکوکار ہوں گے، اور وہاں اتریں گے۔

بلاشبہ اس قرآن کریم میں موحدین کے لئے کافی مضمون ہے، یا یہ کہ اوامر و نواہی کے ذریعہ نصیحت ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا، مگر جن و انس میں سے جو آپ پر ایمان لائے، اس پر عذاب سے رحمت و نعمت کے لئے بھیجا ہے۔

بس آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس تو اس قرآن کریم کے ذریعہ سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی ایک ہی معبود وحدہ لاشریک ہے، اب بھی لہٰذا تم خلوص کے ساتھ توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان اور اخلاص سے سرتابی کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم کو صاف اطلاع کر چکا ہوں، جس میں ذرہ برابر خفا نہیں کہ میری مدد کی جائے گی اور تم کو انکار پر سزا ملے گی۔

باقی میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب قریب ہے یا دراز، اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار کہی ہوئی اور کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات تم دل میں رکھتے ہو یا جو کام چھپا کر کرتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ

اور میں (بالتیقین) نہیں جانتا (کہ کیا مصلحت ہے) شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے لئے (صورۃ) امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو پیغمبر نے (باذن الٰہی) کہا کہ میرے

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

رب فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور (پیغمبر نے کفار سے یہ بھی فرمایا کہ) ہمارا رب (ہم پر) بڑا مہربان ہے جس سے ان باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو۔

۷ ع ۱۹ النصف

اٰیَاتُهَا ۷۸ ـــــ (۲۲) سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِیَّةٌ (۱۰۳) ـــــ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾ یَوْمَ تَرَوْنَهَا

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی جس روز تم لوگ اس (زلزلہ)

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاوینگی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ﴿۲﴾

اور (اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں گے ولیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز۔

اور تم پر کب عذاب ہوگا، اس کی بھی اسی کو خبر ہے (مجھے علم غیب نہیں) باقی بالیقین میں نہیں جانتا شاید تاخیر عذاب تمہارے لئے امتحان ہو، اور نزول عذاب کے وقت محدود تک فائدہ پہنچانا ہو۔

آپ فرما دیجئے کہ میرے اور مکہ والوں کے درمیان حق اور عدل کے موافق فیصلہ فرما دیجئے، اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے ہم ان جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں جو تم بنایا کرتے ہو۔

(سورۂ حج) یہ سورت مکی ہے بجز ان پانچ آیتوں کے یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ الخ یہ دو آیتیں اور اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ الخ یہ دو آیتیں اور آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا الخ۔ یہ پانچوں آیتیں مدنی ہیں، قرآن کریم میں جس مقام پر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کے ساتھ خطاب ہو وہ آیت مدنی ہوتی ہے، اور جس جگہ پر یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کے ساتھ خطاب ہو وہ مکی اور مدنی دونوں ہوتی ہے، اور آپ کو کوئی ایسی آیت مکی نہیں ملے گی جس میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب ہو گا۔

اس سورت میں اٹھتر آیتیں اور ایک ہزار دو سو اکیانوے (۱۲۹۱) کلمات اور پانچ ہزار ایک سو پینتالیس (۵۱۴۵) حروف ہیں۔

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) یہ خطاب خاص و عام دونوں طریقہ پر ہوتا ہے، باقی اس مقام پر عام ہے کہ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو، اور اس کی اطاعت کرو، کیونکہ قیام قیامت کا زلزلہ ایک بڑی ہیبتناک چیز ہو گی۔

جس روز نفخۂ اولیٰ کے وقت تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے تو اس روز یہ حال ہو گا کہ تمام دودھ پلانے والیاں ہیبت کے مارے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی، اور تمام حمل والیاں اپنے پیٹ کے بچوں کو ایام پورا ہونے سے پہلے ہی ڈال دیں گی۔

اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے، حالانکہ وہ کسی نشہ آور چیز کی وجہ سے نشہ میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز جس کے خوف کے مارے لوگوں کی حالت نشہ والوں کی سی ہو جائے گی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی ذات یا صفات میں) بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

جس کی نسبت (خدا کے یہاں سے) یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شخص اس سے تعلق رکھیگا (یعنی اس کا اتباع کریگا) تو اس کا کام یہی ہے کہ وہ اس کو (راہ حق سے) بے راہ کردیگا اور اسکو عذاب دوزخ کا

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

رستہ دکھلا دیگا۔ اے لوگو اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ (زندہ ہونے سے) شک (وانکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ

(جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور (بعضی) ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت)

لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

ظاہر کردیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بناکر باہر لاتے ہیں پھر

اور بعضے آدمی ایسے ہیں یعنی نضر بن حارث جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بے جانے بوجھے اور بغیر کسی حجت و دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور ہر ملعون شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔

جس شیطان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو اس کا اتباع کرے گا تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو راہ حق سے بے راہ کردے گا، اور اس کو عذاب دوزخ کا رستہ بتلادے گا یعنی ایسی باتیں اس سے کروائے گا، جس سے دوزخ واجب ہو جائے۔

اے مکہ والو اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے امکان سے شک وشبہ میں ہو تو ذرا اپنی ابتدار آفرینش کے بارے میں غور کرلو، کیونکہ ابتدار پیدا کرنے سے پھر تمہارا دوبارہ زندہ کرنا زیادہ مشکل نہیں، کیونکہ ہم نے اول بار تم کو بواسطہ حضرت آدم مٹی سے بنایا (اور اب بھی مٹی سے کیونکہ غذا جس سے نطفہ بنتا ہے، اول عناصر سے پیدا ہوتی ہے، جس میں ایک جزء مٹی بھی ہے عابد)۔ پھر اس کے بعد ہم نے تم کو نطفہ سے بنایا، اور پھر نطفہ کے بعد خون کے لوتھڑے سے (جو نطفہ میں غلظت اور سرخی آنے سے حاصل ہوتا ہے) پھر تازہ بوٹی سے جو کہ لوتھڑے میں سختی آنے کے بعد حاصل ہوتا ہے، کہ اس بوٹی میں بعض کے پورے اعضا بنا دیتے ہیں، اور بعض کو ناتمام ہی گرا دیتے ہیں، تاکہ ہم قرآن کریم تمہاری ابتدائی پیدائش اور اس کی حقیقت کو ظاہر کردیں، اور ہم رحم مادر میں جس نطفہ کو چاہتے گرنے سے ایک مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں، یا یہ کہ رحم مادر میں ہم جس بچہ کو چاہتے مہینوں کی ایک مدت معینہ یعنی وضع حمل تک ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر اس مدت معینہ کے بعد ہم تم کو بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لاتے ہیں

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورہ حج)

فرمان الٰہی، (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ الخ۔ ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابومالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان خداوندی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے (پہلے ہی) مر جاتے ہیں اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر (یعنے زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ

باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے

وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا

اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کر دے گا اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ تو کے بارے میں بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

(یعنی علم استدلال عقلی) اور بدون کسی روشن کتاب (یعنی علم استدلال نقلی) کے تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے (یعنی دین حق سے) بے راہ کر دیں اور ایسے شخص کے لئے دنیا

تاکہ تم میں سے بعض اپنی بھری جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں، یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تیس سال تک کے ہو جائیں، اور بعضے تم میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلوغ سے قبل ہی ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں، یعنی زیادہ بڑھاپے کی حالت میں وہ ہی سابقہ شیر خوار بچہ کی حالت ہو جاتی ہے، جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کی سمجھ اور اس سے باخبر ہوتے ہوئے پھر اسی چیز سے بے سمجھ اور بے خبر ہو جاتے ہیں (کہ ابھی ایک بات بتلائی اور ابھی پھر پوچھ رہے ہیں)۔

اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ویران پڑی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں، تو وہ سبزی کے ساتھ ابھرتی ہے، یا یہ کہ اس میں حرکت اور پانی سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہوتی ہے، اور سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے، اور پانی کی وجہ سے ہر قسم کے خوشنما نباتات اگاتی ہے۔

یہ جو کچھ تمہاری تبدیلی احوال پر اور زمین کی حالت کی تبدیلی سے قدرت خداوندی کا ظہور فرمایا یہ سب اس لئے کیا تاکہ تم اب جان لو اور اس بات کا اقرار کر لو کہ حق تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور اسی کی عبادت برحق ہے، اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے، اور وہ ہی موت و حیات ہر چیز پر قادر ہے۔

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے، اور اس کے آنے اور قائم ہونے میں ذرا شبہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ قیامت میں جزا و عقاب کے لئے قبر والوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔

اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دین الہی اور کتاب خداوندی میں بدون واقفیت علم ضروری بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے اپنی گردن مٹکاتے ہوئے اور آیات خداوندی سے اعراض اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں۔

تاکہ دوسرے لوگوں کو دین الہی اور اطاعت خداوندی سے بے راہ کر دیں، ایسے شخص کے لئے دنیا میں

خِزْیٌ وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰكَ

میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلتی آگ کا عذاب چکھاویں گے۔ (اور اس سے کہا جاویگا) کہ یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ ع ۸

اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (پس تجھ کو بلا جرم سزا نہیں دیگا) اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور) پر کرتا ہے (جیسے کسی چیز کے

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ

کنارہ پر (کھڑا) ہو پھر اگر اس کو کوئی (دنیوی) نفع پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے (ظاہری) قرار پالیا اور اگر اس پر کچھ آزمائش ہوگئی تو منہ اٹھا کر (کفر کی طرف) چل دیا (جس سے)

خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان (کہلاتا) ہے خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو

رسوائی ہے، یعنی بدر کے دن ذلیل ہو کر مارا جائے گا، اور ہم قیامت کے دن جلتی ہوئی آگ کا عذاب یا سخت عذاب اس کو چکھائیں گے۔

اور اس سے کہا جائے گا کہ بدر کے دن جو تو مارا گیا اور اب یہ سزا ملی، یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے شرکیہ کاموں کا بدلہ ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور حق تعالیٰ بغیر جرم وقصور کے اپنے بندوں کی گرفت فرمانے والا نہیں۔

اور بعض آدمی حق تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے، جیسے کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو، اور شک اور کسی نعمت کے انتظار میں گرفتار ہو، یہ آیت بنو حلاف منافقین بنی اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

پھر اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ گیا تو ظاہری طور پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

اور اگر کسی قسم کی کوئی سختی لاحق ہو گئی تو اپنے سابقہ مشرکانہ دین کو اختیار کر لیا، جس سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، دنیا کی ذات کو برباد کیا اور آخرت میں جنت ہاتھ سے چھوٹی، یہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کا نقصان کھلا ہوا نقصان کہلاتا ہے

اور یہ بنو حلاف عبادت خداوندی کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ الخ امام بخاری رح نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ آدمی مدینہ منورہ آکر اسلام قبول کر لیتا تھا، پھر اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہو جائے، اور اس کی گھوڑی بچہ دیدے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے، اور اگر اس کی بیوی کے لڑکا نہ پیدا ہوا، اور اس کی گھوڑی نے بچہ نہ دیا تو بولتا کہ یہ دین برا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض آدمی حق تعالیٰ کی ایسے طور پر کرتا ہے، جیسے کوئی کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو الخ۔

اور ابن مردویہ نے عطیہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رض سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہوا، اسلام لاتے ہی اس کی بینائی مال و اولاد سب چیزیں جاتی رہیں، اس نے اسلام سے بدفالی لی اور بولا میرے اس دین سے مجھے معاذ اللہ کوئی بھلائی نہیں پہنچی، میری نگاہ اور مال جاتا رہا، میرا لڑکا مر گیا، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ۔

لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ

نہ اس کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ اس کو نفع پہنچا سکتا ہے یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔ وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے کہ اس (کی عبادت) کا ضرر بہ نسبت

مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کے نفع کے زیادہ قریب الوقوع ہے (اور) ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾

اور اچھے کام کئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل فرما دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

جو شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کر کے) اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کرے گا تو اس کو چاہیئے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے

اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾

پھر (اس کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ کر اگر ہو سکے) اس وحی کو موقوف کرا دے تو پھر (اب) غور کرنا چاہیئے آیا اس کی (یہ) تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو (یعنی وحی کو) موقوف کر سکتی ہے۔

کہ نہ ان کو عبادت نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچا سکتی ہے، اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچا سکتی ہے، یہ بھی حق و ہدایت سے انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

اور یہ بنو الحلاف، ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا نقصان بہ نسبت اس کے نفع کے بہت زیادہ قریب الوقوع ہے ایسا کارساز بھی برا ہے، اور ایسا رفیق بھی برا، یعنی جس معبود کی عبادت اس کے پرستش کرنے والے کے لئے نقصان و عذاب کا باعث ہو تو ایسا معبود بہت برا ہے۔

اور حق تعالیٰ تو ایسا منعم حقیقی ہے کہ جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور اچھے کام کئے تو حق تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا، جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے کہ جس کو چاہے شقی بنائے اور جس کو چاہے سعادت سے بہرہ ور فرمائے، اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اس بات کا خدشہ ہے کہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مدد نہیں کی جائے گی تو آپ کی اتباع کرنے سے ہمارے اور یہود کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، اس پر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلبہ و نصرت و شوکت کے ساتھ دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا تو وہ ایک رسی اپنے مکان کی چھت میں باندھ کر اس سے اپنا گلا گھونٹ لے، اور پھر اپنے متعلق غور کرے کہ اس کے اس اپنا گلا گھونٹنے نے جو اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ تھا، اس کا تدارک کیا یا نہیں۔

اور اس آیت کی ایک اور طریقہ پر تفسیر کی گئی کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آپ کو رزق عطا کر کے اور آخرت میں ثواب دے کر مدد نہیں فرمائے گا تو وہ اپنے مکان کی چھت میں ایک رسی باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اس رسی کو کاٹ ڈالے، اس کے بعد دیکھے کہ اس کا گلا گھٹنے نے اس کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیظ و غضب تھا وہ ختم کیا، یا اب بھی باقی ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور ہم نے اس (قرآن) کو اسی طرح اتارا ہے جس میں کھلی کھلی دلیلیں (تعیین حق کی) ہیں اور بات یہ (ہی) ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (حق کی) ہدایت کرتا ہے اس میں کوئی شبہ

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

نہیں کہ مسلمان اور یہود اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾

اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان میں قیامت کے روز (عملی) فیصلہ کردیگا (مسلمانوں کو جنت میں داخل کردیگا اور کافروں کو دوزخ میں) بے شک خدا تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ

اے مخاطب کیا تجھ کو (عقل سے یا مشاہدہ سے) یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب) سب عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج

وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ

اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے (تو) آدمی بھی۔

وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور بہت سے ایسے ہیں جن پر (بوجہ منقاد نہ ہونے کے) عذاب ثابت ہوگیا ہے اور سچ یہ ہے کہ جسکو خدا ذلیل کرے (اور اس کو توفیق ہدایت نہ ہو) اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں

يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾ السجدة

اللہ تعالیٰ (کو) اختیار ہے جو چاہے سو کرے

اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے، جس میں حلال وحرام کی واضح آیتیں ہیں، اور جو شخص ہدایت کا اہل ہوتا ہے، حق تعالیٰ اسے اپنے دین کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور مدینہ منورہ کے یہودی اور صابئین جو نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے، اور نجران کے عیسائی یعنی سید و عاقب اور سورج اور آگ کی پرستش کرنے والے اور مشرکین عرب اللہ تعالےٰ ان سب کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ فرما دے گا، حق تعالیٰ ان کے اختلاف اور ان کے اعمال سے واقف ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس عجیب بات کا علم نہیں ہوا کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب عاجزی کرتے ہیں، جو مخلوقات کہ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہیں، جیسا کہ مومنین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے (مگر انسان باوجود سب سے زیادہ عاقل ہونے کے اس میں سے) بہت سے تو منقاد، ان کے لئے جنت ثابت ہوگئی، اور وہ مومنین ہیں اور بہت ایسے ہیں (کہ بوجہ منقاد نہ ہونے کے ان پر دوزخ کے عذاب کا استحقاق ثابت ہوگیا، جیسا کہ کافر جس کو خدا شقاوت میں مبتلا کر کے ذلیل وخوار کرے، اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں، کہ اس کو سعادت دیدے۔

یا یہ کہ جسے حق تعالیٰ برائیوں کے ذریعہ ذلیل کرے، اسے مغفرت خداوندی کی وجہ سے کوئی عزت دینے والا نہیں، حق تعالیٰ کو اختیار ہے، جو چاہے سو کرے، خواہ کسی کو اہل شقاوت میں سے بنائے، یا سعادت والوں میں سے اور خواہ کسی کو اہل معرفت میں سے کرے، یا غیر معرفت میں سے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ

یہ (جن کا اوپر آیت میں ذکر ہوا) دو فریق ہیں جنہوں نے در بارۂ اپنے رب کے (دین کے باہم) اختلاف کیا سو جو لوگ کافر تھے ان کے (پہننے کے) لئے (قیامت میں) آگ کے کپڑے

ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ

قطع کئے جاویں گے (اور) ان کے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاوے گا (اور) اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں (یعنی انتڑیاں)

بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ؕ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ

اور (انکی) کھالیں سب گل جاویں گی۔ اور ان کے (مارنے کے) لوہے کے گرز ہوں گے۔ وہ لوگ جب (دوزخ میں) گھٹے گھٹے (گھبرا جائیں گے اور)

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾

اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جاوینگے اور (ان کو) کہا جاوے گا کہ جلنے کا عذاب (ہمیشہ کے لئے) چکھتے رہو۔

یہ دو دین والے فرقے ہیں، یعنی مسلمان اور یہود و نصاریٰ جنہوں نے اپنے پروردگار کے دین کے بارے میں اختلاف کیا، ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں حق تعالیٰ اور اس کے دین سے زیادہ واقف ہوں، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمادیا کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر تھے، یعنی یہود و نصاریٰ ان کے لئے آگ کے کرتے اور جبے قطع کئے جائیں گے، اور ان کے سر کے اوپر سے تیز کھولتا ہوا گرم پانی چھوڑا جائے گا۔

اس سے ان کے پیٹ کی چربی وغیرہ اور کھال وغیرہ سب گھل جائے گی، اور ان کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے، وہ لوگ جس وقت دوزخ کے عذاب سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی دوزخ میں دھکیل دیئے جائینگے، اور گرز مارے جائیں گے، اور ان سے کہا جائے گا یہ سخت ترین جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابوذر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ الخ۔ حضرت حمزہ رضؓ، عبیدہ رضؓ، علی بن ابی طالب، اور عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام حاکم نے حضرت علی رضؓ سے نقل کیا فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا تا الْحَرِیْقِ تک ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے، غزوۂ بدر میں ہم نے جو مبارزت کی۔

نیز امام حاکمؒ نے دوسرے طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے بدر کے دن مبارزت کی، یعنی حضرت حمزہ رضؓ، حضرت علی رضؓ، حضرت عبیدہ رضؓ، اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ۔

اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے مسلمانوں سے کہا، ہم تم سے زیادہ حق تعالیٰ سے قریب ہیں، اور ہماری کتاب بھی مقدم ہے، اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے مقدم ہے، مسلمانوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ہم حق تعالیٰ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں، ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمہارے نبی پر اور حق تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے، سب پر ایمان لائے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

(اور) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی (اور)

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾

ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی

وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور (یہ سب انعام ان کے لئے اس لئے ہے کہ دنیا میں) انکو کلمہ طیب (کے اعتقاد) کی ہدایت ہوگئی تھی اور ان کو اس (خدا) کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد ہے (وہ رستہ اسلام ہے) بیشک

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً

جو لوگ کافر ہوئے اور (مسلمانوں کو) اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام (یعنی حرم) سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے کہ اس میں سب برابر ہیں

الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ ع ۱۰

اس میں رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی یہ (روکنے والے) لوگ معذب ہونگے اور جو شخص اس میں (یعنی حرم میں) کوئی خلاف دین قصداً ظلم (یعنی شرک و کفر) کے ساتھ کریگا تو ہم عذاب دردناک کا مزہ چکھا دینگے۔

اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں جاری ہونگی اور ان کو جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی۔

ان کو دنیا میں کلمہ طیب یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ہدایت ہوگئی تھی، اور ان کو اس خدا کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی، جو لائق حمد و ستائش ہے، یہ حق تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان ان کے اختلاف کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہے۔

بے شک جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا، جیسا کہ حضرت ابوسفیان اور ان کے ساتھی (اس واقعہ تک حضرت ابوسفیان اسلام نہیں لائے تھے، اس واسطے آیت کریمہ میں ان کو کافر فرمایا) اور لوگوں کو دین خداوندی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں، اور مسجد حرام سے بھی روکتے ہیں، جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام حدیبیہ کے سال عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، حالانکہ جس مقام کو ہم نے سب آدمیوں کے لئے حرم اور قبلہ بنایا ہے، اس میں سب برابر ہیں، اس حرم کے اندر رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی اور جو شخص حرم میں کسی خلاف دین کام کی ظلم کے ساتھ ابتدار کرے گا، تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے، یعنی سخت ترین اس کو سزا دیں گے، تاکہ پھر کسی پر ظلم کرنے کی اس کو جرأت نہ ہو، یہ آخری آیت عبداللہ بن انس بن خطل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مدینہ منورہ میں ایک انصاری کو جا کر قتل کر دیا، اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر پناہ حاصل کی، تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص قصداً قتل ظلم و شرک کا ارتکاب کر کے مکہ مکرمہ میں پناہ لیگا تو ہم اس کو دردناک سزا دیں گے یعنی اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جائے گا، اور نہ کسی قسم کی پناہ دی جائے گی، تاوقتیکہ حرم سے باہر نہ نکلے پھر اس پر حد قائم کی جائے گی۔

فرمان الٰہی وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ الخ۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو شخصوں کے ساتھ بھیجا، ایک ان میں مہاجر تھے، دوسرے انصاری چنانچہ

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

اور جبکہ ہم نے ابراہیم ؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا یہ ان کے معابد والوں کو سنانا ہے، اور میرے اس گھر کو

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ

طواف کرنے والوں کے اور (نمازمیں) قیام و رکوع و سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا اور (ابراہیم ؑ سے یہ بھی کہا گیا کہ) لوگوں میں حج) کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو

رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ

لوگ تمہارے پاس (حج کو) چلے آویں گے پیادہ بھی اور دُبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے (دینیہ و دنیویہ) فوائد کے لئے آموجود ہوں

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ

اور (اس لئے آویں گے) تاکہ ایام مقررہ (یعنی ایام قربانی) میں ان مخصوص چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہیں) جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں

الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

سو ان (قربانی کے) جانوروں میں سے تم (کو) بھی (اجازت مع الاستحباب ہے کہ) کھایا کرو اور (مستحب یہ ہے کہ) مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ

کردیں اور اپنے واجبات کو پورا کریں

اور ان لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بھی بیان کیجئے جبکہ ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی، یعنی ایک بادل جیسا، جو اس جگہ کے چاروں طرف رک گیا، درمیان میں بذریعہ وحی حضرت ابراہیم ؑ نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، اور ہم نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک مت کرنا۔ اور میری اس مسجد کو طواف کرنے والوں کے لئے اور تمام شہروں کے نمازیوں کے لئے نماز میں قیام و سجود و رکوع کرنے والوں کے لئے خواہ وہ کسی طرح کریں، بتوں کی گندگی سے پاک رکھنا۔

اور اپنی اولاد میں حج کی فرضیت کا اعلان کردو، اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے، پیادہ بھی اور جو اونٹنیاں سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہیں، ان پر سوار ہو کر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔

تاکہ اپنے فوائد اخروی اور دنیوی کے لئے آموجود ہوں، فوائد آخرت دعا اور عبادت خداوندی اور فوائد دنیا نفع اور تجارت تاکہ ایام مقررہ یعنی ایام تشریق میں ان مخصوص قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دئے ہیں، اور ان قربانی کے جانوروں میں سے تم بھی خود کھایا کرو، اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو، پھر قربانی کے بعد لوگوں ارکان حج پورے کردینے چاہئیں: یعنی سر منڈا ڈالیں، اور ناخن اور لب بنوالیں اور رمی جمار کریں، اور جو چیزیں انہوں نے اپنے اوپر واجب کرلی ہیں ان کو پورا کریں

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تینوں نے آپس میں نسب پر فخر کیا، عبداللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کردیا، پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ الخ یعنی اور جو شخص اس میں کوئی خلاف دین کام الخ۔

ارشاد خداوندی وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ الخ ابن جریر ؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حج کے زمانہ میں لوگ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی پھر ان کو توشہ رکھنے اور سوار ہونے اور کرایہ پر سواری کرنے کی اجازت دی۔

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

اور (ان ہی ایام معلومات میں) اس مامون گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے معزز احکام کی وقعت کریگا سو یہ (وقعت کرنا) اسکے حق میں اس کے

عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ

رب کے نزدیک بہتر ہے اور ان مخصوص چوپاؤں کو باستثناء ان (بعض بعض) کے جو تم کو پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے تو تم لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے

مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَ

(بالکل) کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو اس طور سے کہ اللہ ہی کی طرف جھکے رہو (اور) اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ۔ اور

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ

جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے

فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾

کسی دور دراز جگہ میں لے جا پٹکا۔ یہ بات بھی ہو چکی اور (قربانی کے جانور کے متعلق اور سن لو کہ) جو شخص دین خداوندی کے ان (مذکورہ) یادگاروں کا پورا لحاظ رکھیگا تو ان کا یہ لحاظ رکھنا خدا سے

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى

دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔ تم کو ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے

اور اس مامون گھر کا ان ہی ایام میں طواف کریں جو کہ فرض ہے (اور طواف زیارت کے نام سے موسوم ہے)۔ اس گھر کو عتیق اس معنی کے اعتبار سے کہا کہ یہ ہر ایک ظالم و جابر کے ظلم سے آزاد ہے، یا یہ کہ حضرت نوح کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا، اس سے حق تعالیٰ نے اس کو محفوظ فرما لیا تھا (اور اوپر اٹھا لیا تھا)۔ یا یہ کہ (عتیق کے معنے قدیم کے ہیں) اور یہ سب سے پہلا گھر ہے، یا یہ کہ جو اس کے گرد طواف کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک و آزاد ہو جاتا ہے۔

یہ بات تو جو احکام مذکورہ اور واجبات کی ادائگی کے بارے میں تھی ہو چکی، اب یہ کہ جو احکام حج کی وقعت کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہے، اور ان مخصوص جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کے گوشت کا کھانا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا، بجز ان بعض جانوروں کے جن کی حرمت سورۂ مائدہ میں تم کو بتلا دی گئی ہے، جیسا کہ مردار، خون، سور کا گوشت کہ ان کا کھانا تمہارے لئے حرام ہے، لہٰذا تم شراب خوری اور بت پرستی کو قطعاً چھوڑ دو اور علاوہ اس کے تم باطل اور جھوٹی بات کو بھی چھوڑ دو، کیونکہ کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حج کے تلبیہ میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے، لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ۔

حق تعالیٰ اس بیہودہ بات سے بھی ان کو روک دیا، خالص حق تعالیٰ کے لئے تلبیہ پڑھو، اور خاص اسی کے لئے حج کرو، اور حج و تلبیہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا، پھر رستہ میں پرندے اس کی بوٹیاں نوچ کر جہاں چاہا سو لے گئے۔ یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک مارا۔

یہ بات بھی ہو چکی یعنی جو حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، اس کے لئے تباہی اور دوری ہے، اب یہ سن لو کہ جو شخص مناسک حج کا پورا لحاظ کرے، اور سب سے اچھی اور عمدہ قربانی کریگا تو یہ عمدہ قربانی قلوب کی اور آدمی کے خلوص سے حاصل ہوگی، تم کو ان جانوروں سے ان پر سواری کرنے اور ان کے دودھ وغیرہ سے فوائد حاصل کرنا تاوقتیکہ قواعد شرعیہ سے تم ان کو ہدی بناؤ جائز ہے۔

ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا

پھر (یعنے بعد ہدی بننے کے) اس کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے اور (جتنے اہل شرائع گزرے ہیں ان میں سے) ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا

اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ

تاکہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے سو (اس کو سمجھ کر بات سمجھ آئی کہ) تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی خدا ہے تو تم ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو (یعنی

أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ

موحد خالص رہو) اور (اے محمد صلعم) آپ (ایسے احکام الٰہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجئے جو ایسے ہیں کہ جب (انکے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے

عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ

دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اس میں سے (بقدر حکم اور توفیق کے) خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹ

جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ

اور گائے (اور اسی طرح بھیڑ اور بکری کو بھی) ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں۔ سو تم ان پر کھڑے کر کے (ذبح کرنے کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو

فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا

پس جب وہ (کسی) کروٹ کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جائیں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی (محتاج) کو بھی کھانے کو دو (اور) ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾

زیر حکم کر دیا تاکہ تم (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کرو۔

اور پھر اس کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے، یعنی کل حرم کہ حج کی قربانی منیٰ میں ذبح کی جائے گی۔

اور ہم نے مسلمانوں میں سے ہر ایک کے لئے قربانی کرنا، اور ان کے حج وغیرہ کے لئے قربانی کی جگہ اس لئے مقرر کی ہے تاکہ وہ ان حلال جانوروں پر حق تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کئے ہیں۔

سو تمہارا معبود ایک ہی خدا وحدہٗ لاشریک ہے، سو موحد خالص بن کر اسی کی عبادت کرو، اور آپ ایسے لوگوں کو جو خلوص کے ساتھ عبادت میں کوشش کرتے ہیں، جنت کی خوشخبری سنا دیجئے، کہ جب ان کو منجانب اللہ کوئی حکم دیا جاتا ہے تو ان سے ڈر جاتے ہیں۔

اور شقتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بھی جنت کی بشارت سنا دیجئے، اور ایسے پانچوں نمازوں کے تمام ارکان و آداب وضو رسجود رکوع قیام اور اوقات کی پوری رعایت رکھنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجئے، اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ و خیرات کرتے، اور اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے، اور یہ حج کے ارکان میں سے ہیں تاکہ تم ان کو ایام حج میں ذبح کرو یہ قربانیاں تمہارے لئے باعث ثواب ہیں، سو تم ان تمام عیبوں سے درست کر کے ان کے ذبح کرنے کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، یا یہ کہ (اونٹ کا) بایاں پیر باندھ کر اور تین پیروں پر اس کو کھڑا کر کے اس کے ذبح کے وقت حق تعالیٰ کا نام لیا کرو، اور پھر جب وہ ذبح کے بعد کسی کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھاؤ، اور اس سے سائل کو بھی دو جو معمولی سی چیز پر قناعت کر جاتا ہے، اور اس کو بھی دو جو تمہارے سامنے آجاتا ہے پر مانگتا نہیں، ہم نے ان جانوروں کو اس طرح جیسا کہ بیان کیا ہے، تمہارے زیر حکم کر دیا ہے، تاکہ تم حق تعالیٰ کی اس نعمت اور اس اجازت کا شکر ادا کرو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ولیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ

تمہارا زیر حکم کر دیا تاکہ تم (اللہ کی راہ ان کو قربانی کر کے) اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تم کو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی اور (اے محمدؐ) اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجیے بلاشبہ

عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ ع ۵ ۱۲

اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو) ایمان والوں سے (عنقریب) ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی (کافروں کی طرف سے)

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ

لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے (آگے انکی مظلومیت کا بیان ہے) جو اپنے گھروں سے بے وجہ

دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ

نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، اور نہ ان کا ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو بیت اللہ کی دیواروں پر رکھ دیا کرتے تھے، اور ان کے خون سے بیت اللہ کی دیواروں کو ملوث کر دیا کرتے تھے۔ تو حق تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو روک دیا کہ حق تعالیٰ خون اور گوشت کو قبول نہیں کرتا، بلکہ وہ تمہارے پاکیزہ اور صاف اعمال کو قبول کرتا ہے (کہ جو شرک وریا سے پاک ہوں)۔

اسی طرح حق تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے زیر حکم کر دیا ہے، تاکہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو اپنے دین اور سنت کی توفیق عطا فرمائی، اور قولاً وفعلاً نیکی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے، یا یہ کہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں سے ان کفار مکہ کے مظالم کو ہٹا دیگا، بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

اب مسلمانوں کو کفار مکہ کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے دی گئی، جن سے کہ لڑائی کی جاتی ہے، اس وجہ سے کہ کفار مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے، جن کو کفار مکہ نے ان کے گھروں سے بے وجہ بغیر کسی جرم کے نکالا، محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تنبیہ خداوندی لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُهَا الخ ابن ابی حاتمؒ نے ابن جریجؒ سے نقل کیا ہے کہ اہل جاہلیت بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور اس کے خون سے ملوث کر دیا کرتے تھے، تو صحابہ کرام یہ دیکھ کر بولے تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔

اجازت خداوندی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الخ امام احمد نے اور ترمذی نے تحسین اور امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا تاکہ ہلاک ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی الخ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانوں میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں)

وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کی) وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

قوت والا (اور) غلبہ والا ہے (وہ جس کو چاہے غلبہ اور قوت دے سکتا ہے) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ

دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ اور یہ (معاند) لوگ اگر

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو (آپ مغموم نہ ہوجیے کیونکہ) ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ

اور قوم لوط۔ و اہل مدین بھی (اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کی) تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی (قبط کی طرف سے) کاذب قرار دیا گیا سو (تکذیب کے بعد) میں نے (ان) کافروں کو (چندے) مہلت

اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ

دی پھر میں نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا عذاب کیسا ہوا۔ غرض کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب ان کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے آتش کدے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جس میں تکبیر و تہلیل بکثرت کی جاتی ہے، سب منہدم ہو جاتیں، کہ انبیاء کرام کی بدولت مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی بدولت کافروں سے اور مجاہدین کی بدولت جہاد نہ کرنے والوں سے تکالیف کو دور کرایا، اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرتا ہے جو حق تعالیٰ کے نبی کی مدد کرتا ہے اور حق تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کرنے اور اس شخص کی مدد کرنے میں جو کہ اس کے نبی کی مدد کرے، بڑی طاقت والا اور اپنے نبی کے دشمنوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔

یہ حضرات (صحابۂ کرام) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین مکہ میں حکومت دے دیں، تو خود بھی پانچوں نمازوں کی پابندی کریں، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیں، اور دوسروں کو بھی توحید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیں، اور کفر و شرک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکیں، اور آخرت میں تمام کاموں کے انجام حق تعالیٰ کے دربار میں پیش کیے جائیں گے

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ قریش آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح، نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود، ہود علیہ السلام کی اور قوم صالح، صالح علیہ السلام اور قوم ابراہیم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کی اور قوم لوط، لوط علیہ السلام کی اور قوم شعیب بھی شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی ان کی قبطی قوم کی طرف سے تکذیب کی گئی ہیں۔ ان کافروں کو ایک مدت معینہ تک مہلت دی پھر میں نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا، سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے میری گرفت ان کے حق میں کیسی سخت ہوئی، غرضیکہ کتنی بستیوں والے جن کو بذریعہ عذاب ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جن کی حالت یہ تھی کہ وہ شرک اور نافرمانی کرتی تھیں، سو وہ اپنی چھتوں پر

خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور (اسی طرح ان بستیوں میں) بہت سے بیکار کنوئیں اور بہت سے قلعی چونے کے محل۔ سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ

جس سے ان کے دل ایسے ہو جاویں کہ ان سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جاویں جن سے سننے لگیں۔ بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والوں کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں

وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ

بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ (نبوت میں شبہ نکالنے کے لئے) ایسے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں حالانکہ

يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَاَيِّنْ

اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا اور آپکے رب کے پاس کا ایک دن (یعنی قیامت کا دن امتداد میں یا اشتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق۔ اور بہت سی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا ع ٦ ۱۴

بستیاں ہیں جن کو میں نے (انکی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی کرتی تھیں پھر میں نے ان کو (عذاب میں) پکڑ لیا اور (سب کو) میری ہی طرف لوٹنا ہوگا (اور) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے

النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ (اس ڈر کو سن کر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے ان کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾

مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (انکے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی کو اور اہل ایمان کو) ہرانے کیلئے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں۔

گر پڑی ہیں، اور اسی طرح ان بستیوں میں کتنے بیکار کنوئیں پڑے ہیں کہ کوئی ان کا مالک اور ان میں سے پانی کھینچنے والا نہیں، اور بہت سے بڑے بڑے مضبوط قلعے پڑے ہیں کہ کوئی ان میں رہنے والا نہیں۔

تو کیا یہ کفار مکہ اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے علاوہ اور قوموں کا کیا حشر ہوا، اس کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے، اور یہ غور و فکر کرنے لگیں، یا ان کے کان ایسے ہو جائیں کہ حق اور خوف کی بات کو سننے لگیں، مگر بات یہ ہے کہ بغیر عبرت کے دیکھنے یا یہ کہ کلمہ شرک سے آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں، بلکہ حق اور ہدایت سے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نضر بن حارث وغیرہ نزول عذاب کے وقت سے پہلے آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں، عذاب کے بارے میں جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کبھی اس کے خلاف نہیں کرے گا، اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن جس میں ان سے نزول عذاب کا وعدہ فرمایا ہے، وہ دنیا کے سالوں میں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور بہت سی بستیوں والے ہیں جن کو میں نے ایک وقت معینہ کے لئے مہلت دی ہے، اور وہ ان ہی کی طرح کفر و شرک کی باتیں کرتے تھے، پھر میں نے ان کو دنیا میں بھی سزا دی، اور سب کو آخرت میں میری طرف لوٹنا ہوگا۔

آپ فرما دیجئے مکہ والو میں تو تمہارے لئے منجانب اللہ ایک ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔

سو جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے، ان کے گناہوں کی دنیا میں مغفرت اور جنت میں ان کے لئے بہترین ثواب ہے، اور جو لوگ ہماری آیتوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے رہتے ہیں، وہ ہمارے عذاب سے چوک نہیں سکتے، ایسے لوگ دوزخی ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ

اور (اے محمد صلعم) ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے (اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے) کچھ پڑھا (تب ہی) شیطان نے اس کے پڑھنے میں (کفار

فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ

کے قلوب میں) شبہ ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو (جوابات قاطعہ سے) نیست و نابود کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات (کے مضامین) کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے۔

(اور یہ لوگ شیاطین کے اغوا سے جو آپ کے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں کوئی نئی بات نہیں عابد)۔ بلکہ ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس رسول نے احکام خداوندی میں سے کچھ پڑھا، یا اس نبی نے کچھ بیان کیا تو شیطان اس رسول کے پڑھنے اور اس نبی کے بیان کرنے میں کچھ شبہ ڈال دیا، پھر حق تعالیٰ نے اس شیطانی شبہات کو اپنے نبی کی زبانی بیان کروادیا، تاکہ ان پر کوئی عمل نہ کرے، پھر حق تعالیٰ اپنی آیات کو بیان کر دیتا ہے، تاکہ ان پر عمل کیا جائے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان الٰہی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذر نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی، جس وقت آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلوا دیئے تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى الخ۔ (کہ ان بڑے بڑے بتوں کی سفارش قبول کی جائے گی) مشرکین بولے آج سے پہلے ہمارے بتوں کا اچھائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا، غرضکہ آپ نے سورت کے ختم پر سجدہ کیا، اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے قبل کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا الخ۔

اور بزار اور ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ روایت نقل کی ہے، اور اس سند کے علاوہ اور دوسری سند سے یہ روایت متصلا مروی نہیں ہے، اور صرف امیۃ بن خالد اس روایت کو متصلاً بیان کر رہے ہیں، باقی وہ ثقہ اور مشہور آدمی ہیں۔ اور نیز اسی روایت کو امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضؓ سے ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں واقدی ہے، اور ابن مردویہ نے کلبی، ابو صالح کے طریق سے ابن عباس رضؓ سے اور ابن جریرؒ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے۔

اور ابن اسحٰق نے اسی روایت کو سیرت میں محمد بن کعب، اور موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ سے ابن شہاب سے اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعب اور محمد بن قیس سے اور ابن ابی حاتمؒ نے سدی سے نقل کیا ہے، اور یہ سب روایتیں قریب قریب ایک ہی مضمون کی ہیں باقی یہ تمام روایتیں سعید بن جبیر رضؓ کی سند کے علاوہ جو سب سے پہلے نقل کی ہے یا ضعیف ہیں یا منقطع، حافظ بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، کہ روایت کے کثرت طرق اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت موجود ہے، اور پھر جبکہ دو مرسل صحیح طریق بھی اس روایت کے موجود ہیں، جنہیں ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے ایک طریق تو ان میں سے زہری عن ابی بکر بن عبد الرحمان بن الحارث بن ہشام کا طریق ہے اور دوسرا داؤد بن ہند عن ابی العالیہ کا طریق ہے اور شیخ ابن عربی اور قاضی عیاض کے اس قول کا کہ یہ سب روایتیں باطل ہیں، ان کی کوئی اصلیت نہیں کچھ اعتبار نہیں انتہی۔ مگر مترجم کہتا ہے کہ یہ واقعہ بتصریح امام بیہقی و قاضی عیاض اور محمد بن اسحاق اور شیخ ابن منصور ماتریدی ثابت بے سند اور موضوع زنادقہ ہے اور جنہوں نے اس کی حسب سند صحت کا حکم کیا ہے وہ اس کے موضوع قرار دینے والوں کے بہ نسبت چنداں بھی تعبیر نہ واللہ اعلم۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ

اور اللہ تو خوب علم والا خوب حکمت والا ہے (اور یہ سارا قصہ اس لئے کیا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لئے آزمائش (کا ذریعہ) بنادے جن کے دل میں

مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ

(شک) مرض ہے اور جن کے دل (بالکل ہی) سخت ہیں اور واقعی (یہ) ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں اور تاکہ جن لوگوں کو فہم (صحیح)

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ

عطا ہوا ہے وہ (ان اجو بلاور نور ہدایت کے) اس امر کا زیادہ یقین کرلیں کہ (جو نبی نے پڑھا ہے وہ) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے سو ایمان پر زیادہ قائم ہوجاویں پھر اسکی طرف ان کے دل اور بھی

اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ

جھک جاویں اور واقعی ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے اور (رہ گئے) کافر لوگ (سو وہ) ہمیشہ اس (پڑھے ہوئے حکم) کی

مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

طرف سے شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر دفعتہً قیامت آجاوے یا ان پر کسی بے برکت دن کا (کہ قیامت کا دن ہے) عذاب آپہنچے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىْ

بادشاہی اس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرماوے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۱۵

چین کے باغوں میں ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا (وہ فیصلہ یہ ہوگا)

اور شیطان جو شبہات ڈالتا ہے حق تعالیٰ اس کو جاننے والا اور اس کو نیست و نابود کردینے میں حکمت والا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ نبی کے اس پڑھنے میں شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنادے، جن کے دل میں شک و اختلاف کا مرض ہے، اور جن کے دل یاد الٰہی سے بالکل ہی سخت ہیں، تاکہ دیکھیں کہ کس پر عمل کرتے ہیں۔

اور واقعی یہ مشرک لوگ جیسا کہ ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی حق اور ہدایت کی بڑی مخالفت اور دشمنی میں ہیں، (اور ان کا ابطال اس لئے ہوتا ہے) تاکہ جن حضرات کو قرآن کریم اور توریت کا علم دیا گیا وہ اس بات کو بخوبی جان لیں کہ یہ حق و باطل کی وضاحت منجانب اللہ ہے اور یوں نبی کی زبان پر جو حق بات ظاہر ہوئی ہے، وہ آپ کے رب کی طرف حق ہے، سو حق تعالیٰ کے اس حق کے اظہار کی اور تصدیق کریں، اور پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جائیں، اور بسر و چشم قبول کرلیں۔

اور واقعی اللہ تعالےٰ ہی ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے راہ راست یعنی دین اسلام دکھاتا ہے۔

اور رہ گئے یہ کافر ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی تو یہ ہمیشہ قرآن کریم کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اس وقت دیکھنا جب دفعتہً ان پر قیامت آجائیگی، یا ان پر کسی ایسے دن کا عذاب آپہنچے جس سے چھٹکارا نہیں۔

جیسا کہ بدر یا قیامت کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی وہ ہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہونگے، اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے کہ تحائف کے ذریعہ سے انکا اکرام کیا جائے گا اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول کی تکذیب کی ہوگی، تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا یا یہ کہ سخت ترین عذاب ہوگا۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں (یعنی دین کے لئے) اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تم ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا

وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ

اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا (دینے والا) ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تم انکو ایسی جگہ لے جاکر داخل کریگا جسکو وہ (بہت ہی) پسند کرینگے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ

لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۵۹﴾ ذَٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

(ہر بات کی مصلحت کو) خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا بھی ہے یہ (مضمون تو) ہو چکا اور جو شخص (دشمن) کو اسی قدر تکلیف پہنچائے جسقدر (اس دشمن کی طرف سے) اس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی (اور

لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿۶۰﴾

پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ تم اس شخص کی ضرور امداد کرے گا اللہ تم کثیر العفو کثیر المغفرت ہے (اپنے قائل پر) دارو گیر نہیں کرتا۔

جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، پھر ان لوگوں کو حق تعالیٰ کے راستہ میں کفار نے قتل بھی کیا، یا سفر یا حضر میں وہ انتقال کر گئے، تو ان حضرات میں سے انتقال فرمانے والوں کو حق تعالیٰ جنت میں بہترین ثواب اور ان میں سے جو زندہ ہیں، ان کو پاکیزہ حلال اموال غنیمت عطا فرمائے گا، اور یقیناً حق تعالیٰ دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے جاکر داخل فرمائے گا جسے وہ اپنے لئے بہت ہی پسند کریں گے، یا یہ کہ ان کو جنت میں لے جائے گا، اور حق تعالیٰ ان کے ثواب اور ان کی شرافت و بزرگی کو خوب جاننے والا، اور جن لوگوں نے ایسے برگزیدہ حضرات کو قتل کیا، ان کی سزا کے مؤخر کرنے میں بڑا حلیم ہے۔

یہ حق تعالیٰ کا فیصلہ تھا جو حق تعالیٰ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرمائے گا، جو شخص دشمن کے ولی کو قتل کرے جیسا کہ اس نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے، اور پھر اس دشمن کی طرف سے اس شخص پر ظلم کیا جائے، تو مظلوم کی ظالم کے مقابلہ حق تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا کہ وہ اسے قتل کر دے گا تو اس سے دیت نہیں لی جائے گی، یعنی کسی شخص کے ولی کو قتل کر دیا، اور پھر اس قاتل سے ولی مقتول نے دیت وصول کر لی، پھر قاتل کی طرف سے زیادتی کی گئی اور اس نے اس ولی مقتول کو بھی قتل کر دیا، تو اب اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی یہ جس شخص کے بھائی پر زیادتی کی گئی ہے، یہ اس کے لئے انتقام ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ الخ۔ ابن ابی حاتم نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ایک ... لشکر کے بارے میں نازل ہوئی، جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا، چنانچہ راستہ میں ان سے مشرکین ایسے وقت میں ملے، جبکہ ماہ محرم الحرام کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں، مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دو، کیونکہ یہ شہر حرام میں قتال کو حرام سمجھتے ہیں (اس لئے ہم سے تعرض نہیں کریں گے موقع اچھا ہے)۔ صحابہ کرام نے ان کو قسمیں دلائیں، اور حق تعالیٰ سے ڈرایا کہ ہمارے سے تعرض مت کرو، کیونکہ ہم شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں سمجھتے، مشرکین نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا، اور ان سے قتال کیا ہے اور ان پر زیادتی کی، چنانچہ پھر مسلمانوں نے بھی ان سے قتال کیا، اور مسلمانوں کی (منجانب اللہ) مدد کی گئی، اسی کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

یہ (مومنین کا غالب کر دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تم رات (کے اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور (نیز) اس سبب سے ہے کہ اللہ تم (ان سب احوال اقوال کو)

بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے یہ (نصرت) اس سبب سے (یقینی) ہے کہ اللہ تم ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی لچر ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ

اور اللہ ہی عالیشان اور (سب سے) بڑا ہے اور (اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے

الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے سب اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی وہ سب کا مالک ہے)

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ ع ۸ / ۱۵

اور بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج نہیں (اور) ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے (اور اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں اللہ تم نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو (بھی)

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ

کہ وہ دریا میں اس (خدا) کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے ہاں مگر اسی کا حکم ہو جائے تو خیر بالیقین اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ

لوگوں (کے حال) پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی دی پھر (وقت موعود پر) تم کو موت دیگا پھر (قیامت میں دوبارہ) تم کو زندہ کرے گا

اس لئے کہ حق تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات دن رات سے لمبا ہوتا ہے اور دن کے اجزاء کو رات میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات رات دن سے زیادہ لمبی ہوتی ہے، حق تعالیٰ اپنی مخلوق کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے، یہ قدرت خداوندی کا اس لئے مظاہرہ کرایا جا رہا ہے تاکہ تم کو معلوم ہو جائے اور تم اس بات کا یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے اور وہ ہی ہستی میں کامل الوجود ہے، اور جن چیزوں کی تم حق تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو وہ بالکل ہی لچر ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی اطلاع نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے بارش برسائی، جس سے زمین نباتات کی وجہ سے سرسبز ہو گئی، اللہ تعالیٰ ان نباتات کے نکالنے میں بڑا مہربان اور ان کے پورے مکانات کی خبر رکھنے والا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں مخلوقات وغیرہ ہیں وہ سب اسی کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں، اور وہ اپنے کارخانۂ خدائی میں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے، یا یہ کہ جو بھی اس کی تعریف کرے ہمہ قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن اس چیز کی اطلاع نہیں ہوئی کہ حق تعالیٰ نے درختوں اور جانوروں کو تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے، اور کشتیوں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔

اور وہ ہی قیامت تک کے لئے آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنے حکم سے تھامے ہوئے ہے، بالیقین اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑی شفقت و رحمت والا ہے، اور اسی نے تم کو تمہاری ماؤں کے رحم ہی میں نطفہ کی حالت میں زندگی دی، اور وہ ہی تم کو بچپن یا بڑے ہونے کی حالت میں موت دے گا، اور وہ ہی تم کو بعث بعد الموت کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا۔

إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾ لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ

واقعی انسان ہے بڑا بے قدر (جتنی) امتیں اہل شرائع گزری ہیں ہم نے (ان میں) ہر امت کے واسطے ذبح کرنے کا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے سو ان لوگوں

فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ

لوگوں کو چاہیے کہ آپ کے اس امر (ذبح) میں جھگڑا نہ کریں اور آپ (ان کو) اپنے رب (یعنی اس کے دین) کی طرف بلاتے رہیے کیونکہ آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو

اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ

آپ (تو یہ بات) فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے

تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ

(آگے اس کی تائید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یقینی بات ہے کہ یہ سب (اقوال و

فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

افعال) نامۂ اعمال میں ہے (پس) یقیناً (ثابت ہو گیا کہ) یہ (فیصلہ کرنا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بہت) آسان ہے اور یہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے جواز

بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ

عبادت پر) اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت (اپنی کتاب میں) نہیں بھیجی اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی عقلی دلیل ہے اور ان ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو

عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ

(اپنے مضامین میں) خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں (بوجہ ناگواری باطنی کے) برے آثار دیکھتے ہو۔

واقعی بدیل بن ورقاء کافر بڑا ہی حق تعالیٰ اور بعث بعد الموت اور مسلمانوں کے ذبیحہ کا منکر ہے۔ کیونکہ ہم نے ہر ایک دین والے کے لیے ذبح یا یہ کہ عبادت کا طریقہ متعین کر دیا ہے، وہ اپنے دین کے طریقہ پر ذبح کیا کرتے ہیں، سو ان معترضین کو چاہیے کہ اس امر ذبح اور توحید میں آپ سے جھگڑا نہ کریں اور نہ آپ کی مخالفت کیا کریں۔ اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی توحید کی طرف دعوت دیتے رہیے، یقیناً آپ پسندیدہ صحیح رستہ یعنی اسلام پر ہے، اور اگر یہ پھر بھی ذبح اور توحید کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں، اور بکتے رہیں کہ حق تعالیٰ کا ذبح کیا ہوا یعنی مردار بہ نسبت اس کے زیادہ حلال ہے کہ جسے تم اپنی چھریوں سے ذبح کرتے ہو، تو آپ فرما دیجیے کہ تم میں جو ذبح وغیرہ کا طریقہ ہے حق تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔

حق تعالیٰ قیامت کے دن تم لوگوں کے درمیان عملی فیصلہ فرما دے گا، جن چیزوں یعنی امر ذبح اور توحید کے بارے میں تم مخالفت کیا کرتے تھے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں (خطاب خاص مراد عام ہے یہ بین بلاغت ہے) کہ آسمان والوں میں جو نیکیاں اور زمین والوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں محفوظ ہیں، اور لوح محفوظ کے بغیر بھی ان تمام چیزوں کا محفوظ رکھنا حق تعالیٰ کے نزدیک بہت آسان ہے۔

اور یہ کفار مکہ حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کے جواز عبادت پر حق تعالیٰ نے کوئی کتاب اور حجت نہیں بھیجی، اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل اور ان مشرکین سے کوئی عذاب خداوندی کو روکنے والا ان کا مددگار نہ ہوگا۔

اور جب ان لوگوں کے سامنے قرآن کریم کی آیتیں جو کہ اوامر و نواہی کے بیان میں خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان منکرین قرآن کی صورتوں پر قرآن کریم سے ناگواری کے آثار دیکھتے ہیں۔

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر اب حملہ کر بیٹھیں (گے) جو ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھ رہے ہیں آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ کیا میں تم کو اس (قرآن) سے زیادہ ناگوار چیز

النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۷۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ ۹ ع ۱۲

بتلادوں وہ دوزخ ہے (کہ) اس کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے اے لوگو ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے

مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَ

اس کو کان لگا کر سنو (وہ یہ ہے کہ) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن کی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک (ادنیٰ) مکھی کو تو پیدا کر ہی نہیں سکتے گو سب کے

لَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ

سب بھی (کیوں نہ) جمع ہو جاویں اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہے وہ ایسے عاجز ہیں کہ) اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے جائے تو اس کو (تو) اس سے چھڑا (بھی) نہیں سکتے ایسا عابد بھی لچر اور ایسا

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۷۴﴾

معبود بھی لچر (افسوس ہے) ان لوگوں نے اللہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیئے تھی (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے) وہ نہ کی (کہ شرک کرنے لگے حالانکہ) اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ

پر غالب (بھی) ہے اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہے رسالت کیلئے جسکو چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے (جن فرشتوں کو چاہے) احکام پہنچانے والے (مقرر فرما دیتا ہے) اور (اسی طرح) آدمیوں میں سے

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر ابھی حملہ کر دیں جو ان کو قرآن کریم کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کیا میں تم کو اس سے زیادہ ناگواری کی چیز بتلا دوں جو کہ تم اس دنیا میں مسلمانوں سے کہتے ہو وہ دوزخ ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے زیادہ کم نفع والا کسی دین والے کو نہیں دیکھا، اس پر حق تعالیٰ نے آپ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخ ہے، اور اس کا حق تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور تم بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہو، اور وہ برا ٹھکانا ہے جس کی طرف تم جاؤ گے۔

اے کفار مکہ تمہارے بتوں کی ایک عجیب حالت بیان کی جاتی ہے، اس کو کان لگا کر سنو اور قبول کرو وہ یہ کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو، وہ ایک مکھی تو پیدا کر ہی نہیں سکتے اگرچہ یہ سارے عابد اور یہ سب معبود مل کر بھی کوشش کریں، تب بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے (اور یہ تو بڑی بات ہے وہ معبود تو ایسے عاجز ہیں) اور اگر مکھی تمہارے ان معبودوں سے کچھ چھین لے جائے جو کچھ تم ان پر شہد وغیرہ ملتے ہو تو تمہارے یہ معبود اس مکھی سے چھڑا ہی نہیں سکتے اور نہ اس کو بھگا سکتے ہیں۔

ایسے ہی یہ بت لچر ہیں اور ایسی ہی مکھی، یا یہ کہ ایسا ہی ان کی پرستش کرنے والا لچر ہے اور ایسے ہی ان کے یہ معبود لچر ہیں افسوس ہے کہ ان لوگوں نے حق تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیئے تھی وہ نہ کی، یہ آخری آیت یہود کے اقوال کی تردید میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم غنی اور معاذ اللہ حق تعالیٰ فقیر ہے، اور یہ کہ حق تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں، اور یا یہ کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے آرام کیا، ان بدتمیزیوں کی حق تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ حق تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنی چاہیئے تھی وہ نہ کی، حق تعالیٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی طاقت والا اور یہودیوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے، اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے، فرشتوں میں سے جیسے جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور اسی طرح آدمیوں میں سے بھی جیسا کہ رسول اکرم

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے (یعنی) وہ ان سب فرشتوں اور آدمیوں کی آئندہ اور گزشتہ حالتوں کو (خوب) جانتا ہے اور تمام کاموں کا مدار اللہ ہی پر

الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

ہے (یعنی وہ مالک مستقل بالذات ہے) اے ایمان والو تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور تم (ایسے) نیک کام (بھی) کیا کرو امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تم فلاح

تُفْلِحُونَ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

پاؤ گے ۔ اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے ۔ اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور (اس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم

فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن

کی تنگی نہیں کی ۔ تم اپنے باپ ابراہیم ؑ کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے (نزول قرآن سے)

قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور (اس شہادت رسول کے قبل) تم لوگ مقابلہ میں گواہ (تجویز) ہو

فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ

سو تم لوگ (خصوصیت کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہ تمہارا کارساز ہے (کسی کی مخالفت تم کو حقیقۃً مضرت نہ کرے گی) سو کیا

الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

اچھا کارساز ہے اور کیا اچھا مددگار ہے ۔

صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام ہیں اور جو کفار بکتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے ، بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے انجام کو خوب دیکھنے والا ہے ۔

اور وہ ان فرشتوں اور انسانوں کے امور آخرت اور امور دنیا ان سب چیزوں کو خوب جانتا ہے ، اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام حق تعالیٰ تبلا دے گا ۔

لہٰذا اے ایمان والو نماز میں رکوع کیا کرو ، اور سجدہ کیا کرو ، اور اپنے رب کی اطاعت کیا کرو ، اور اعمال صالحہ کیا کرو امید ہے کہ تم غصہ خداوندی اور عذاب الٰہی سے فلاح پاؤ گے ۔

بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے ، اسی نے تم کو اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا ، اور تم پر دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں کی ، مثلاً فرمایا کہ جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور جس میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت ہو وہ سیدھے لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لے ، تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو ، اس اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے پہلے کتب انبیاء کرام میں تمہارا لقب مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری گواہی دینے اور تصدیق کرنے والے ہوں ، اور تم انبیاء کرام کے لئے ان کی قوموں کے مقابلہ میں گواہ ہو ، لہٰذا پانچوں نمازوں کو وضو ، رکوع و سجود کی تکمیل اور اوقات کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کرتے رہو ۔

اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو ، اور دین الٰہی اور کتاب خداوندی کو مضبوط پکڑے رہو ، وہ

تمہارا محافظ و کارساز ہے ، سو کیسا اچھا محافظ

اور کیسا اچھا مددگار ہے ۔

السجدة عند الشافعي

ع ۱۰ ۱۷

ایاتہا ۱۱۸ ——— (۲۳) سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ (۷۴) ——— رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الجزء ۱۸ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ

بالتحقیق ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں - اور جو لغو باتوں سے

هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

(خواہ قولی ہوں یا فعلی) برکنار رہنے والے ہیں - اور جو (اعمال واخلاق میں) اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ

سے) حفاظت رکھنے والے ہیں لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ ان پر (اس میں) کوئی الزام

مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾

نہیں - ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں -

(سورۂ مومنون) - یہ پوری سورت مکی ہے، اس سورت میں ایک سو انیس (۱۱۹) آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس (۱۸۴۰) کلمات اور چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰) حروف ہیں -

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) - بلاشبہ ان مومنوں نے کامیابی اور نجات پائی اور ان موحدین نے توحید خداوندی کی وجہ سے مقام سعادت کو حاصل کر لیا، اور یہی حضرات جنت کے وارث ہوں گے، کافر جنت کے وارث نہیں ہوں گے، یا یہ کہ ان مومنوں نے جو اپنے ایمان کے ذریعہ تصدیق خداوندی کرنے والے ہیں، فلاح اور کامیابی پائی، اور فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک کامیابی اور دوسرے اس کامیابی کا بقار اور دوام (اور یہ دونوں اہل ایمان کو حاصل ہوں گی، اب حق تعالیٰ ان مومنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے، اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے، کیونکہ اس سے خشوع میں خلل آتا ہے عابد) -

اور جو لایعنی باتوں اور جھوٹی قسموں سے برکنار رہنے والے ہیں اور جو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کو حرام شہوت رانی سے پاک رکھنے والے ہیں - لیکن اپنی چاروں بیبیوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے خواہ وہ کتنی ہی ہوں، کیونکہ ان پر اس حلال طریقہ میں کوئی الزام نہیں، البتہ جو حلال راستہ کے علاوہ اور مقام پر شہوت رانی کا طلبگار ہو تو ایسے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے حرام اور گندے راستہ کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں -

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ مومنون) امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ الخ یعنی اپنی نماز میں خشوع کرنیوالے ہیں، اس کے نزول کے بعد سے آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا، اور اسی روایت کو ابن مردویہ نے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ آپ اپنی نماز میں التفات فرماتے تھے، اور سعید بن منصور نے ابن سیرین سے اسی کو بایں طور نقل کیا ہے کہ آپ اپنی نگاہ گھمایا کرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی -

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے

يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا

ہیں (پس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ

ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ

نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنادیا

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ

پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ

بنایا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے ضرور ہی مرنے والے ہو پھر تم قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯

کے روز دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

اور جو لوگ اپنی امانتوں کو شرعاً ان کے سپرد کی گئی ہیں، جیسا کہ روزہ، وضو، غسل جنابت اور امانت کا مال وغیرہ اور اپنے عہد کا خواہ وہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہو، یا حقوق العباد میں سے ہو پورا کرنے کا پورا خیال رکھنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔

ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں، اور یہی فردوس بریں کے وارث ہوں گے، جو حضرت رحمان کی خوشنودی کا اصل مقام ہے، اور فردوس لغت رومیہ میں باغ کو بولتے ہیں، اور یہ حضرات جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بذریعہ آدم علیہ السلام پیدا کیا، پھر ہم نے اس خلاصہ یعنی غذا کو منی بنادیا، جو چالیس دن تک ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا، پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا، جو چالیس روز تک اسی حالت میں پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادی جو چالیس دن تک اسی حالت میں رہی، پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزاء کو ہڈیاں بنادیا، پھر ہم نے ان بوٹیوں پر گوشت اور رگ اور پٹھے چڑھائے، پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنادیا، سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔

اور پھر تم اس قصہ عجیبہ کے بعد ضرور مرنے والے ہو، اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن ابی حاتم رح نے حضرت عمر رض سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے چار باتوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ موافقت کی، چنانچہ جب یہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ نازل ہوئی تو میں نے کہا کہ ہم بھی لوٹائے جائیں گے، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (تو یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہو گئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے - اور ہم نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

آسمان سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو (مدت تک) زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس (پانی) کے معدوم کردینے پر (بھی) قادر ہیں۔

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا وقف لازم

پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کئے کھجوروں کے اور انگوروں کے تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طور سینا میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانیوالوں کیلئے سالن لئے ہوئے

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ

اور تمہارے لئے مواشی میں (بھی) غور کرنے کا موقع ہے کہ ہم تم کو ان کے جوف میں کی چیز (یعنی دودھ) پینے کو دیتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں

وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى ع ۱

اور (نیز) ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتی پر لدے لدے پھرتے (بھی) ہو - اور ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر کرکے بھیجا سو انہوں نے (اپنی قوم سے)

قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾

فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور اس کے سوا کوئی تمہارے لئے معبود بنانے کے لائق نہیں (اور جب یہ بات ثابت ہے تو) پھر کیا تم (دوسروں کو معبود بنانے سے) ڈرتے نہیں۔

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے کہ ان میں سے ایک ایک کے اوپر ہے، اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بےخبر نہ تھے، کہ بغیر کسی حکم اور نہی کے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے، اور ہم نے بمقدار معیشت بارش برسائی، یا یہ کہ اتنا پانی برسایا، جو تم کو کفایت کرجائے، اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کردیا، اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب اور نہریں بنائیں اور پانی کے زمین میں سے بالکل خشک کردینے پر بھی قادر ہیں۔

اور پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے باغات پیدا کئے، کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت قسم قسم کے میوے ہیں، اور ان کو تم بعد میں کھاتے بھی ہو، اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں بکثرت ہوتا ہے، نبطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سینا اس پہاڑ کو بولتے ہیں، جس پر درخت زیادہ ہوں، جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل کھانے والے کے لئے سالن کا بھی کام دیتا ہے۔

اور تمہارے لئے مواشی بالخصوص اونٹ میں بھی غور کرنے کا مقام ہے، ہم تم کو ان میں سے خالص شیریں دودھ پینے کو دیتے ہیں، جو خون اور نجاست کے درمیان سے نکلتا ہے، اور تمہارے لئے ان میں اور بھی سواری اور باربرداری کے بہت سے فوائد ہیں - اور ان کے گوشت، دودھ اور بچوں کو کاٹ کر کھاتے پیتے بھی ہو، اور اونٹوں وغیرہ پر خشکی میں اور کشتیوں پر سمندر میں سفر کرتے رہتے ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، توحید خداوندی کے قائل ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تم کو اس بات کا حکم دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ، پھر کیا تم دوسروں کے معبود بنانے سے ڈرتے نہیں۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ

پس (نوح ؑ کی یہ بات سن کر) ان کی قوم میں جو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ نہیں (اس دعویٰ سے) اس کا مطلب

يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا

یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑوں میں تو

الْاَوَّلِيْنَ ۲۴ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۲۵ قَالَ رَبِّ

نہیں سنی۔ بس یہ ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے سو ایک وقت خاص (اس کے مرنے کے وقت) تک اس (کی حالت) کا اور انتظار کر لو۔ نوح ؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۲۶ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

میرا بدلہ لے بوجہ اس کے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے پس ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے

فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

پھر جس وقت ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آ پہنچے اور (علامت اس کی یہ ہے کہ) زمین سے پانی ابلنا شروع ہو تو (اس وقت) ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس کشتی میں

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ

داخل کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کر لو) باستثناء اس کے جس پر ان میں سے (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہو چکا ہے اور (یہ سن لو کر) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ

مُّغْرَقُوْنَ ۲۷ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

سب غرق کئے جائیں گے پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی (مسلمان) کشتی میں بیٹھ چکو تو یوں کہنا شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو

الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۲۸

کافر لوگوں سے (یعنی ان کے افعال اور تکالیف سے) نجات دی۔

تو اُن کی قوم کے رئیس یہ سن کر عوام سے کہنے لگے کہ نوح ؑ بجز اس کے کہ تمہاری طرح کے ایک آدمی ہیں اور کچھ نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعوے سے تم سے برتر ہو کر رہیں۔

اور اگر اللہ کو ہمارے پاس رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو بھیج دیتا، نوح ؑ جو کہتے ہیں، ہم نے اپنے پہلے بڑوں کے زمانہ میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں سنا، نوح ؑ کو جنون ہو گیا ہے، تو ان کے مرنے کے وقت تک ان کی حالت کا انتظار کرو۔

نوح علیہ السلام نے (مایوس ہو کر) عرض کیا، پروردگار میرا ان سے ان پر عذاب نازل کر کے بدلہ لے لے، کیونکہ انہوں نے میری رسالت کی تکذیب کی، تو ہم نے ان کے پاس بذریعہ جبریل امین حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پس جس وقت ہمارے عذاب کا وقت قریب آ پہنچے، اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہو، یا یہ کہ صبح کا کنارہ نکل جائے۔ تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ اس کشتی میں سوار کر لو، اور آپ کے متعلقین وغیرہ سے میں جو آپ پر ایمان لائے ان کو بھی سوار کر لو، باستثناء جن کے معذب ہونے کا حکم ہو چکا، اور یہ سن لو کہ مجھے اپنی قوم کے کافروں کی نجات کے بارے میں کوئی درخواست کرنا وہ سب غرق کئے جائیں گے۔

پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو کافروں سے نجات دی۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اور یوں کہنا کہ اے میرے رب مجھ کو (زمین پر) برکت کا اتارنا اتاریو اور آپ سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں - اس (واقعہ مذکورہ) میں بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم (یہ نشانیاں

وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ

معلوم کرا کر اپنے بندوں کو) آزماتے ہیں پھر ہم نے قوم نوح ؑ کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا - پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ ع ۲

بھیجا جو ان ہی میں کے تھے (ان پیغمبر نے کہا) کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود (حقیقی) نہیں کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو اور (ان پیغمبر کی یہ بات سن کر)

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

ان کی قوم میں جو رئیس تھے جنہوں نے (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے

الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا

کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک (معمولی) آدمی ہیں (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے

تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ

ہو - اور اگر تم اپنے جیسے ایک (معمولی) آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم (عقل کے) گھاٹے میں ہو کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ

اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا

جب تم مر جاؤ گے اور (مر کر) مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو (دوبارہ زندہ کر کے زمین سے) نکالے جاؤ گے بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے جو بات تم

تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾

سے کہی جاتی ہے

اور جس وقت کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا اب پروردگار مجھ کو برکت کا اتارنا اتاریو، یعنی پانی اور سبزہ وغیرہ کی برکت ہو، اور آپ دنیا و آخرت میں سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں۔

اس مشرک قوم کے ساتھ جو ہم نے کیا اس میں بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں خصوصاً مکہ والوں کے لئے تاکہ وہ ایسے لوگوں کی اقتدار نہ کریں، اور ہم آزمائشوں کے ساتھ یا یہ کہ سزا دے کر آزماتے ہیں۔

پھر ہم نے قوم نوح ؑ کی ہلاکت کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا، اور ان کی طرف ایک پیغمبر کو بھیجا، جو ان ہی میں سے تھے، کہ تم حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اور جس خدائے وحدہٗ لاشریک پر میں تم کو ایمان لانے کے لئے کہتا ہوں، اس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں کہ تم اس پر ایمان لاؤ۔ کیا تم پھر غیر اللہ کی عبادت سے ڈرتے نہیں ہو۔

ان پیغمبر کی قوم میں سے جو رئیس تھے اور جنہوں نے کفر کر لیا تھا، اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا، اور ہم نے ان کو مال و اولاد بھی دے رکھا تھا، وہ کہنے لگے کہ یہ رسول تو تمہاری طرح ایک معمولی آدمی ہیں یہ وہی کھاتے ہیں جیسا کہ تم کھاتے ہو، اور وہ ہی پیتے ہیں جیسا کہ تم پیتے ہو۔

اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو واقعۃً تم بے وقوف اور گھاٹے میں ہو، کیا یہ رسول تم سے یہ کہتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے، بہت ہی بعید بہت بہت ہی بعید ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ
بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کئے جاویں گے بس یہ ایک ایسا شخص ہے
افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾
جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے۔ پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا
قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ
ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہوں گے چنانچہ انکو ایک سخت آواز نے (یعنی عذاب نے) موافق وعدہ برحق کے آپکڑا (جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے) پھر ہم نے ان کو خس و خاشاک (کی طرح پامال)
غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾
کر دیا سو خدا کی مار کافر لوگوں پر۔ پھر ان (عاد یا ثمود) کے (ہلاک ہونے کے) بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا۔
مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ ۖ كُلَّمَا
کوئی امت (ان امتوں میں سے) اپنی مدت معینہ سے (ہلاک ہونے میں) نہ پیشدستی کر سکتی تھی اور نہ (اس مدت سے) وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے پھر (ان کے پاس) ہم نے اپنے پیغمبروں کو
جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا
یکے بعد دیگرے (ہدایت کیلئے) بھیجا جب کبھی کسی امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے انکی کہانیاں بنا دیں سو خدا
لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٤٥﴾
کی مار ان لوگوں پر جو (انبیاء کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنے احکام اور کھلی دلیل

بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے، اس میں باپ دادا مرتے ہیں اور اولاد پیدا ہوتی ہے، اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے، یہ رسول ایسا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ہم تو ہرگز اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے۔ پیغمبر نے دعا کی پروردگار ان پر عذاب نازل کر کے میری مدد کر، اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا۔

ارشاد باری ہوا، اس تکذیب پر نزول سزا کے وقت عنقریب یہ پشیمان ہوں گے، چنانچہ ان کو جبریل امین کی آواز نے سخت عذاب کے ساتھ آپکڑا، پھر ہلاک کرنے کے بعد ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کر دیا، تو ان کافروں کے لئے خدا کی مار اور رحمت خداوندی سے رسوائی اور محرومی ہے۔

اور پھر ہم نے ان کی ہلاکت کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا، ایک امت کے بعد دوسری امت ان کے زمانہ سے لے کر اٹھارہ سال تک اور قرن اٹھارہ سال کے زمانہ کو بولتے ہیں۔

ان امتوں میں سے کوئی امت نہ اپنی مدت معینہ سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے، اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا، جب کسی امت کے پاس اس امت کا رسول احکام خداوندی لے کر آیا سو انہوں نے اس رسول کی تکذیب کی۔ تو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا، اور ہم نے ان کی کہانیاں بنا دیں کہ ان کے زمانہ میں وہ سنائی جانے لگیں تو رحمت خداوندی سے دوری ہے ان لوگوں کے لئے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔ پھر ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنی نو نشانیاں اور معجزہ صریحہ دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ

دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (بھی پیغمبر بنا کر) بھیجا سو ان لوگوں نے (ان کی تصدیق و اطاعت سے) تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر۔ چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے جیسے دو

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ

پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آویں (اور ان کے مطیع بن جاویں) حالانکہ انکی قوم کے لوگ (تو خود) ہمارے زیر حکم ہیں۔ غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کئے گئے

الْمُهْلَكِينَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا

اور (ان کے ہلاک ہونے کے بعد) ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (یعنی توراۃ) عطا فرمائی تاکہ (اس کے ذریعے) وہ لوگ (یعنی قوم موسیٰ بنی اسرائیل) ہدایت پاویں۔ اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کو

ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿۵۰﴾ يَا أَيُّهَا

ع ۳ / ۱۸ / ۳

اور ان کی ماں (حضرت مریمؑ) کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو (بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا ہونے کے) ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی۔ اے

الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۵۱﴾ وَإِنَّ هَذِهِ

پیغمبرو تم (اور تمہاری امتیں) نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام (یعنی عبادت) کرو (اور) میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔ اور (ہم نے ان سب سے یہ بھی کہا کہ) یہ ہے تمہارا

أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ

طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور (حاصل اس طریقہ کا یہ ہے) کہ میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرتے رہو سو ان لوگوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کر لیا، ہر گروہ کے

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّى حِينٍ ﴿۵۴﴾

پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔ سو آپ ان کو ان کی (اسی) جہالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دیجئے۔

تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ اور آیات تسعہ پر ایمان لانے سے تکبر کیا، اور وہ لوگ تھے ہی موسیٰ علیہ السلام کے مخالف اور ایمان سے تکبر کرنے والے۔

اور کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر یعنی موسیٰؑ و ہارونؑ پر جو کہ ہماری طرح ہیں ایمان لے آئیں، حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہیں۔

غرضکہ وہ لوگ ان دونوں کی رسالت کی تکذیب ہی کرتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب دریا میں غرق کئے گئے، اور ہم نے موسیٰ کو توراۃ عطا کی، تاکہ وہ لوگ گمراہی سے ہدایت پاویں۔

اور ہم نے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنائی، کہ بے باپ کے اور بغیر کسی انسانی تعلق کے تولد ہوئے یہ دونوں کے لئے قدرت کاملہ کی عظیم نشانی ہے، اور ہم نے ان دونوں کو ایسی بلند زمین میں لے جا کر پناہ دی، جو بوجہ غلات اور میوہ جات ہونے کی ٹھہرنے کی جگہ اور بوجہ نہر جاری ہونے کے شاداب جگہ تھی، یعنی دمشق۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حلال چیزیں کھاؤ، اور خوب نیک کام کرو، آپ اور آپ کی امت جو نیک کام کرتی ہے، میں اس کے ثواب سے خوب واقف ہوں۔ یہ ہے تمہارا طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہے تمہارا پسندیدہ دین اور تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں کہ اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ میں نے تم کو سرفراز کیا، سو تم میری ہی اطاعت کرو۔ تو ان امتوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ مختلف فرقے بنائے، جیسا یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس، ہر ایک گروہ اور جماعت کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو ان کی جہالت میں نزول عذاب کے وقت تک یعنی بدر کے واقعہ تک یوں ہی رہنے دیجئے۔

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ۝۵۵ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَل

کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال واولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ

لَّا يَشْعُرُونَ ۝۵۶ إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝۵۷ وَالَّذِينَ هُم

یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی

بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝۵۸ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝۵۹ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ

آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ (اس ایمان میں) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں

مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝۶۰ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي

جو کچھ دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں اور اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل

الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝۶۱ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ

کر رہے ہیں۔ اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ہم (تو) کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے (پس جو کام بتلا رہے ہیں سب آسان ہی ہیں) اور ہمارے

يَنطِقُ بِالْحَقِّ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝۶۲

پاس ایک دفتر (نامۂ اعمال کا محفوظ) ہے جو ٹھیک ٹھیک (سب کا حال بتادے گا اور لوگوں پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔

یہ مختلف گروہ والے کیا یہ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو دنیا میں جو مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں، تو ہم ان کو دنیا میں جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ان سے آخرت میں کہا جائے گا، اور یہ اس کی وجہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کو دنیا میں فائدہ پہنچایا، اور آخرت میں ہم ان کو ذلیل وخوار کریں گے۔

اب حق تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان فرماتا ہے، جنہیں حقیقی طور پر دنیا میں جلدی جلدی فائدے پہنچائے جاتے ہیں کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو لوگ اس ایمان میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہیں کرتے۔

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں، جو کچھ صدقہ دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ مال خرچ کرتے ہیں، سو کرتے ہیں۔

یا یہ کہ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں سو کرتے ہیں، اور باوجود اس دینے کے ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، کہ ایسا نہ کہ وہاں آخرت میں یہ چیزیں قابل قبول نہ ہوں ان خوبیوں والوں کو ہماری طرف سے جلدی منافع پہنچائے جا رہے ہیں۔

اور یہ حضرات اعمال صالحہ میں سبقت کر رہے ہیں، اور اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

اور ہم تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے، اور ہمارے پاس ایک دفتر نامۂ اعمال کا محفوظ ہے، جس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں مکتوب ہیں۔ جو ٹھیک ٹھیک عدل وانصاف کے ساتھ سب کا حال بتلا دے گا۔ اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی اور ان کی برائیوں میں کوئی ذرہ برابر زیادتی نہیں کی جائے گی۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ (۶۳)

بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت (اور شک) میں ہیں اور اس کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی (بُرے بُرے) عمل ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ (۶۴) لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ ۖ

یہاں تک کہ ہم جب ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب (بعد الموت) میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے (اس وقت ان سے کہا جاوے گا کہ) اب مت چلاؤ

إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ (۶۵) قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی میری آیتیں تم پڑھ پڑھ کر (رسول کی زبانی) سنائی جایا کرتی تھیں تو تم الٹے پاؤں بھاگتے

تَنكِصُونَ (۶۶) مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ (۶۷) أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ

تھے۔ تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے (اس قرآن کی شان میں) بیہودہ بکتے ہوئے تو کیا ان لوگوں نے اس کلام (الٰہی میں) غور نہیں کیا یا

جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ (۶۸) أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ (۶۹)

ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہ تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہوئے

أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ (۷۰)

یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں (سو ان میں تو کوئی وجہ بھی معقول نہیں) بلکہ (ان کی تکذیب کی اصلی وجہ یہ ہے کہ) یہ رسول ان کے پاس حق بات لے کر آئے ہیں اور ان میں اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہیں

بلکہ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دل اس قرآن کریم کی طرف سے جہالت اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جن نیکیوں کا آپ ان کو حکم دیتے ہیں، ان کے علاوہ برائیاں ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں، جن کو یہ دنیا میں اپنے وقت آنے تک کر رہے ہیں۔

یہاں تک کہ جب ہم ان کے سرکشوں اور روساء یعنی ابوجہل بن ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ، شیبہ وغیرہ کو سات سالہ قحط سالی کے عذاب میں پکڑیں گے تو یہ آہ و بکار شروع کر دیں گے۔

آپ ان سے فرما دیجئے، آج کے دن ہمارے عذاب سے آہ و بکا مت کرو، کیونکہ ہمارا عذاب تم سے ٹالا نہیں جائے گا۔

قرآن کریم تم کو پڑھ کر سنایا جایا کرتا تھا، اور تمہارے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹتے تھے، اور بیت اللہ شریف کی وجہ سے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں، اور کہتے تھے مشغلہ اس کے چاروں طرف ہے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور قرآن کریم کی شان میں تم لوگ بیہودہ باتیں بکتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے اس قرآن کریم میں اور جو کچھ اس میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں غور نہیں کیا، یا ان مکہ والوں کے لئے امن و براءت کی کوئی دستاویز آگئی، یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہیں تھے، اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔

یا یہ وجہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں، بلکہ اصلی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم توحید و رسالت لے کر آئے، اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن کریم کے منکر ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش بیت اللہ کے گرد قصے کہانیاں کہا کرتی تھی، اور طواف نہیں کرتی تھی اور پھر اس پر فخر کرتے چنانچہ اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط بَلْ

اور (بفرض محال) اگر دین حق ان کے خیالات کے تابع ہو جاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جو اُن میں (آباد) ہیں سب تباہ ہو جاتے - بلکہ

اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ

ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نامہ) سے بھی روگردانی کرتے ہیں یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو آمدنی تو آپ کے رب کی سب سے بہتر ہے

خَيْرٌ صلے وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ

اور وہ سب دینے والوں سے اچھا ہے اور (خلاصہ ان کی حالت کا یہ ہے کہ) آپ تو ان کو سیدھے رستہ کی طرف (جس کو اوپر حق کہا ہے) بلا رہے ہیں اور ان

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا

لوگوں کی جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس (سیدھے) رستہ سے ہٹتے جاتے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور ان پر جو تکلیف ہے اس

بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا

کو ہم دور بھی کر دیں تو وہ لوگ (پھر) اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے ہیں اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں

اور اگر بالفرض والتقدیر خدا ان کے خیالات کے مطابق ہو جاتا کہ آسمان میں بھی ایک خدا اور زمین پر بھی ایک خدا تو تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہے، تب سب تباہ ہو جاتے، بلکہ ہم نے ان کے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا، جس میں ان کی عزت اور شرافت ہے، سو یہ لوگ اپنی شرافت و عزت کی چیز کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔

کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کرتے، سو یہ بھی غلط ہے، کیونکہ آمدنی تو آپ کے رب کی جو جنت میں ہے، اس تمام دولت سے بہتر ہے، جو ان کے پاس دنیا میں ہے، اور وہ سب دینے والوں سے آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

بلکہ آپ تو ان کو سیدھے پسندیدہ رستہ یعنی دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں، اور ان لوگوں کی جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ وہ دین خداوندی سے ہٹتے جاتے ہیں۔

اور اگر ہم ان مکہ والوں پر مہربانی فرما دیں اور ان کو بھوک وغیرہ کی جو تکلیف ہے، اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ پھر بھی اپنے کفر اور گمراہی میں اندھے کے اندھے پڑے رہیں کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہ آئے، اور ہم نے ان کو بھوک اور قحط سالی کے عذاب میں گرفتار بھی کیا ہے سو یہ لوگ نہ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

امام نسائی رح اور حاکم رح نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ابو سفیان رض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خدا کی اور رشتہ داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے خون اور مردار تک کھا لیا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ الخ- یعنی ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی - اور امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے دلائل میں بایں الفاظ روایت نقل کی ہے کہ ابن اثال حنفی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے وہ قیدی تھے آپ نے ان کو رہا کر دیا، چنانچہ وہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر وہاں سے

اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ

نہ اپنے رب کے سامنے (پورے طور سے) فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی یہاں تک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو

شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ ۴ ع ۲۷ ۴

اس وقت بالکل حیرت زدہ رہ جاویں گے اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ

اور دل بنائے تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب

تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا

(قیامت میں) اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔ اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے رات اور دن کا گھٹنا بڑھنا سو کیا تم

تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا

(اتنی بات) نہیں سمجھتے بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے (یعنی) یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی

تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾

اور ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے۔

اپنے پروردگار کے سامنے توحید کے قائل ہو کر جھکے اور نہ عاجزی اختیار کر کے ایمان لائے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ حالت اس وقت تک ہے کہ جب ہم ان پر قحط سالی کے عذاب کا سخت دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت یہ ہر ایک بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

بالخصوص مکہ والو حق تعالیٰ ایسا قادر و منعم ہے کہ اس نے تمہارے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے اور سمجھنے کے لئے دل بنائے، مکہ والو تم پر یہ جتنے انعامات و احسانات فرمائے، تم اس کی نسبت بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین تم کو پھیلا رکھا ہے، اور تم مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، پھر وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، اور وہ ایسا ہے جو حشر کے لئے سب کو زندہ کرے گا، اور وہ ہی دنیا میں موت دیتا ہے۔

اور رات و دن کی تبدیلی اور ان کا آنا جانا اور گھٹنا اور بڑھنا اور رات کا تاریک کرنا، اور دن کو روشن کرنا یہ سب چیزیں اسی کے اختیار میں ہیں، اور یہ سب اس بات پر دال ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرے گا تو ان دلائل کے بعد بھی تم بعث بعد الموت کی تصدیق نہیں کرتے۔

بلکہ یہ کفار مکہ بھی بعث بعد الموت کی اسی طرح تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ اگلے کافر لوگ تکذیب کرتے چلے آئے ہیں، یعنی یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مر جائیں گے، اور ہم مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

لوٹ آئے تو مکہ والوں اور یمامہ والوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو گئی، تا آنکہ نوبت بایں جا رسید کہ قریش نے مردار تک کھالئے اس کے بعد ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور کہنے لگے کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ میں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا بیشک تو ابوسفیان بولے تو باپ دادا تو تلواروں سے قتل کر دئے گئے، اور اولاد بھوک سے مر گئی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾

اس کا تو ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے بڑوں سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں۔

قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ

آپ (جواب میں) کہہ دیجیے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہیں یہ کس کے ہیں اگر تم کو کچھ خبر ہے۔ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کی ہیں۔ (تو) ان سے کہیے

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾

کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے (اور) آپ یہ بھی کہیے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) ان سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے۔

سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ

(اس کا) وہ ضرور یہی جواب دینگے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے (اس وقت) آپ کہیے کہ پھر تم (اس سے) کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ (ان سے) یہ بھی کہیے کہ (اچھا) وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں

وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ

تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے (تب بھی جواب دو) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں۔ آپ

تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ

(اس وقت) کہیے کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے بلکہ ہم نے ان کو سچی بات پہنچائی ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں اللہ نے کسی کو اولاد نہیں قرار دیا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس چیز کا ہم سے وعدہ کر رہے ہیں، اس کا اس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے، آپ جو بیان کرتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں بے سند اگلوں کی منقول شدہ باتیں ہیں۔

نبی کریم آپ جواباً یوں فرما دیجئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ زمین اور یہ جو اس پر مخلوقات رہتی ہے، یہ کس کی ہے اگر تم کو کچھ خبر ہے۔

وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر کیوں غور نہیں کرتے۔ تاکہ حق تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور آپ ان سے یہ بھی فرمائیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے اس کا بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے۔ تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر تم غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

آپ ان سے یہ بھی فرمائیے اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے، اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں کوئی کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا، یا یہ مطلب ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو اس کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔ اس بات کا جواب دو اگر تم کو کچھ خبر ہے۔

باقی وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں تو آپ ان سے اس وقت کہئے کہ پھر تم خدا تعالیٰ کے بارے میں کیوں تکذیب کر رہے ہو، یا یہ کہ آپ دیکھئے یہ کیسے جھوٹ کی طرف جا رہے ہیں۔

بلکہ ہم نے تو ان کے نبی کریم کے پاس قرآن کریم بذریعہ جبریل پہنچایا ہے، جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے کہ حق تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، اور یقیناً یہ خود ہی اپنے اس قول میں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا، نہ انسانوں میں اور نہ بقول اُن کے فرشتوں میں سے

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ

اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو (تقسیم کرکے) جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا

بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا

اللہ ان (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ اسکی (نسبت) بیان کرتے ہیں جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ

يُشْرِكُونَ ﴿٩٢﴾ قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي ع ۵

بالاتر ہے۔ آپ (حق تعالیٰ سے) دعا کیجئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو اے میرے رب مجھ کو ظالم

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٩٤﴾ وَإِنَّا عَلَىٰ أَن نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ﴿٩٥﴾ ادْفَعْ بِالَّتِي

لوگوں میں شامل نہ کیجئے اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپ کو بھی دکھلا دیں قادر ہیں آپ ان کی بدی کا دفعیہ ایسے

هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ

برتاؤ سے کر دیا کیجئے جو بہت ہی اچھا (اور نرم) ہو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ (آپ کی نسبت) کہا کرتے ہیں اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں

هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ

شیطان کے وسوسوں سے۔ اور اے میرے رب آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی (کے سر) پر آ

اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی شریک ہے، اگر بقول ان کے ایسا ہوتا، تو ہر ایک خدا اپنی مخلوق کو تقسیم کر کے جدا کر لیتا اور اس پر اپنی سلطنت جما لیتا، اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے غالب آجاتا ہے (یقیناً ایک مغلوب ہوتا، اور مغلوبیت صفت خداوندی کے منافی ہے تو پھر یہ دعویٰ کرنا باطل ہے عابد) حق تعالیٰ تو ان نازیبا باتوں سے منزہ و پاک اور برتر ہے جو لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں۔

وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں، یا یہ کہ آئندہ ہونے والی ہیں، اور آشکارا کا بھی، یا یہ کہ جن چیزوں کا ظہور ہو چکا ان کا بھی، غرضیکہ ان لوگوں کے شرک سے کہ یہ بتوں کو اس کا شریک قرار دیتے وہ بالاتر اور منزہ ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا کیجئے کہ جن عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو بدر کے دن ان کافروں کے ساتھ مجھ کو شامل نہ کیجئے۔

اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ بدر کے دن آپ کو بھی دکھا دیں تو ہم اس بات پر قادر ہیں، اور آپ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھئے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے شرک کا دفعیہ کلمہ طیبہ کے ساتھ کر دیا کیجئے: یا یہ کہ اپنے سے ان کی بدتمیزیوں کا دفعیہ سلامتی اور اچھے طریقہ پر کر دیا کیجئے، اور ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ آپ کی نسبت جھوٹ بکا کرتے ہیں اور آپ یہ بھی دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے کہ جن سے انسان سے خلاف مصلحت کام سرزد ہو جائے۔

اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں خواہ نماز میں یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا موت کے وقت (اور وسوسہ ڈالنا تو در کنار اور یہ کفار اپنی باتوں سے باز نہیں آئیں گے عابد)۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر ملک الموت اور ان کے مددگار

الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ

موت آ کھڑی ہوتی ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو (دنیا میں) پھر واپس بھیج دیجئے۔ تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر جا کر نیک کام کروں ہرگز ایسا نہیں (ہوگا) یہ

هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ

(اس کی) ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک (چیز) آڑ کی آنے والی ہے (مراد اس سے موت ہے) قیامت کے دن تک۔ پھر جب (قیامت میں) صور پھونکا

فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ

جاویگا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي

(یعنی ناجی) ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور

جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ

جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے ان کے چہروں کو (اس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور اس (جہنم) میں ان کے منہ بگڑے ہونگے کیوں کیا تم کو میری آیتیں (دنیا میں)

آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا

پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے (یہ اسکی سزا مل رہی ہے) وہ کہینگے کہ اے ہمارے رب (واقعی) ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا

وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾

اور (بے شک) ہم گمراہ لوگ تھے۔

ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے آکھڑے ہوں تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دنیا میں پھر واپس کر دیجئے۔

تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اور وہاں آپ کی تکذیب کی ہے تو پھر وہاں جا کر نیک کام کر دوں اور آپ پر ایمان لاؤں، حق تعالیٰ تردیداً فرما رہا ہے کہ ہرگز اس کو دنیا کی طرف واپس نہیں کیا جائے گا، یہ واپس ہونے کی درخواست اس کی ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے اور یہ اسے کوئی سودمند نہ ہوگی۔

اور ان لوگوں کے آگے ایک چیز آڑ کی آنے والی ہے، یعنی قبر یہاں تک کہ ان کو قبروں سے اٹھایا جائے۔

پھر جب بعث بعد الموت کے لئے صور پھونکا جاوے گا تو ان میں باہمی جو رشتے ناطے تھے، تو قیامت کے دن وہ بھی باقی نہیں رہیں گے، اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

سو جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، تو ایسے ہی لوگ غصۂ خداوندی اور اس کے عذاب سے ناجی ہوں گے۔

اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا، اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ یہ اس سے نکالے جائیں گے۔

ان کے چہروں کو جہنم کی آگ جھلستی ہوگی اور ان کی ہڈیوں اور گوشت کو آگ جلا کر ختم کر دے گی، اور دوزخ میں ان کی صورتیں سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

اور ان سے حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیوں کیا میری آیتیں یعنی قرآن کریم دنیا میں تم کو پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے، کفار دوزخ ہی میں عرض کرینگے، اے ہمارے پروردگار واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا، جو ہمارے بارے میں لکھی جا چکی تھی، سو ہم اپنے ارادہ سے ایمان نہیں لائے، اور واقعی ہم کافر تھے۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿۱۰۸﴾

اے ہمارے رب ہم کو اس (جہنم) سے (اب) نکال دیجیے پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا) کریں تو ہم بیشک پورے قصور وار ہیں ارشاد ہوگا کہ اسی (جہنم) میں راندے ہوئے پڑے ہو اور مجھ

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ

بات مت کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو (مجھ سے) عرض کیا کرتے تھے کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم

الرَّاحِمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ

کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔ سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا (اور) یہاں تک (اس کا مشغلہ کیا) کہ مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی

تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ كَمْ

کیا کرتے تھے میں نے ان کو آج ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا ہے کہ وہی کامیاب ہوئے۔ ارشاد ہوگا (کہ اچھا یہ بتلاؤ) تم

لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ

برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے۔ وہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے

الْعَادِّينَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾

پوچھ لیجیے۔ ارشاد ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے۔

اے ہمارے پروردگار ہم کو اس جہنم سے اب نکال دیجیے، پھر اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو بے شک ہم پورے قصور وار ہیں۔

ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو، اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں میرے سے کسی قسم کی کوئی بات مت کرو۔

میرے بندوں میں ایک گروہ ایمانداروں کا تھا جو مجھے عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے، سو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور ہم کو عذاب نہ دیجیے، آپ ہم پر والدین سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا، یہاں تک اس کا مشغلہ کیا کہ ان کے مشغلہ نے تم کو ہماری توحید اور ہماری یاد بھی بھلا دی، اور تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

میں ان کو آج ان کے صبر کا بدلہ جنت دی، کیونکہ میری اطاعت پر ثابت قدم رہے، اور تمہاری تکالیف پر انہوں نے صبر کیا، اور یہی حضرات، جنت کے ملنے اور دوزخ سے نجات حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔

یہ آیت کریمہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ لوگ حضرت سلمان فارسی رضؓ اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

ارشاد خداوندی ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے کتنی مدت قبروں میں رہے ہوگے۔

وہ جواب دیں گے بہت رہے ہوں گے تو ایک دن پھر اس میں بھی ان کو شک ہو جائے گا تو بولیں گے یا ایک دن سے بھی کم ہم رہیں ہوں گے اور سچ یہ ہے کہ ہم کو کچھ یاد نہیں تو فرشتوں سے یہ ملک الموت اور ان کے مددگاروں سے پوچھ لیجیے

ارشاد خداوندی ہوگا خیر بہ نسبت دوزخ کے قیام کے تم قبروں میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو، کیا خوب ہوتا اگر تم میرے حکم کی تصدیق کرتے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ

ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے سو (اس سے کامل طور پر ثابت ہو گیا کہ)

الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

اللہ تو بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں (اور وہ) عرش عظیم کا مالک ہے اور جو شخص (اس امر پر دلیل قائم ہونے کے بعد) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی

لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُل

بھی عبادت کرے کہ جس (کے معبود ہونے) پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اسی کے رب کے ہاں ہوگا (جس کا نتیجہ لازمی یہ ہے کہ) یقیناً کافروں کو فلاح نہ ہوگی (بلکہ ابد الآباد معذب رہیں گے)

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿۱۱۸﴾

اور آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے رب (میری خطائیں) معاف کر اور رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

آیاتہا ۶۴ ——— (۲۴) سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۲) ——— رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۱﴾

یہ ایک سورت ہے جس (کے الفاظ) کو (بھی) ہم (ہی) نے نازل کیا ہے اور اس (کے معانی یعنی احکام) کو (بھی) ہم (ہی) نے مقرر کیا ہے اور ہم نے اس (سورۃ) میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو)

یا یہ کہ ان سے حق تعالیٰ فرمائے گا کیا خوب ہوتا اگر تم دنیا میں اس چیز کو سمجھتے اور میرے انبیاء کرام کی تصدیق کرتے تو تم کو معلوم ہو جاتا کہ تم قبروں میں کم ہی رہے ہو۔

مکہ والو خصوصاً کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے کہ اوامر و نواہی اور ثواب و عقاب کا تم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ تم مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔

سو حق تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے اور جو اولاد اور شریک سے منزہ اور بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بتوں وغیرہ کی عبادت کرے، جس کے معبود ہونے پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو اس کو آخرت میں عذاب ملے گا۔ یقیناً کافروں کو عذاب الٰہی سے نجات اور فلاح نہیں ہو گی۔

اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے پروردگار میری امت کی خطائیں معاف کر اور میری امت پر رحم فرما، اور اس کو عذاب مت دے۔ یقیناً تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

(سورۂ نور) یہ سورت مدنی ہے، اس میں چونسٹھ (۶۴) آیتیں اور ایک ہزار تین سو سولہ (۱۳۱۶) کلمات اور پانچ ہزار اسّی (۵۹۸۰) حروف ہیں۔

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) یہ ایک سورت ہے جس کے الفاظ کو بھی ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے اور اس کے حلال و حرام کو بھی ہم ہی نے مقرر کیا ہے، اور اس سورت میں ہم نے صاف صاف اوامر و نواہی فرائض و حدود کو بیان کیا ہے، تاکہ تم اوامر و نواہی کو سمجھو اور حدود کو معطل نہ کرو۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُم

زنا کرانے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سو ان میں ہر ایک کے سو درے مارو اور تم لوگوں کو اُن دونوں پر

بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیئے اگر اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت

عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً

مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے ۔ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور (اسی طرح)

وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾

زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے اور یہ (یعنی ایسا نکاح) مسلمانوں پر حرام (اور موجب گناہ) کیا گیا ہے

غیر شادی شدہ زنا کرنے والی عورت اور غیر شادی شدہ زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو زنا کرنے پر سو سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر حد قائم کرنے اور حکم الٰہی کے ان پر نافذ کرنے میں ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیئے، اگر تم حق تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان دونوں کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے، تاکہ وہ حدود خداوندی کو محفوظ کر لیں (کہ ان کے ذریعہ سے تشہیر اور عبرت ہو جائے)۔

اور اہل کتاب میں سے علانیہ طور پر زنا کرنے والے مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز اہل کتاب یا مشرکین میں سے کسی زانیہ کے اور اہل کتاب یا مشرکین کی زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا بجز اہل کتاب میں سے کسی زانی یا مشرک کے اور یہ اس قسم کا نکاح جو اہل کتاب میں سے کسی زانیہ کے ساتھ من حیث الزانیہ ہو، مشرکہ کے ساتھ ہو مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

یہ آیت کریمہ چند اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی، یہ حضرات اہل کتاب اور مشرکین عرب کی باندیوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے جو کہ علی الاعلان زنا کاری میں گرفتار تھیں، جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، انہوں نے اپنے ارادہ کو چھوڑ دیا۔

اور آیت کریمہ کی بایں طور بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی وہ اپنے ہی جیسی زانیہ یا اہل کتاب میں کی زانیہ یا مشرکہ ہی کے ساتھ کرتا ہے۔ اور اہل قبلہ یا اہل کتاب کی زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی یا مشرک ہی زنا کیا کرتا ہے، اور یہ فعل زنا مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ نور) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ارشاد خداوندی اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً الخ ۔ امام نسائی نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت بدچلن تھی، اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ الخ یعنی زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ الخ ۔ اور امام ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ اور امام حاکم رحؒ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرثد نامی ایک شخص مکہ مکرمہ سے قیدیوں کو لے جایا کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا

اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی قبول مت کرو (یہ تو دنیا میں ان کی سزا ہوئی) اور یہ لوگ (آخرت میں بھی مستحق سزا ہیں اس وجہ سے کہ) فاسق ہیں لیکن جو

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ

لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور اپنی (حالت کی) اصلاح کرلیں سو (اس حالت میں) اللہ تو ضرور مغفرت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ

اپنی (منکوحہ) بیبیوں کو (زنا کی) تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے (ہی دعوی کے) اور کوئی گواہ نہ ہوں (جنکا عدد میں چار ہونا چاہیئے) تو ان کی شہادت (جو کہ رافع

شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

حبس یا حد قذف ہو) یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر

اور جو لوگ آزاد مسلمان پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار عادل مسلمان آزاد آدمیوں کو اپنے دعوے پر گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اس تہمت لگانے پر اسی درے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔

لیکن جو لوگ اس تہمت لگانے کے بعد خدا کے سامنے توبہ کرلیں، اور دیانۃً بھی اپنی سابقہ حالت کی اصلاح کرلیں، کیونکہ حق تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے (کہ آخرت میں اس توبہ سے عذاب مرتفع ہو جائے گا، گو رد شہادت معاملات میں جو کہ تتمہ حد ہے پھر بھی باقی رہے عابد)۔

شروع سے لے کر یہاں تک یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیبیوں کو زنا کی تہمت لگائیں، اور ان کے پاس اس چیز پر بجز اپنے اور گواہ نہ ہو تو ایسا شخص چار مرتبہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہہ دے کہ میں اپنی عورت پر جو تہمت لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر حق تعالیٰ کی لعنت ہو، اگر میں اپنے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک عورت ان کی دوست تھی، انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عورت سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی، تاآنکہ یہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً تب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مرثد کہ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ سے۔ لہذا تم اس عورت سے شادی مت کرو (اور اس میں شرک اور زنا دونوں باتیں ہیں عابد)۔

اور سعید بن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو زانیہ عورتیں بہت خوبصورت تھیں، تو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ پھر ان عورتوں سے نکاح ہی کیوں نہ کرلیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

حکم تدا وندی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تہمت لگائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا گواہ لاؤ۔ ورنہ تمہاری پشت پر

كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ

میں جھوٹا ہوں اور (اس کے بعد) اس عورت سے سزا (یعنی حبس یا حد زنا) اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ

کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر یہ

دعوے میں جھوٹا ہوں۔

اور اس کے بعد اس عورت سے زنا کی سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ حق تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک اس کا خاوند اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو، اگر یہ

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حد قذف لگائی جائے گی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے (یہ تو بڑی مشکل ہے)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے گواہ لاؤ، ورنہ تم پر حد قائم ہوگی۔

حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بات میں سچا ہوں اور حق تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا، اس کے بعد جبریل امین تشریف لائے اور آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ آپ نے مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تک یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

اور نیز اسی روایت کو امام احمد رح نے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا نازل ہوئی، تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار بولے یا رسول اللہ کیا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے گروہ انصار سن نہیں رہے کہ تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو ملامت نہ کیجئے، یہ بہت ہی باغیرت انسان ہیں خدا کی قسم انہوں نے کنواری کے علاوہ اور کسی عورت سے کبھی شادی نہیں کی اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی ہے کہ ان کی غیرت کی شدت کی وجہ سے پھر ہم میں سے کسی کو جرأت ہو کہ وہ ان کی مطلقہ کے ساتھ شادی کرے، پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانتا ہوں کہ یہ بات حق ہے اور یہ علم الٰہی ہے لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اگر میں کسی بیوقوف کے ساتھ کسی نامحرم کو پاؤں تو مجھے اس نامحرم کو علیحدہ کرنے اور اس کو حرکت دینے کی بھی اجازت نہیں، تا آنکہ میں چار گواہ نہ لے آؤں تو بخدا میں گواہوں کو اس وقت تک نہیں لاؤں گا، جب تک کہ وہ اپنی حاجت کو پورا نہ کرے، اس کے بعد کچھ وقفہ نہیں گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ آگئے اور وہ تین حضرات میں سے ہیں جن کی حق تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی ہے، وہ اپنی زمین سے شام کو گھر آئے تو انہوں نے اپنی گھر والی کے پاس کسی شخص کو پایا یہ منظر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اس واقعہ سے کچھ نہیں گھبرائے، تا آنکہ صبح ہوگئی وہ علی الصباح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ میں شام کے وقت اپنی گھر والی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا یہ چیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سنیں

یہ جس واقعہ کی اطلاع لے کر آئے، اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی

اور آپ پر یہ چیز گراں گزری، اتنے میں سب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾

سچا ہو۔ اور اے مرد و عورتو! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے (کہ ایسے ایسے احکام مقرر کئے ہیں) اور یہ کہ اللہ تم توبہ قبول کرنے والا (اور) حکمت والا ہے تو تم بڑی مصیبتوں میں پڑ جاتے

خاوند سچا ہو۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر حق تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے تو وہ بیان فرما دیتا کہ تم میں سے جھوٹا کون ہے، اور حق تعالیٰ تائب کی توبہ قبول فرمانے والا اور حکمت والا ہے کہ اس نے مرد اور عورت کے درمیان ایسے موقعہ پر لعان کا فیصلہ فرمایا ہے۔

یہ آیت کریمہ عاصم بن عدی انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ اس غلطی میں پڑ گئے تھے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

سعد بن عبادہ رضؓ نے اس وقت جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے ہم سب آزمائش میں ڈال دئیے گئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے، اور ان کی گواہی کو مسلمانوں میں باطل قرار دے دیں گے، حضرت ہلال نے فرمایا خدا کی قسم میں اس چیز کی امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس چیز سے میرے لئے چھٹکارے کا کوئی راستہ نکال دیں گے، سو خدا کی قسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سزا دینے کے لئے حکم فرمانا ہی چاہ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی تو سب اُن سے رُک گئے، تا آنکہ آپ وحی سے فارغ ہوئے چنانچہ آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی جو لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔

نیز ابو یعلیٰ نے اسی طرح حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے۔

اور امام بخاری رحؒ و مسلم رحؒ نے سہل بن سعد رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرا ایک مسئلہ رسول اکرم سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پائے تو کیا کرے وہ اس کو مار ڈالے تو کیا وہ بھی قصاص میں قتل کر دیا جائے گا تو پھر کرے تو کیا کرے، چنانچہ عاصم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے سوال کو برا سمجھا، اس کے بعد عویمر سے ملاقات ہوئی، عویمر نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا عاصم نے جواب دیا میں کیا کرتا تم نے میرے ساتھ بھلائی نہیں کی، میں نے آپ کا مسئلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ایسے سوالات کو پسند نہیں فرمایا، عویمر بولے خدا کی قسم میں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا، اور بغیر دریافت کئے ہوئے نہیں رہوں گا، چنانچہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر دریافت کیا، آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیت کریمہ کون سے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تو بعض حضرات نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت حضرت عویمر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور بعض نے حضرت ہلال رضؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ میں نازل ہوئی ہے

اور بعض حضرات نے دونوں واقعات میں تطبیق کر دی ہے کہ اولاً تو حضرت ہلال رضؓ کا واقعہ پیش آیا، اور پھر حضرت عویمر رضؓ کے آنے سے اس واقعہ کی تائید ہو گئی، پھر دونوں کے بارے میں ایک ساتھ آیت کریمہ نازل ہوئی، امام نووی رحؒ کا بھی اسی جانب رجحان ہے، اور خطیب بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دونوں واقعے ایک ہی وقت پیش آئے ہوں۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ

جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت صدیقہ رضہ کی نسبت برپا کیا ہے (اے مسلمانو) وہ تمہارے ہی کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھنا بلکہ یہ (باعتبار انجام کے)

لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ

تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا

عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑪

اس کو سخت سزا ہوگی

جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ کی نسبت یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے وہ تمہارے ہی کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔
یہ آیات کریمہ کذاب اور واقعہ کو گھڑنے والا عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ، اور عباد بن عبدالمطلب، اور حمنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ابی بن سلول منافق نے حضرت عائشہ رضہ صدیقہ اور حضرت صفوان پر تہمت لگائی تھی، اور یہ بقیہ مومن اس منافق کے کہنے میں آ گئے تھے، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس چیز کو اپنے حق میں آخرت میں بھی برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں ثواب و انجام کے اعتبار سے بہتر ہی بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا اس معاملہ میں حصہ لیا تھا گناہ ہوا۔
اور ان میں سے جس نے یعنی عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے، کہ اس واقعہ کو اس نے گھڑا، اور سارے مدینہ میں اس کی اشاعت کی، اس کو سب سے بڑھ کر سخت سزا ہوگی، کہ دنیا میں حد قذف اس پر لگائی جائے گی اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رح ان دونوں واقعات میں بایں طور تطبیق بیان کرتے ہیں، کہ ممکن ہے حضرت ہلال رضہ کا واقعہ پیش آنے پر اولاً آیت کریمہ کا نزول ہو چکا ہو، پھر جب حضرت عویمر رضہ اپنا واقعہ لے کر آئے، اور انہیں اس بات کا علم نہ ہوا کہ حضرت ہلال رضہ کا کیا واقعہ ہو چکا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حکم سے مطلع فرمایا دیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ہلال رضہ کے واقعہ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ پھر جبریل امین نازل ہوئے، اور حضرت عویمرؓ کے واقعہ میں یہ الفاظ ہیں، کہ حق تعالیٰ نے تمہارے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے، یعنی تمہارے جیسا واقعہ پیش آ چکا ہے، اس کے اندر حکم نازل ہو گیا اور ابن الصباغ نے بھی شامل میں یہی جواب دیا ہے۔ اور امام قرطبی کا میلان اس جانب ہے کہ دو مرتبہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہو، کیونکہ نزول آیت دو مرتبہ جائز ہے۔
اور بزار نے زید بن مطیع کے واسطہ سے حضرت حذیفہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضہ سے فرمایا اگر تم ام رومان کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھو تو تم کیا کرو گے، حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا میں ایسے شخص کے ساتھ بہت برائی کے ساتھ پیش آؤں گا، پھر آپ حضرت عمر رضہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عمرؓ تم کیا کرو گے، حضرت عمر رضہ نے فرمایا میں ایسے شخص پر حق تعالیٰ کی لعنت بھیجوں گا اور ایسا شخص خبیث ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں اسباب النزول کے تعدد ہونے میں کوئی حرج نہیں۔
تنبیہ: خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ الخ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ

(آگے ان قاذفین مومنین کو ناصحانہ ملامت ہے،) جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور زبان سے یوں کیوں نہ کہا

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

صریح جھوٹ ہے (آگے اس حسن ظن اور افک کے وجوب کی وجہ ارشاد ہے کہ یعنی قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ

فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں

جب تم لوگوں نے یہ طوفان سنا تھا تو مسلمان مردوں یعنی مسطح اور مسلمان عورتوں یعنی حمنہ نے اپنی ام المومنین حضرت عائشہ رض صدیقہ کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا، جیسا کہ تم اپنی ماؤں کے ساتھ گمان کرتے ہو، اور زبان سے صاف طور پر یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔

یہ قاذف لوگ اپنے اس قول پر چار عادل گواہ کیوں نہ لائے جو ان کی تصدیق کرتے، سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ قاعدہ کے موافق نہیں لائے تو یہ حق تعالے کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کو تشریف لے جانا چاہتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل جاتا اس کو ساتھ لے جاتے، ایک مرتبہ ایک جہاد کو تشریف لے گئے، اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا، اس لئے میں حضور م کے ساتھ چل دی، یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے بعد کا ہے۔

چنانچہ میں کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی بھی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار لیا جاتا تھا۔ غرضکہ ہم چل دیئے جہاد سے فارغ ہونے کے بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو حضور م نے کوچ کا اعلان فرمادیا، اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جا کر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری نگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئی تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر نکل گیا فوراً میں اس کی تلاش کے لئے لوٹی، اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی، جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرے کجاوہ کو اٹھا کر اسی اونٹ پر کس دیا، جس اونٹ پر کہ میں سوار ہوتی تھی۔

کیونکہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں کجاوہ میں ہوں، اور اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری فربہ اندام نہیں ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں، اور میں تو ویسے بھی نوخیزہ لڑکی تھی، اس لئے جن لوگوں نے کجاوہ کو اونٹ پر اٹھا کر رکھا، ان کو کجاوہ کی گرانی کا اندازہ نہ ہوا۔ غرضکہ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیئے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا، میں پڑاؤ پر آئی، تو وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا، میں اپنے پڑاؤ پر آگئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو ضرور یہیں لوٹ کر آئیں گے، میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند کا جوش آیا اور میں سو گئی صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پچھلی رات سے چلے آرہے تھے وہ صبح کو اس جگہ پہنچے، جہاں میں پڑی ہوئی سو رہی تھی، دور سے انہیں ایک سوتا ہوا شخص معلوم ہوا، میرے پاس آئے تو مجھ کو پہچان لیا، کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے میں ان کے سامنے نکلا کرتی تھی، انہوں نے جو مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھی تو میری آنکھ کھل گئی، انہوں نے مجھ کو پہچان لیا،

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ

اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس

اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔

اب حق تعالیٰ اپنی رحمت کو ان مسلمانوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے، جو اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے، اور انہوں نے اس میں حصہ لیا تھا کہ اے (حسان ومسطح) اگر تم پر خدا تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل میں تم پڑے تھے یعنی اس طوفان بدتمیزی تو تم پر دنیا وآخرت میں سخت عذاب واقع ہوتا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپالیا خدا کی قسم انہوں نے مجھے کوئی بات تک نہیں کی، اور نہ میں نے بجز اناللہ کے ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ سنا، انہوں نے فوراً یہ کیا کہ اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پیر سے دبائے رکھا میں اونٹنی پر سوار ہوگئی، وہ خود بیچارے پیدل چلتے رہے اور اونٹنی کو چلاتے رہے، یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب کہ عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے، اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی ہوئی تھی وہ تباہ ہوا، اور سب سے بڑا اس طوفان کا بانی وموجد عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ملعون تھا، خیر ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر میں بیمار ہوگئی، ایک مہینہ تک میں بیمار رہی، لوگ طوفان برپا کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے، لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی، ایک ذرا سا وہم مجھے اس بات سے پیدا ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں میرے حال پر فرمایا کرتے تھے، وہ میں اس بیماری کے زمانہ میں نہیں پاتی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تشریف لاتے اور سلام کرنے کے بعد فرماتے اب کیسی ہے اور تشریف لے جاتے، اس سے بے شک مجھ کو وہم ہوا، مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر تک بھی نہ تھی، بیماری سے اچھی ہونے کے بعد لاغری اور کمزوری ہی کی حالت میں میں باہر نکلی، اور میرے ساتھ مسطح کی ماں مناصع کی طرف چلی، مناصع اس زمانہ میں ہمارا پائخانہ تھا، اور ہم راتوں رات وہاں جایا کرتے تھے، اور اس زمانہ میں ہماری حالت بالکل ابتدائی عربوں کی طرح تھی۔

گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف بھی ہوتی تھی، ام مسطح ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی لڑکی تھیں، اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر رض کی خالہ تھیں، اور ام مسطح کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا، غرضکہ ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح گھر کو آئے، راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گریں اور بولیں مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا کہ تم نے برا کیا، کیا ایسے آدمی کو بددعا دیتی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے بولیں بھولی بھالی کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا، اس کی کیا بات ہے، چنانچہ مسطح کی والدہ نے تہمت تراشوں کا قول بیان

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ

جبکہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو (کسی دلیل سے) مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر

هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن

موجب گناہ) سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے۔ اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات

نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾

منہ سے بھی نکالیں معاذاللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔

جب کہ تم اس جھوٹ بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے بیان کر رہے تھے، اور اپنی زبانوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت اور اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں تھی۔ اور تم اس طوفان کو معمولی سا گناہ سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک سزا اور گناہ کے اعتبار سے بہت بھاری بات ہے۔

اور تم نے جب اس بات کو سنا تھا تو اسی وقت یوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ ایسی جھوٹی بے اصل بات اپنے منہ سے نکالیں، معاذاللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

کیا، یہ سن کر میری بیماری میں اور اس بیماری کا اضافہ ہوگیا، گھر واپس آئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، انہوں نے سلام کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا، کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں، اس اجازت لینے کی منشاء یہ تھی کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی، چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے یہاں چلی آئی، اور آکر والدہ سے دریافت کیا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، انہوں نے کہا بیٹی تو رنج مت کر کیونکہ خدا کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے اور اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہے، اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں، تو سوکنیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھ دیا کرتی ہیں،

میں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیا کیا باتیں ملا رہے ہیں (اور آپ یہ کہہ رہی ہیں)۔ غرض اس رات کو ساری رات میں روتی رہی، اور میرے آنسو نہیں تھمے اور نہ نیند آئی، صبح کو میں رو ہی رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضہ اور حضرت اسامہ رضہ کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں مشورہ کے لئے طلب فرمایا کیونکہ وحی آنے میں دیر ہوگئی تھی حضرت اسامہ نے تو وہی مشورہ دیا جو ان کو معلوم تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ پاک دامن ہے اور جیسا کہ ان کے دل میں آپ کی ازواج سے محبت تھی۔

چنانچہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ کی بیوی ہیں ہمیں تو ان کے متعلق کسی برائی کا علم نہیں، مگر حضرت علی رضہ نے عرض کیا یارسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کے لئے تنگی نہیں رکھی ہے ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ سچ بیان کر دیں گی، اور عائشہ رضہ کی سچائی ہو جائے گی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضہ کو بلایا

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

حق تعالیٰ تم کو ڈراتا اور روکتا ہے کہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا جب کہ تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔
اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے، اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تم پر حد کا فیصلہ فرمایا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور فرمایا بریرہ رض تم کو عائشہ رض کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی، حضرت بریرہ رض نے عرض کیا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے تو عائشہ رض کی کوئی بات نکتہ چینی کے قابل کبھی دیکھی ہی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں، گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ اس کو آکر کھا لیتا ہے، اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر عبداللہ بن ابی سلول منافق مردود کے مقابل مدد چاہی، فرمایا مسلمانوں کون میری حمایت کرتا ہے کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابلہ میں جس کی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی ہے، خدا کی قسم مجھے تو اپنی بیوی میں کوئی برائی نظر نہیں آتی، لوگ میں ان کو نیک اور پاکدامن ہی سمجھتا ہوں اور جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں وہ تو کبھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا، ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا، یہ سن کر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رض کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں اس شخص کے مقابلہ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں، اگر یہ شخص اوس قبیلہ کا ہے تو ابھی میں اس کی گردن مارتا ہوں، اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں کا ہے تو آپ جو حکم دیں ہم بجا لائیں، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر سعد بن عبادہ رض کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے، وہ پہلے بہت نیک بخت آدمی تھے، مگر اس وقت ان کو ایک قومی غیرت نے آگھیرا، سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقار کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے تو نہ اس کو مارے گا اور نہ مار سکے گا، اتنے میں اسید بن حضیر جاں نثار صحابی جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہوگئے، اور سعد بن عبادہ رض سے کہنے لگے اللہ کی بقار کی قسم تو جھوٹا ہے، ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہوگیا ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے بس اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے آدمی کھڑے ہوگئے، اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے مگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم منبر ہی پر تھے، آپ ان کو ٹھنڈا کرتے رہے، تاآنکہ وہ سب خاموش ہوئے، تب آپ بھی خاموش ہوئے، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں اس دن سارے دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے، اور نہ نیند ہی آتی تھی۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سزا ہے دردناک (مقرر)

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

ہے اور (اس امر پر سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور (اے تائبین) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم

وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٠﴾

ہے (جس سے تم کو توفیق توبہ کی دی) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے۔

جو لوگ یعنی عبداللہ بن ابی منافق اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوانؓ میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو، ان سب کے لئے دنیا میں حد قذف ہے، اور خاص طور پر عبداللہ بن ابی منافق کے لئے آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوانؓ پاکدامن و بری ہیں، اور تم اس جرم کی سزا کو نہیں جانتے۔

اور جن حضرات نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوان پر بہتان نہیں لگایا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑا شفیق اور بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(اور رات بھی اسی بیقراری میں گزاری) صبح کو میرے والدین بھی میرے پاس موجود تھے، اور میں تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی، اور نہ آنسو ہی تھمتے تھے، میرے والدین یہ سمجھ کر روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہی ہوئے تھے، اور میں رو ہی رہی تھی، اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اسے اجازت دے دی، وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی، اسی حالت میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ نے سلام کیا، اور سلام کرکے بیٹھ گئے، اس سے قبل جب سے میرے اوپر یہ طوفان لگایا گیا تھا آپ کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، ایک مہینہ تک آپ ٹھہرے رہے، میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، غرضکہ آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا، پھر فرمایا امابعد عائشہ رضؓ مجھے تیری نسبت ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، اگر تو پاک ہے تو حق تعالیٰ تیری پاک دامنی عنقریب بیان فرما دے گا، اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی مغفرت چاہ اور توبہ کر، کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ گفتگو ختم کر چکے، تو خدا کی قدرت ایک بار ہی میرے آنسو تھم گئے، یہانتک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا، میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دو، انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا جواب دوں، پھر میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا جواب دو، انہوں نے کہا،

میں نہیں جانتی کیا

جواب دوں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

اے ایمان والو تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو (یعنی اس کے اغوا پر عمل مت کرو) اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے تو وہ تو (ہمیشہ ہر شخص کو) بے حیائی اور

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ

نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی (توبہ

مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

کرکے) پاک صاف نہ ہوتا ولیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دے کر) پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے

اب حق تعالیٰ شیطان کی پیروی اور اس کے نقش قدم پر چلنے سے روکتا ہے کہ اے ایمان والو تلبیس ابلیس اور شیطانی وساوس کی پیروی مت کرو۔

کیونکہ جو شخص تلبیس و وساوس شیطانی کی پیروی کرتا ہے، تو شیطان تو نامعقول ہی کام اور نامعقول ہی باتیں کرنے اور ایسی چیزوں کے ارتکاب کو کہے گا کہ جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ثبوت نہیں، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا کہ اس نے تم کو ان باتوں سے حفاظت اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی، تو تم میں سے کبھی کوئی موحد اور نیکوکار نہ ہوتا، لیکن جو شخص اس کا اہل ہوتا ہے، حق تعالیٰ اسی کو توبہ اور نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے، حق تعالیٰ سب باتوں کو سنتا اور تم کو اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں، بالآخر میں ہی جواب کے لئے مستعد ہوئی، اور میں ایک کمسن لڑکی تھی، قرآن کریم بھی مجھے زیادہ یاد نہ تھا، خیر میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو تم نے سنی ہے وہ تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم اس کو سچ سمجھنے لگے ہو تو ایسی صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک ہوں اور حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی تم مجھ کو سچا نہیں سمجھوگے، اور اگر میں فرضی طور پر ایک گناہ کا اقرار کرلوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو تم مجھے سچا سمجھوگے خدا کی قسم میں اس وقت اپنی اور تمہاری مثال ایسی سمجھتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی، انہوں نے جو کچھ کہا تھا میں بھی وہی کہتی ہوں کہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی میری مدد فرمانے والا ہے، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لی، اور مجھے یہ یقین تھا کہ کیونکہ میں پاک ہوں تو حق تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر فرمائے گا، مگر خدا کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہیں تھا کہ حق تعالیٰ میرے بارے میں قرآن کریم کی ایسی آیتیں نازل فرمائے گا (جو قیامت تک) پڑھی جائیں گی، میں اپنی حالت اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں خدا ایسا کلام اتارے کہ جسے ہمیشہ پڑھتے رہیں، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسا خواب نظر آجائے گا، جس سے آپ کے سامنے میری پاکدامنی ظاہر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں پھر خدا کی قسم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ اپنی اس جگہ سے اٹھے، اور اسی طرح گھر میں جو حضرات تھے نہ ان میں سے کوئی باہر گیا، کہ آپ پر وحی آنا شروع ہو گئی، اور معمول کے مطابق آپ پر وحی کی سختی ہونے لگی،

اور پسینہ موتی کی طرح

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَ

اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مسکینوں کو اور

الْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہئے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ

لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾

تمہارے قصور معاف کردے بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

نزول آیات برأت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے شدت غیظ میں قسم کھائی تھی کہ اپنے ان رشتہ داروں کی کچھ مالی امداد نہ کریں گے، جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس معاملہ میں حصہ لیا یعنی مسطح وغیرہ تو اگلی آیتوں میں حق تعالیٰ ان کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم میں سے جو حضرات بزرگی و شرافت والے اور زیادی وسعت والے ہیں ان کو یہ قسم نہ کھا لینی چاہیئے کہ وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے، اور حضرت مسطحؓ حضرت ابوبکر صدیق کے خالہ زاد بھائی تھے، مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے، بلکہ وہ حضرات ایسی قسموں کو چھوڑ دیں اور درگزر کریں، اے ابوبکر صدیق کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ حق تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا غفور رحیم ہے، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بے شک اے میرے پروردگار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں، چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی اور احسان کا معاملہ شروع کردیا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

آپ کے بدن مبارک سے ٹپکنے لگا۔ حالانکہ وہ سردی کا دن تھا۔ مگر نزول وحی کے وقت آپ پر ایسی ہی سختی ہوتی تھی۔ خیر جب وحی کی حالت موقوف ہوگئی دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں، پھر پہلی بات آپ نے جو کی وہ یہی فرمائی کہ عائشہ رضؓ حق تعالیٰ نے مجھے پاک صاف کردیا، یہ سنکر میری والدہ بولیں آپ کے شکریہ کے لیئے اٹھ میں نے کہا واہ خدا کی قسم میں تو کبھی بھی آپ کے شکریہ کے لیئے نہیں اٹھوں گی، میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی، جو عزت اور بزرگی والا ہے، اور اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الخ پوری دس آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ جب حق تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیتیں نازل فرمادیں (اور طوفان لگانے والوں کو سزا دی گئی) تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ جو پہلے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ اس کے فقر اور رشتہ داری کی وجہ سے کچھ سلوک کیا کرتے تھے، کہنے لگے خدا کی قسم اب تو میں مسطح کو کچھ نہیں دوں گا، جب اس نے عائشہؓ کے حق میں ایسی باتیں کیں (اور قرابت کا خیال نہ کیا) تب حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ

یعنی تم سے وسعت اور بزرگی والوں کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اس قسم کی قسم کھائیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین

اور مہاجروں کو حق تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے الخ۔ تو یہ آیتیں سنکر حضرت ابوبکر

صدیق رضؓ فرمانے لگے خدا کی قسم مجھے یہ پسند ہے کہ حق تعالیٰ

مجھے بخش دے، اور مسطح سے حسب

عادت سلوک کرنے لگے

اور فرمانے

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(آگے منافقین کی وعید کی تفصیل ہے) جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے) سے (بالکل) بےخبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔ جس روز ان کے خلاف ان کی زبانیں گواہی دینگی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی (گواہی دیں گے) اس کی جو

يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾

کہ جو کچھ یہ لوگ کرتے تھے اس روز اللہ تعالیٰ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنیوالا ہے (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے

اگلی آیتیں حق تعالیٰ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت عائشہ رضؓ پر اس اتہام لگانے میں بڑا حصہ لیا تھا، نازل فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ آزاد پاک دامن ہیں اور ایسی باتوں سے بالکل بے خبر ہیں، اور ایمان دار ہیں، توحید خداوندی کی تصدیق کرنے والی ہیں یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ، ان لوگوں یعنی عبداللہ بن ابی منافق پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے کہ دنیا میں تو اس کے کوڑے لگیں گے، اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔ اور عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو آخرت میں دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا۔

اور وہ قیامت کا دن ہوگا کہ جس روز عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کی زبانیں ان کی باتوں پر گواہی دینگے اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

اس روز حق تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا، اور اس روز ان کو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ حق تعالیٰ نے جو دنیا میں فرمایا تھا وہ حق ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

لگے کہ میں مسطح کے ساتھ اس سلوک کو کبھی بند نہیں کروں گا۔

اور اس باب میں طبرانی میں حضرت ابن عمر رضؓ اور حضرت ابن عباس رضؓ اور بزار میں ابوہریرہ رضؓ اور ابن مردویہ میں ابوالیسر رضؓ سے روایتیں مروی ہیں۔

ک۔ اور امام طبرانی نے خصیف سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضؓ سے دریافت کیا کہ زنا اور قذف میں سے کونسی چیز زیادہ سخت ہے، فرمایا زنا، میں نے عرض کیا حق تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ پاک دامن ہیں الخ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اس روایت کی سند میں یحییٰ حمانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

ک۔ نیز ضحاک بن مزاحم سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الخ خاص طور پر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت خاص طور پر حضرت عائشہ رضؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ک۔ اور ابن جریرؒ نے حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ جو کچھ میرے خلاف طوفان برپا کیا گیا میں اس سے بالکل غافل تھی، بعد میں اس چیز کی مجھے اطلاع ہوئی، اسی دوران میں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ پر

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ

(اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے

الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں　یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں۔ ان (حضرات) کے لیئے (آخرت میں) مغفرت اور

رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

اگلی آیت پھر ان منافقین افترا پردازوں کے بارے میں نازل فرما کر حضرت عائشہ رض کی برأت کے واقعہ کو حق تعالیٰ ختم فرماتا ہے کہ جو قول و فعل میں گندی عورتیں ہیں، وہ گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

اور کہا گیا کہ گندی عورتوں سے مراد حمنہ بنت جحش اور گندے مردوں سے مراد عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھ دینے والے ہیں، جیسا کہ مسطح وغیرہ اور قول و فعل میں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہوتی ہیں، اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔

تو پاکیزہ عورتوں سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رض ہیں، اور پاکیزہ مردوں سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تو جب آپ پاکیزہ اور ستھرے ہیں تو یقیناً آپ کی زوجہ مبارکہ بھی پاکیزہ اور ستھری ہیں) یہ یعنی حضرت عائشہ رض صدیقہ اور حضرت صفوان اس بات سے پاک ہیں جو منافقین بکتے پھرتے ہیں، ان کے لئے آخرت میں مغفرت اور جنت میں عزت کی روزی ہے۔

چنانچہ جب کسی مرد و عورت کی تعریف کی جاتی ہے، اور وہ اس کے اہل ہوتے ہیں تو اس تعریف کی تصدیق کی جاتی ہے، اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ بے شک وہ اسی تعریف کے قابل ہیں، اور اس کے برخلاف جب کسی مردوں کی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ اسی کے مستحق ہوتے ہیں، تو اس برائی کی سب تائید کرتے ہیں اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

وحی نازل ہوئی، پھر وحی کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، اور اپنے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا، اس کے بعد فرمایا عائشہ خوشخبری قبول کرو، میں نے عرض کیا حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ خوشخبری قبول کرتی ہوں، آپ کے شکریہ کے ساتھ نہیں قبول کرتی، چنانچہ آپ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں، تا، یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، کے۔ اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے حق تعالیٰ کے فرمان اَلْخَبِيْثٰتُ الخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ رض کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جس وقت منافق مردود نے ان کے خلاف طوفان برپا کیا تھا، چنانچہ حق تعالیٰ ان کو جو کچھ یہ بکتے پھرتے تھے اس سے بری کر دیا۔

نیز طبرانی نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ آیت کا یہ حصہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ الخ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا

اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جبتک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور (اجازت لینے کے قبل)

عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

انکے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے (یہ بات تم کو اس لئے بتلائی ہے) تاکہ تم خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو) پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو

تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ

تو (بھی) ان گھروں میں نہ جاؤ جبتک کہ تم کو (مختار اذن کی جانب سے) اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تم سے (اجازت لینے کے وقت) یہ کہدیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾

آیا کرو۔ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اگر خلاف کرو گے سزا کے مستحق ہو گے)

ایمان والو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو، تاوقتیکہ تم ان سے اجازت نہ لے لو، اور اس سے قبل ان کو سلام نہ کر لو، اور یہ سلام کرنا اور اجازت لے کر جانا تمہارے لئے بہتر ہے (یہ حکم اس لئے دیا) تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ داخل ہو۔

پھر اگر ان گھروں میں تمہیں کوئی اجازت دینے والا معلوم نہ ہو، تب بھی بغیر اجازت کے مت جاؤ، تاوقتیکہ تم کو مختار اذن کی طرف سے داخلہ کی اجازت نہ ملے، اور اگر تم سے کہدیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ تو تم فوراً لوٹ آیا کرو، اور دروازوں پر جمے نہ رہا کرو، یہ فوراً لوٹ آنا تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم وہیں دروازوں پر کھڑے رہو، اور تم جو اجازت طلب کرتے ہو، اور نہیں طلب کرتے حق تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ک۔ نیز طبرانی نے حکم بن عتیبہ سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں حصہ لیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لوگ کیا کہہ رہے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں خود سے اپنی کسی چیز کی برائت نہیں کرتی، تاوقتیکہ میری برائت آسمان سے نازل نہ ہو، چنانچہ حق تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل فرمائیں۔

اس کے بعد حکم بن عتیبہ نے لخبیثین تک آیتیں پڑھ کر سنائیں، یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔

فرمان الٰہی یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا الخ فریابی اور ابن جریر نے عدی بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی اور شخص دیکھے اور میرے پاس میرے خاندان کے برابر آدمی آتے رہتے ہیں، اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو ایسی صورت میں میں کیا کروں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ، اے ایمان والو تم خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں مت داخل ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں (گھر کے طور پر) کوئی نہ رہتا ہو ان میں تمہاری کچھ برت ہو اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو

مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا

اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

فُرُوْجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

کریں یہ ان کیلئے زیادہ صفائی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے

اب حق تعالیٰ اس قسم کے گھروں میں جن میں گھر کے طور پر کوئی نہیں رہتا ہے، جیسا کہ مسافر خانہ اور راستوں پر سرائے وغیرہ بلا اجازت جانے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے، چنانچہ فرماتا ہے کہ تم کو اس قسم کے مکانات میں بے خاص اجازت کے چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا، جن میں گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو، جیسا کہ مسافر خانہ اور اس میں تمہارے لئے گرمی اور سردی سے بچاؤ کا سامان بھی ہو، اور تمہارا اجازت لینا اور سلام کرنا ایسے ہی سلام و اجازت کا جواب دینا، ان سب باتوں کو حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

اور آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ حرام شئی کے دیکھنے سے اپنی نگاہیں روکے رکھیں، اور حرام کام سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت ان کے لئے زیادہ درستگی اور نیکی کا باعث ہے، اور نیکی اور بدی جو کچھ تم کرتے ہو، حق تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔

اور اسی طرح آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ جب گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر قریش کے ان تاجروں کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور شام کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں، اور راستوں پر ان کے متعین شدہ مکانات ہیں (یعنی مسافر خانے) تو وہ ان مکانوں میں کیسے اجازت طلب کریں، اور کیوں کر وہاں سلام کریں، جب کہ ان میں کوئی رہنے والا نہیں، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ الخ یعنی تم کو اس قسم کے مکانات میں بے خاص اجازت کے چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

حکم خداوندی وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ الخ۔ ابن ابی حاتم رحؒ نے مقاتل سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ جابر بن عبداللہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت مرثد اپنے کھجوروں کے باغ میں تھیں، تو ان کے پاس عورتیں چادریں اچھی طرح اوڑھ کر نہیں آتی تھیں، جس سے ان کے پیروں کے زیورات یعنی خلخال اور ان کے سینے اور پنڈلیاں کھل جاتی تھیں تو اس پر حضرت اسماء رضؓ نے فرمایا کہ یہ کس قدر بری چیز ہے، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ الخ یعنی آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا

کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس (مواقع زینت) میں

ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ

سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر ہونے دیں مگر

أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي

اپنے شوہروں پر یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے (حقیقی علاتی اور اخیافی) بھائیوں پر یا

إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ

اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی علاتی اور اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (کے طور

غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ

پر رہتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں

النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۚ

(مراد غیر مراہق ہیں) اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔

کہ وہ بھی اپنی نگاہیں حرام اور مردوں کے دیکھنے سے نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کے مواقع اور زیورات وغیرہ کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس کے کپڑوں میں سے غالباً کھلا رہتا ہے (جیسا کہ پیر) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں اور پیٹوں پر ڈالے رکھا کریں، اور ان کو باندھ لیا کریں، اور اپنی زینت کے مواقع مذکورہ کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں، مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر جو دوسری بیوی سے ہوں، یا اپنے نسبی یا رضاعی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنی نسبی یا رضاعی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں پر کیونکہ یہودیہ، نصرانیہ، مجوسیہ، کافرہ عورتوں کے سامنے زینت کے مقامات (یعنی وہ اعضاء جن پر زیورات پہنے جاتے ہیں) کھولنا جائز نہیں، یا ان باندیوں پر جو کہ تمہاری ملکیت میں داخل ہیں، یا ان مردوں اور عورتوں پر جو کہ ان کے خاوندوں کے پاس محض طفیلی طور پر رہتے ہیں، اور ان کو عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو جیسا کہ خصی اور بہت بوڑھا آدمی، یا ایسے کمسن لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی تک واقف نہیں ہوتے ہیں، یعنی کمسنی کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے، اور نہ عورتیں ان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر سکتی ہیں تو ان کے سامنے زیورات، ہاتھ پیر وغیرہ کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں (اور پردے کا اہتمام یہاں تک رکھیں) کہ ایک پیر کو دوسرے پیر پر مست ماریں کہ ان کا مخفی زیور مثلاً خلخال وغیرہ معلوم ہو جائے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن جریرؒ نے حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت نے چاندی کے خلخال بنوائے تھے، اور چھڑے بھی تو اس کا ایک قوم پر سے گزر ہوا، اس نے اپنا پیر زور سے رکھا تو خلخال چھڑوں پر گر پڑے، جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی، تب آیت کریمہ نازل ہوئی، وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ الخ یعنی اپنے پیر زور سے نہ رکھیں الخ۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ

اور مسلمانو (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور تم میں (یعنی آزاد بیٹیاں) جو بے نکاح ہوں

مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ

تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح کے) لائق ہوں ان کا بھی اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے تو)

مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے خوب جاننے والا اور ایسے لوگوں کو جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو) ضبط کریں یہاں

حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ

تک کہ اللہ تعالیٰ (اگر چاہے) ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے (پھر نکاح کر لیں) اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو (ان کو)

أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي

ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری (کے آثار) پاؤ اور اللہ کے (دیئے ہوئے) اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اس نے تم

آتَاكُمْ

کو دے رکھا ہے (تاکہ جلدی آزاد ہو سکیں)

اور اے مسلمانو تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے توبہ کرو، تاکہ تم حق تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے نجات پاؤ۔

اور تمہاری لڑکیوں اور بہنوں میں سے یا کہ تمہارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے جو بے نکاحے ہوں، ان کی تم شادی کر دیا کرو، اور اسی طرح تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں، ان کا بھی نکاح کر دیا کرو، اور اگر وہ آزاد آدمی مفلس ہوں گے تو حق تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اور حق تعالیٰ آزاد و غلام کو روزی میں بہت وسعت والا اور ان کی روزی کو جاننے والا ہے۔

اور ایسے لوگ جن کے پاس نکاح کرنے کی گنجائش نہیں، ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو زنا سے بچائیں، یہاں تک کہ حق تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگلی آیت کریمہ حویطب بن عبد العزیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کا ایک غلام تھا، اس نے ان سے مکاتب ہونے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا۔

اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا دیا کرو، اگر ان میں بہتری اور وفاء عہد کے آثار پاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے دئے مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ان کو بھی دو، تاکہ یہ بدل کتابت جلدی ادا کر کے آزاد ہو جائیں، یا یہ کہ اس آیت میں مولیٰ کو بدل کتابت کا تہائی حصہ چھوڑنے کی ترغیب دی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

حکم خداوندی وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ الخ ابن السکن نے معرفۃ صحابہ میں عبداللہ بن صبیح سے بواسطہ ان کے والد نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں حویطب بن عبد العزیٰ کا غلام تھا، میں نے ان سے مکاتب ہونے کی درخواست کی، انہوں نے مکاتب کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی جو تم سے مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب کر دیا کرو الخ۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اس لئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) کو حاصل ہو جائے

وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا

اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد (ان کے لئے) بخشنے والا مہربان ہے اور ہم نے تمہارے پاس کھلے ع

إِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

کھلے احکام بھیجے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی بعض حکایات اور (خدا سے) ڈرانے والوں کے لئے نصیحت کی باتیں (بھیجی ہیں)

اب اگلی آیت عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان لوگوں کے پاس باندیاں تھیں، یہ ان سے زبردستی زنا کراتے تھے، تاکہ ان کی کمائی اور اولاد حاصل ہو، حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی، اور اس کو حرام کر دیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو، بالخصوص جب کہ وہ زنا سے پاک دامن رہنا چاہیں، محض اس لئے کہ ان کی کمائی اور اولاد تم کو حاصل ہو جائے، اور جو شخص ان باندیوں کو زنا پر مجبور کرے گا، تو حق تعالیٰ مجبور کئے جانے اور ان کی توبہ کرنے کے بعد ان کی مغفرت فرمانے والا اور مرنے کے بعد ان پر رحمت فرمانے والا ہے۔

اور ہم نے تمہارے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین حلال و حرام اور اوامر و نواہی زنا و فواحش سے بچنے کے کھلے کھلے احکامات بھیجے ہیں، اور مسلمان اور کافروں میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں، ان کی بعض حکایات اور زنا اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے نصیحت کی چیزیں بھیجی ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ الخ - امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی سفیان کے طریق سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور زنا کر کے ہمارے لئے کچھ لا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ الخ۔

نیز امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریق سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ایک باندی مسیکہ، اور دوسری امیمہ نامی تھی، یہ ان دونوں باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا کرتا تھا، ان دونوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی مملوکہ باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کیا کرو الخ۔

اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابی الزبیر کے طریق سے جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مسیکہ نامی انصار میں سے کسی کی باندی تھی، اس نے آکر عرض کیا کہ میرا آقا مجھے زنا کرانے پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزار اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ عبداللہ بن ابی کی ایک باندی تھی جو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی، جب حق تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں تو اب کبھی بھی زنا نہیں کروں گی، (اور ابن ابی نے اس کو مجبور کیا) تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بزار نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، باقی اس میں باندی کا نام معاذہ ذکر کیا ہے، اور سعید بن منصور نے عمرو بن دینار کے واسطہ سے عکرمہ سے نقل کیا ہے، کہ عبداللہ بن ابی منافق کی مسیکہ اور معاذہ نامی دو باندیاں تھیں وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا، تو ان میں سے ایک باندی بولی اگر یہ اچھی چیز ہے تو میں نے اس سے بہت فائدہ حاصل کر لیا، اور اگر یہ بری بات ہے، تو مجھے اس کا چھوڑنا ضروری ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ

اللہ تو نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اسکے نور (ہدایت) کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے (فرض کرو) ایک طاق ہے (اور) اس میں ایک چراغ (رکھا) ہے (اور) وہ چراغ ایک قندیل

فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

میں ہے (اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور) وہ قندیل ایسا (صاف شفاف) ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو (اور) وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا

زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ

ہے کہ وہ زیتون (کا درخت) ہے جو کسی آڑ کے) نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رخ ہے اس کا تیل (اس قدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ) اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

جل اٹھے گا (اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو) نور علی نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے (اس) نور (ہدایت) تک جس کو چاہتا ہے راہ دے دیتا ہے اور اللہ تو لوگوں (کی ہدایت) کیلئے (یہ) مثالیں

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾

بیان فرماتا ہے اور اللہ تو ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

حق تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کی ہدایت دینے والا ہے، اور ہدایت منجانب اللہ دو قسم کی ہوتی ہے، تعریف، اور تبیان، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو نباتات اور پانی کے ذریعہ مزین اور رونق دینے والا ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں سے مسلمانوں کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا ہے۔ مسلمانوں کے اس نور یا یہ کہ مسلمان کے دل میں جو نور خداوندی ہے اس کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک طاق ہے، اور اس میں ایک چراغ رکھا ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے، اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے، اور وہ ایسا شفاف ہے، جیسا ان پانچ ستاروں یعنی عطارد، زہرہ، مشتری، بہرام، زحل میں سے ایک چمکدار ستارہ ہو، اور اس قندیل میں ایک نہایت سفید درخت کا تیل دیا جاتا ہو، اور وہ زیتون کا درخت جو جنگل میں بلندی پر ہے، نہ اسے شرقی سایہ پہنچتا ہے اور نہ غربی سایہ، یا یہ کہ ایسے مکان پر ہے کہ نہ سورج کے نکلنے کے وقت اس پر دھوپ پڑتی ہے، اور نہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اور اس درخت کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا (اور اگر آگ بھی لگ گئی تو) نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے، یعنی ایک تو خود چراغ میں روشنی ہے، اور پھر قندیل اس قدر نورانی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ زیتون کا تیل خود صاف اور روشن ہے، چنانچہ جس میں اس چیز کی صلاحیت ہوتی ہے، حق تعالیٰ اسے اپنے اس نور معرفت کے ساتھ، یا یہ کہ اپنے دین کے ساتھ سرفرازی عطا فرماتا ہے۔

یا یہ کہ حق تعالیٰ کے نور کی مثال وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کا نور ہے، جو آپ کے آباء کی اصلاب میں ودیعت تھا، اخیر تک اسی وصف کے ساتھ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ذات میں مسلم حنیف کی صورت میں ظاہر ہوا، اور زیتون سے وہ دین حنیف ہے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، یعنی کہ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، اور رہا یہ کہ اس کا تیل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھیگا، یہی حضرت ابراہیم کے اعمال صالحہ کی حالت ہے کہ اسی وصف کے ساتھ

ان کے آباء کی پشت میں منور ہونے کو ہیں، اور وہ چراغ ایک

نہایت سفید درخت کے تیل

فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ

وہ ایسے گھروں میں (جا کر عبادت کرتے ہیں) جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح و شام

وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں۔

سے روشن کیا جاتا ہے، یہ حالت عجیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی ہے، اور اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے یعنی اگر حضرت ابراہیم کو نبوت کے ساتھ سرفراز نہ کیا جاتا، تب بھی ان میں یہ نور ودیعت تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اگر حق تعالیٰ حضرت ابراہیم کو اپنا مقرب نہ بناتا تب ان میں اس نور کو ودیعت نہ فرماتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر حق تعالیٰ اپنے مسلمان بندہ کو اس نور ہدایت کے ساتھ سرفراز نہ فرماتا تو اس میں یہ نور ہی نہ ہوتا۔

اسی طرح حق تعالیٰ لوگوں کے لئے معرفت خداوندی کی حقیقت بیان فرماتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس نعمت کے ساتھ سرفراز فرمانے میں بخوبی واقف ہے، یہ حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کی ایک حالت عجیبہ بیان فرمائی، اور ساتھ ساتھ اس کے منافع اور خوبیوں کا بھی تذکرہ فرمایا، تاکہ انسان اس کا شکر کریں۔

یعنی جیسا کہ چراغ کی روشنی سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے، اسی طرح معرفت خداوندی بھی ایک نور ہے، جس کے ذریعہ سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے، اور جیسا کہ قندیل ایک نور ہے کہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح معرفت بھی ہدایت حاصل کرنے کے لئے نور ہے، اور جس طرح چمک دار اور روشن ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے، بعینہ اسی طرح معرفت خداوندی سے بھی کفر و شرک کی تاریکیوں میں نجات حاصل کی جاتی ہے، اور جیسا کہ قندیل میں تیل صاف سفید زیتون کے درخت سے پہنچایا جاتا ہے، اسی طرح بندہ کو حق تعالیٰ کی طرف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ زیتون کا درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی، اسی طرح مومن کا دین بھی حنیفی ہے، نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی، اور جیسا کہ زیتون کا تیل خود بخود جل اٹھے گا، اگرچہ ابھی تک اس کو آگ بھی نہ چھوئے، اسی طرح مومنین کے ایمان کے جو ائمکامات وہ بھی خود بخود ہی تعریف کے قابل ہیں، اگرچہ اس کے ساتھ اور دیگر فضائل نہ ہوں۔

اور جیسا کہ چراغ قندیل اور طاق یہ سب نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہے، اسی طرح معرفت خداوندی بھی نور اور قلب مومن بھی نور اور اس کا سینہ بھی نور اور داخلہ کی جگہ بھی نور اور اس کے نکلنے کی جگہ بھی نور اور مومن نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہے، اور جو اس چیز کے لائق ہوتا ہے تو حق تعالیٰ اسے اپنے اس نور کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، غرض کہ حق تعالیٰ نے معرفت خداوندی کی یہ حالت عجیبہ بیان فرمائی ہے
اور وہ نور معرفت کے قنادیل ایسے گھروں یعنی مساجد میں لٹکے ہوئے ہیں، کہ جن کے بنانے کا حق تعالیٰ نے
حکم دیا ہے، اور ان مساجد میں حق تعالیٰ کی توحید بیان کی جاتی ہے، اور ان مسجدوں
میں ایسے لوگ صبح و شام نمازوں میں حق تعالیٰ کی پاکی بیان
کرتے ہیں یعنی فجر، ظہر، عصر،
مغرب اور عشاء کی
نمازیں پڑھتے
ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ

جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت (اور) وہ ایسے دن (کی دارو گیر)

الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ

سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جاویں گی۔ انجام (ان لوگوں کا یہ ہوگا کہ) اللہ ان کو ان کے

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دیگا (یعنی جنت) اور (علاوہ بدلہ کے) اُن کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار

حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ

دیتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اس کو (دور سے) پانی خیال کرتا ہے

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ

یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو (جو کچھ سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور قضائے الٰہی کو پایا سو اللہ تعالیٰ نے اس (کی عمر) کا حساب اس کو برابر سرابر چکا دیا (یعنی عمر ختم کر دی) اور اللہ تعالیٰ

الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

دم بھر میں حساب کر دیتا ہے یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی (اندھیرے) کہ اس کو بڑی لہر نے ڈھانک لیا ہو اس (لہر) کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل (ہے غرض)

جن کو حق تعالیٰ کی اطاعت یا پانچوں نمازوں کے اوقات سے اور بالخصوص پانچوں کو کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کے ساتھ ادائیگی سے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے، اور نہ فروخت اور وہ ایسے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں، کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت تبدیل ہو جائے گی ایک وقت کو پہچانیں گے اور دوسرے وقت کو نہیں پہچانیں گے، اور ان کو حق تعالیٰ ان کے اعمال وغیرہ کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا، اور ان کو اپنے فضل سے اسی جزا پر اور بھی زیادہ دے گا، یعنی ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار اور بغیر حساب کے دے دیتا ہے۔

اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا، تو ان کے اعمال کی آخرت میں یہ حالت ہوگی کہ جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا تو وہاں پینے کی کوئی چیز بھی نہ پائی، اسی طرح کافر قیامت کے دن اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہ پائے گا، اور حق تعالیٰ کے پاس اپنے گناہوں کی سزا پائے گا، یا یہ کہ حق تعالیٰ کو اس کے عذاب کے لیے مستعد پائے گا تو حق تعالیٰ نے اس کو پوری پوری سزا دے دی، اور حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، یا یہ کہ جس کی میعاد آ جاتی ہے، تو اس کا دم بھر میں حساب بے باق کر دیتا ہے۔ یا یہ کہ کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو، بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو، اور پھر اس کے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ

اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (کوئی ایسی حالت میں) اپنا ہاتھ نکالے (اور دیکھنا چاہے) تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے

اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ

اس کو (کہیں سے بھی) نور نہیں (میسر ہو سکتا اے مخاطب) کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں اور

الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا

(بالخصوص) پرند جو پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں سب کو اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح معلوم ہے - اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب

یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

افعال کا پورا علم ہے اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے کیا تجھ کو یہ بات معلوم

اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ

نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل)

۵ع

کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے، اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے، اور اس کا سینہ اس لہر کی طرح ہے، جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو۔ اور اس کے اعمال کی مثال اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا، اسی چیز کو حق تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے، سو یہ اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں، تو ایسی تاریکیوں میں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو درکنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستہ کو نہیں دیکھ سکتا، اور جس کو حق تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے، اس کے لئے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں، یا یہ کہ جس کو حق تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے، اس کے لئے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی، کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں، سب جو کچھ آسمانوں میں فرشتے ہیں، اور زمین میں جتنے مومنین ہیں بالخصوص پرند بھی حق تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو جو بھی حق تعالیٰ کے سامنے التجا کرے، اور اس کی پاکی بیان کرے، اپنی اپنی دعا اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جو حق تعالیٰ سے دعا کرے، حق تعالیٰ کو اس کی دعا اور جو اس کی پاکی بیان کرے، حق تعالیٰ کو اس کی پاکی بیان کرنا معلوم ہے، اور حق تعالیٰ کو ان سب کے افعال کا خواہ اچھے ہوں پورا علم ہے۔

اور آسمانوں کے خزانے یعنی بارش وغیرہ اور زمین کے خزانے یعنی نباتات وغیرہ سب حق تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف چلتا کرتا ہے، اور پھر اس بادل کے مجموعہ کو باہم ملا دیتا ہے، پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے، پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے

مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ

کے بیچ میں سے نکلتی ہے اور اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر ان کو جس (کی جان پر یا مال) پر چاہتا ہے گراتا ہے

يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ

اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے (اور) اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی لی (اور نیز) اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ

رات اور دن کو (بھی) بدلتا رہتا ہے اس (سب مجموعہ) میں اہل دانش کے لئے استدلال (کا موقع) ہے۔ اور اللہ (تو ہی) نے ہر چلنے والے جاندار کو (بری ہو یا

دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ

بحری) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ

اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ

قادر ہے ہم نے (حق کے) سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں اور (ان عام میں سے) جس کو اللہ چاہتا ہے راہ راست کی طرف

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

ہدایت فرماتا ہے

بیچ میں سے نکل کر آتی ہے، اور پھر اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں سے اولے برساتا ہے، اور پھر ان اولوں سے جو اس سزا کا مستحق ہوتا ہے، اس پر گرا کر اس کو سزا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اپنے اس عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔

اور اس بادل میں سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے، اس کی چمک کی تیزی کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب اس نے بینائی لی۔

اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بھی بدلتا رہتا ہے، کہ رات ختم کی دن آیا، اور دن پورا کیا رات کو لایا، ان تمام مذکورہ بالا چیزوں میں دین میں سمجھ و بصیرت رکھنے والوں یا صرف آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لئے استدلال کا موقع ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک چلنے والے جانور کو نر اور مادہ کے پانی سے پیدا کیا، تو بعضے تو وہ جانور ہیں، جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، جیسا کہ سانپ وغیرہ اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں، جیسا کہ انسان وغیرہ اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ مواشی وغیرہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور وہ ہر مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی کے واضح احکامات اور دلائل نازل فرمائے، اور اللہ تعالیٰ جس کو اہل سمجھتا ہے اس اپنے پسندیدہ دین اسلام کی طرف خاص ہدایت فرماتا ہے۔

اگلی آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حضرت عثمان رض
اور حضرت علی رض کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا، اور حضرت عثمانؓ
حضرت علی رض کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں فیصلہ کے لئے

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ

اور (یہ منافق) لوگ (زبان سے) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور (خدا اور رسول کا حکم (دل سے) مانا پھر اس کے بعد (موقع ظہور مصدق دعویٰ پر)

ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

ان میں ایک گروہ سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ (دل میں اصلا ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول اُن کے

إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۴۹﴾

(اور ان کے خصوم کے) درمیان میں فیصلہ کر دیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلوتہی کرتا ہے اور اگر ان کا حق (کسی کی طرف واجب) ہو تو سر تسلیم خم کئے ہوئے آپکے پاس چلے آتے ہیں

أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ

کیا اُن کے دلوں میں (کفر لازم کا) مرض ہے یا یہ (نبوت کی طرف سے) شک میں پڑے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرنے لگیں گے نہیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ الربع ۱۲

(ہے) بلکہ (اصلی سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ برسر ظلم (ہوتے) ہیں مسلمانوں کا قول تو جب کہ ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے

جا رہے تھے، تو ان کی قوم نے ان کو جانے سے منع کیا، اس پر حق تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی۔

کہ قوم عثمان رضہ دعویٰ تو کرتی ہے کہ ہم حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر سچائی کے ساتھ ایمان لے آئے، اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا، اسے ہم نے دل سے مانا، پھر اس ایمان و اطاعت کے دعوے کے بعد ان میں کا ایک گروہ حکم الٰہی سے سرتابی کرتا ہے، اور یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے نہیں۔

اور جب یہ لوگ کتاب خداوندی اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول کتاب خداوندی اور حکم خداوندی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ان میں کا ایک گروہ کتاب خداوندی اور رسول خدا کے فیصلہ سے پہلوتہی کرتا ہے۔

اور اگر اتفاق سے ان کے حق میں فیصلہ ہو تو خوشی خوشی تیزی کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے آئیں۔ آیا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض یا حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ میں ان پر ظلم نہ کرنے لگیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں، اور اپنے ایمان میں یہ سچے نہیں، بلکہ ان کے اندر نفاق کا مرض ہے۔

اب حق تعالیٰ مومنین کاملین کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضہ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا، اور آپ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں، تو حق تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی وَإِذَا دُعُوا الخ ابن ابی حاتم رحہ نے حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ جب کسی انسان کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہوتا تھا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلایا جاتا تھا اور اگر اسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ حق پر ہوتا تھا، اور کلی طور پر اسے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا (تو چلا آتا تھا) اور جس وقت یہ سمجھتا تھا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے پھر اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلایا جاتا تھا تو اعراض کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں کے پاس چلو اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ الخ۔

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ

تاکہ وہ ان کے درمیان میں فیصلہ کردیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور (اس کو) مان لیا اور ایسے لوگ (آخرت میں) فلاح پائیں گے اور جو شخص

يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا

اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے بس ایسے لوگ بامراد ہوں گے۔ اور وہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ

کرتے ہیں کہ واللہ (ہم ایسے فرمانبردار ہیں کہ) اگر آپ ان کو (یعنی ہم کو) حکم دیں تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری) فرمانبرداری کی

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

حقیقت) معلوم ہے (کیونکہ) اللہ تو تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی

عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ

کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ) ہے جسکا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جسکا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر جا لگو گے اور (چونکہ)

إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے (اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے

تاکہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا، اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کو ہم نے مان لیا، اور یہی حضرات یعنی حضرت عثمان رضہ حق تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے فلاح پائیں گے۔

اور اگلی آیت بھی حضرت عثمان بن عفان رضہ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا تھا خدا کی قسم یا رسول اللہ اگر آپ کی منشا ہو تو میں اپنا سارا مال حق تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کردوں، چنانچہ حق تعالیٰ ان کی تعریف میں فرمارہے ہیں کہ جو شخص حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم میں اطاعت کرے، اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کرکے بامراد اور دوزخ سے ناجی ہوں گے۔

اور حضرت عثمان قسم کھا رہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال نکال دیں، آپ ان سے فرما دیجئے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے، حق تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔

اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما دیجئے کہ فرائض میں حق تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، پھر اگر تم لوگ حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ تو وہی تبلیغ کا کام ہے، اور تمہارے ذمہ اطاعت اور فرمانبرداری کا کام ہے۔

سو اگر تم نے اوامر خداوندی میں حق تعالیٰ کی اطاعت کرلی، تو گمراہی سے نکل کر راہ پر جا لگوگے، اور رسول کے ذمہ احکام خداوندی کا صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک کام کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

بشارت خداوندی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ الخ۔ امام حاکم رحہ نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے ان کو پناہ دی

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ

کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے

دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي

(یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور)

لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۵﴾ وَأَقِيمُوا

میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدہ) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں اور (اے مسلمانو)

الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (باقی احکام میں بھی) رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر (کامل) رحم کیا جائے (اے مخاطب) کافروں کی نسبت خیال مت

كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۵۷﴾ ع ۷ ۱۴

کرنا کہ زمین میں (بھاگ کر ہم کو) ہرا دیں گے۔ اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے

کہ ان کو یکے بعد دیگرے زمین پر حکومت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کو حکومت دی تھی، یا یہ کہ ان کو سرزمین مکہ میں اتارے گا، جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اتارا، اور جس دین کو حق تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اس کو غلبہ دے گا، اور مکہ مکرمہ میں جو ان کو اپنے دشمن کا خوف ہے، تو ان کے دشمن کے ہلاک کرنے کے بعد اس کو مبدل بامن کر دے گا، بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں میری عبادت کریں، اور میرے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور جو شخص بعد ظہور اس نعمہ اور امن کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو، اور احکامات میں رسول کی اطاعت کیا کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے، اور تم کو عذاب نہ دیا جائے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے متعلق یہ خیال مت کرنا کہ وہ عذاب خداوندی سے زمین میں بھی چھٹکارا پا جائیں گے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے، کہ شیاطین سمیت اس میں داخل ہوں گے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

تو تمام عرب ان کی مخالفت پر متفق ہو گئے، چنانچہ رات کو بھی ہتھیار پاس رکھ کر سوتے تھے، اور بغیر ہتھیار کے کہیں نہیں جاتے تھے، چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو، ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں، اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم ایسے اطمینان کے ساتھ رات گزاریں گے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، یعنی تم میں جو لوگ ایمان لاویں، اور نیک عمل کریں، ان سے حق تعالیٰ نے وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا، اور ابن ابی حاتم رح نے حضرت براء رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس وقت سخت پریشانی کی حالت میں تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ

اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کے لئے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں

يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ

پہنچے تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب (سونے لیٹنے کے لئے) دوپہر

ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ

کو اپنے (بعض) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردوں کے (وقت) ہیں (اور) ان اوقات کے

عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) ان پر کچھ الزام ہے (کیونکہ) وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ

اسی طرح (جیسا یہ حکم صاف صاف بیان کر دیا) اللہ تم سے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تو جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے

مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

(جن کا حکم اوپر آیا ہے) حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں اسی طرح اللہ تم سے اپنے احکام

اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اے ایمان والو تمہارے پاس آنے کے لئے تمہارے چھوٹے غلاموں کو اور تمہارے آزادوں کو جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے، تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیئے، ایک تو صبح صادق کے وقت نماز صبح سے پہلے، اور دوپہر کو آرام کے وقت ظہر کی نماز پڑھنے تک، اور تیسرے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک، یہ تین وقت تمہارے پردہ اور خلوت کے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے ان تینوں خلوت کے وقتوں میں ہمارے بچوں اور خادموں کو بلا اجازت آنے کی ممانعت فرمادے، چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اوقات کے علاوہ پھر بلا اجازت آنے جانے کی حق تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ فرماتا کہ ان تین اوقات کے علاوہ نہ گھر والوں پر کوئی الزام ہے، اور نہ ان نابالغ لڑکوں اور خادموں پر کیونکہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں، کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اور بہرحال بڑے غلام اور نوجوان لڑکے ان کو آنے کے لئے ہر ایک مرتبہ اجازت لینا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا رہتا ہے، جیسا کہ ان احکامات کو بیان کیا، اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے، چنانچہ بڑوں کو آنے کے لئے ہر ایک مرتبہ اجازت لینے کا حکم دیا۔

اور جس وقت تمہارے نابالغ لڑکے اور غلام حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی ہر وقت آنے کے لئے اسی طرح اجازت لینی چاہیئے، جیسا کہ ان سے بڑی عمر والے ان کے برادران اجازت لیتے ہیں، جیسا کہ حق تعالیٰ نے یہ احکام بیان فرمائے، اسی طرح وہ تم سے اپنے اوامر و نواہی بیان کرتا رہتا ہے، اور حق تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے، کہ بڑوں کو ہر وقت آنے جانے کے لئے اجازت لینے کا حکم فرمایا۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو (البتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زیادہ) کپڑے

يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ

اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں - اور (ہرچند کہ بڑھیوں کو منہ کھولنے کی اجازت ہے لیکن اگر) اس سے بھی احتیاط رکھیں ان کیلئے اور زیادہ بہتر ہے

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى

اللہ تو (سب کچھ) سنتا ہے (سب کچھ) جانتا ہے نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے

الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ

کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں (کچھ مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اور اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہوگیا ہو، اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو، تو البتہ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں، کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے چادر وغیرہ اتار رکھیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں، جیساکہ چہرہ وغیرہ، لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں، اور چادر سے مواقع زینت کو چھپالیں تو یہ ان کے لئے اظہار سے بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ الخ تو صحابہ کرام رض اس آیت کے نزول کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے، اور اس سے ڈرنے لگے تھے (بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں) تو حق تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں، اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے، اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں کچھ مضائقہ ہے، کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل وانصاف کے ساتھ کھانا کھالو، یا اپنے باپ کے گھر سے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی الخ عبدالرزاق نے بواسطہ معمر ابن ابی نجیح، مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا، تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم کو دوسروں کے گھر لے جایا جاتا ہے، تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہوئی، کہ نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے الخ۔

اور ابن جریر رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ الخ نازل فرمائی، اس آیت کو سن کر صحابہ کرام رض ڈر گئے، اور کہنے لگے کہ کھانا تو افضل اموال سے افضل ہے، تو لہٰذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے، تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کردی،

أَوْ بُيُوتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ

یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچا کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ

یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی

مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ

کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا

أَشْتَاتًا ۚ

الگ (کھاؤ)

یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھائے یا کسی کو کھلائے ان ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کے مالوں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید، اور حارث بن عمار دونوں دوست تھے، ان کے بارے میں یہ اخیر جملہ نازل ہوا، اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، کہ سب مل کر عدل و انصاف کے ساتھ کھاؤ، یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب داخل ہو گئے، (یعنی ایسے ضعیف وساوس شریعت میں مطمع نظر نہیں)۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اس پر حق تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى سے مَفَاتِحَهٗ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ضحاک سے نقل کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے، کیونکہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا، اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا، اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کر سکتا، تو حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھلانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقسم سے نقل کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حارث رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے، اور اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لئے خالد بن زید کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے کھانے میں سے کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا، اور خالد مفلس آدمی تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

فرمان خداوندی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ الخ۔ بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے، چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو (دلبتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زیادہ) کپڑے

يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ

اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں۔ اور (ہر چند کہ بڑھیوں کو منہ کھولنے کی اجازت ہے لیکن اگر) اس سے بھی احتیاط رکھیں ان کیلئے اور زیادہ بہتر ہے

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

اللہ تو (سب کچھ) سنتا ہے (سب کچھ) جانتا ہے نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ

کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں (کچھ مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (جن میں بیوی اور اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو، اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو تو البتہ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں، کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے، چادر وغیرہ اتار رکھیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں، جیسا کہ چہرہ وغیرہ، لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں، اور چادر سے مواقع زینت کو چھپالیں تو یہ ان کے لئے اظہار سے بہتر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الخ تو صحابہ کرام رض اس آیت کے نزول کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے، اور اس سے ڈرنے لگے تھے (بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں) تو حق تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں، اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے، اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں کچھ مضائقہ ہے، کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل وانصاف کے ساتھ کھانا کھالو، یا اپنے باپ کے گھر سے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی الخ عبد الرزاق نے بواسطہ معمر ابن ابی نجیح، مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا، تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم کو دوسروں کے گھر سے جایا جاتا ہے، تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہوگئی، کہ نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے الخ۔

اور ابن جریر رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الخ نازل فرمائی، اس آیت کو سن کر صحابہ کرام رض ڈر گئے، اور کہنے لگے کہ کھانا تو افضل اموال سے افضل ہے، تو لہٰذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے، تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کردی،

أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ

یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچا کے گھروں سے

أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ

یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی

مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ

کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (بھی اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ

أَشْتَاتًا ۚ

الگ (کھاؤ)

یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھائے یا کسی کو کھلائے ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کے مالوں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید، اور حارث بن عمار دونوں دوست تھے، ان کے بارے میں یہ اخیر جملہ نازل ہوا، اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، کہ سب مل کر عدل وانصاف کے ساتھ کھاؤ، یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب داخل ہو گئے، (یعنی ایسے ضعیف وساوس شریعت میں مطمح نظر نہیں)۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اس پر حق تعالیٰ نے لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی سے مَفَاتِحَہٗ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

نیز ضحاک سے نقل کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے، کیونکہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا، اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا، اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کر سکتا، تو حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقسم سے نقل کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حارث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے، اور اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لئے خالد بن زید کو چھوڑ دیا، چنانچہ خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے کھانے میں سے کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا، اور خالد مفلس آدمی تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

فرمان خداوندی لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ الخ۔ بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے، چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً

پھر یہ بھی معلوم کر رکھو کہ جب تم اپنے گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو (جو کہ) دعا کے طور پر (ہے اور) جو خدا کی طرف سے مقرر ہے (اور) برکت والی عمدہ

طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ؀ (۶۱)

چیز ہے (خدا تعالیٰ نے جس طرح یہ احکام تبلائے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو)

پھر جب تم اپنے گھروں یا مساجد میں جانے لگا کرو اور وہاں کوئی نہ ہو تو اپنے کو سلام کر لیا کرو یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا کہہ لیا کرو جو تمہارے لئے دعا کے طور پر خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ اور بوجہ اس پر ثواب ملنے کے برکت والی چیز اور مغفرت کے ساتھ عمدہ چیز ہے۔

جیسا کہ یہ احکام حق تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں، اسی طرح وہ اوامر و نواہی بیان فرماتا ہے تاکہ جس چیز کا تم کو حکم دیا گیا ہے تم اس کو سمجھو۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ہم نے تم کو اجازت دے دی ہے جو تمہاری طبیعت چاہے سو کھاؤ، مگر وہ پسماندہ حضرات کہتے تھے کہ ہمارے لئے ان کی چیزوں کا کھانا حلال نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے ہم کو بخوشی اجازت نہیں دی، اس پر حق تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ سے اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ، الخ تک آیت نازل فرمائی۔ یعنی ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

اور ابن جریرؒ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے آیت کریمہ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى الخ میں اندھے لنگڑے اور بیمار کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس چیز کے بارے میں مجھے عبداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان جب جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنے محتاجوں کو گھروں پر چھوڑ جاتے، اور انہیں اپنے گھروں کی کنجیاں دے جاتے اور ان سے کہہ جاتے کہ ہم نے تم کو کلی اختیار دے دیا ہے جو ہمارے گھروں میں ہے سو کھاؤ پیو، مگر وہ لوگ اس چیز میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ ان کی عدم موجودگی میں ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے تو یہ آیت کریمہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو اجازت دینے کے لئے نازل فرمائی ہے۔ نیز قتادہ رحؒ سے نقل کیا ہے وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا الخ یہ آیت کریمہ عرب کے ایک قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس قبیلہ کا کوئی بھی فرد تنہا کھانا نہیں کھاتا تھا، اور اپنا دن کا کھانا اٹھا کر رکھ لیتا تھا، تاوقتیکہ اس کو ساتھ کھانے کے لئے کوئی نہ ملے جب کوئی ساتھی مل جاتا تب کھاتا، اور نیز عکرمہ رضؓ اور ابوصالح رضؓ سے نقل کیا ہے کہ انصار کے یہاں جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو تاوقتیکہ مہمان ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا اس وقت تک یہ بھی کھانا نہ کھاتے تھے، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمانے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ

پس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لئے

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ

مجمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو جبتک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ آپ سے (ایسے مواقع پر) اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن

اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ (اہل ایمان لوگ) ایسے مواقع پر اپنے کسی (ضروری) کام کے لئے آپ سے (جانے کی) اجازت طلب کریں تو ان میں سے

لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۶۲)

جس کے لئے آپ چاہیں اجازت دے دیا کریں اور (اجازت دے کر بھی) آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سچے ایماندار تو وہ ہی ہیں جو ظاہر و باطن کے ساتھ حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لئے ہوتے ہیں، یا آپ کے ساتھ کسی جہاد پر ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں تو جمعہ یا جہاد سے نہیں جاتے، اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے موقع پر اجازت لیتے ہیں، بس وہ ہی اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ تبوک میں ایک ضروری کام پیش آگیا تھا، حضرت عمر رضؓ نے مدینہ منورہ واپسی کی حضور ﷺ سے اجازت طلب کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، چنانچہ آگے حق تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب یہ مخلص حضرات ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں، تو ان میں سے آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں، اور اجازت دینے کے بعد بھی آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کیا کیجئے، بلاشبہ حق تعالیٰ تائب کو بخشنے والا اور اس پر بڑا مہربان ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الخ۔ ابن اسحاق رحؒ نے اور بیہقی رحؒ نے دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ احزاب کے سال جس وقت قریش مقابلہ کے لئے آئے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے قریب مجمع الاسیال میں پڑاؤ ڈالا، اور ان کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، ادھر سے قبیلہ غطفان آیا، اور اس نے احد پہاڑ کے کنارہ پر پڑاؤ کیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام رضؓ نے خندق کھودنی شروع کی چنانچہ منافقین نے ٹال مٹول شروع کی آتے اور معمولی سا کام کر کے بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ پر کہ آپ کو معلوم نہ ہو سکے، اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے تھے، اور مسلمانوں میں سے جب کسی مسلمان کو بہت ضروری کام پیش آجاتا تو اپنے اس کام کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کرتا، اور اپنے کام کے پورا کرنے کی آپ سے اجازت طلب کرتا، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی، جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو پھر فوراً واپس آجاتا تھا تو ایسے مؤمنین

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی بلانا) مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (خوب)

الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ

جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے (مجلس نبوی سے) کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول کے پہنچا ہے) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے

تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

ڈرنا چاہیئے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ آن پڑے) یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہو جائے (اور یہ بھی) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (موجود)

الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

ہے سب خدا ہی کا ہے اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم (اب) ہو اور (اللہ تعالیٰ) اس دن کو بھی (جانتا ہے) جس میں سب اس کے پاس (دوبارہ زندہ کر کے) لائے جاویں گے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۹ ۳ ۱۵

پھر وہ ان سب کو جتلا دیگا جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ جانتا ہے۔

اور تم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو، بلکہ تعظیم و توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کو پکارو کر یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر آواز دو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں ہو کر تم میں سے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھسک جاتے ہیں۔ منافقین مسجد نبوی میں سے جس وقت نکلتے تو بغیر اجازت کے اس طرح سے کھسکتے تھے کہ کوئی ان کو دیکھنے نہ پائے۔

سو جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یا حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو اس چیز سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے، یا کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔

تمام مخلوقات خدا ہی کی مملوک ہے، اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے، جس پر تم اب ہو، یعنی ایمان و کفر تصدیق و تکذیب اخلاص و نفاق اور استقامت و تذبذب وغیرہ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی جانتا ہے، جس دن سب اس کے پاس لائے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جتلا دے گا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا، اور وہ ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

کی تعریف میں حق تعالے نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ سچے مؤمن تو وہ ہی ہیں جو اللہ تعالے اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں الخ۔

ارشاد خداوندی لَا تَجْعَلُوْا الخ۔ ابونعیم رح نے دلائل میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رض آپ کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوالقاسم کہا کرتے تھے، اس پر حق تعالے نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح
مت پکارو الخ چنانچہ اس کے بعد صحابۂ کرام نے
یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا
شروع کر دیا۔

آیاتہا ۷۷ (۲۵) سُوْرَۃُ الْفُرْقَانِ مَکِّیَّۃٌ (۴۲) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝۱ الَّذِيْ لَهٗ

بڑی عالیشان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندہ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ وہ (بندہ) تمام دنیا جہان والوں کیلئے ڈرانے والا ہو۔ ایسی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ

ذات جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو (اپنی) اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں اور اس نے

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝۲ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

ممکنات میں سے) ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا اور (باوجود حق تعالیٰ کے ایسے یکتا ہونے کے) ان مشرکین نے خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر اور ایسے

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا

معبود قرار دیئے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور (بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان (کے رفع کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کے حاصل کرنیکا اور نہ

حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝۳

کسی کے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسی کو (قیامت میں) دوبارہ جلانے کا

(سورۂ فرقان) یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ستانویں (۹۷) آیتیں اور تین سو بانوے (۳۹۲) کلمات اور تین ہزار سات سو تریسٹھ (۳۷۶۳) حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) بڑی برکتوں والی یا یہ کہ بڑی عالیشان شرک اور ولد سے منزہ ذات ہے، جس نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تاکہ آپ بذریعہ قرآن کریم تمام جن و انس کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے رسول ہوں۔

وہ ایسی ذات ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین یعنی نظام بارش و نباتات وغیرہ کی حکومت حاصل ہے، اور بقول یہود و نصاریٰ کے اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا، اور نہ کوئی اس کا شریک ہے، حکومت میں جیسا کہ مشرکین عرب بکتے رہتے ہیں، اور اس نے ہر موجود چیز کو پیدا کیا خواہ وہ شئی موجود اس کی عابد ہو یا نہ ہو، اور پھر سب کی عمریں روزیاں اور اعمال کا الگ الگ انداز رکھا۔ یا یہ کہ ہر ایک نر کے لئے مادہ بنائی، مگر ان کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے خدا کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر سکیں، بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں ان بتوں کے ان پجاریوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، اور یہ بت خود اپنے لئے نہ کسی نقصان کے رفع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا تو پھر دوسروں کا کیا کام کر سکتے ہیں، اور نہ کسی کے مارنے پر ان کو قدرت ہے، اور نہ کسی کی زندگی میں اضافہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، یا یہ کہ نہ یہ نطفہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اور نہ اس میں روح ڈالنے کا اور نہ کسی کو مرنے کے بعد جلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ اِۨفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

اور کافر (یعنی مشرک) لوگ (قرآن کے بارے میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جس کو ایک شخص (یعنی پیغمبر) نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس (کے گھڑنے) میں اس کی

فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ ۴ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ

امداد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے　　اور یہ (کافر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں جن کو اس شخص

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ ۵ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

(یعنی پیغمبر) نے لکھوا لیا ہے پھر وہی (مضامین) اس کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ آپ (اس کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو تو اس ذات نے اتارا ہے جس کو

اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۶ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں خواہ زمین میں خبر ہے واقعی اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ اور یہ کافر لوگ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ (ہماری

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ ۷ اَوْ

طرح) کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر　ڈراتا۔　یا　اُس　کے　پاس

يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

(غیب سے) کوئی خزانہ آپڑتا یا اس کے پاس کوئی (غیبی) باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا　اور (ایمانداروں سے) یہ ظالم یوں (بھی) کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک

اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ ۸

مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے، جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے، اور جبر و یسار اور ابو فکیہ رادی نے اس چیز میں ان کی مدد کی ہے تو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم بے سند باتیں جو پہلے لوگوں کی تراشی ہوئی منقول ہوتی چلی آرہی ہیں، جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر و یسار سے لکھوا لیا ہے پھر یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنوائی جاتی ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ قرآن کریم کو تو بذریعہ جبریل امین اس ذات نے نازل کیا ہے جس کو ہر ایک پوشیدہ بات کی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں خبر ہے، اور وہ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحیم ہے۔

اور ابو جہل، نضر اور امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا، جو اس کا مددگار اور محافظ رہتا، یا اس کے پاس کوئی خزانہ آپڑتا، جس سے اس کو تقویت رہتی، یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ بے فکری کے ساتھ کھایا کرتا،

اور یہ مشرکین یعنی ابو جہل، نضر، امیہ اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں
کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی یعنی رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی راہ پر چل
رہے ہو۔

منزل ۴ نصف المتقدمین

ٱنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ ٱلْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھئے تو یہ لوگ آپ کیلئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو (ان خرافات سے) وہ (بالکل) گمراہ ہوگئے پھر وہ راہ نہیں پا سکتے وہ ذات بڑی

ٱلَّذِىٓ إِن شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ

عالیشان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو (کفار کی) اس (فرمائش) سے (بھی) اچھی چیز دیدے یعنی بہت سے (غیبی) باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں

وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِٱلسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ

اور آپ کو بہت سے محل دیدے بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور (انجام اس کا یہ ہوگا کہ) ہم نے ایسے شخص کے لئے جو کہ

بِٱلسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾

قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے تو کہ یہ لوگ آپ کے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں، اور ساحر و کاہن کذاب شاعر اور مجنون کیا کیا یہ آپ کے نام رکھ رہے ہیں، باقی یہ لوگ خود گمراہ ہوگئے، اور تمام ان کے مکر و فریب خاک میں مل گئے، باقی پھر یہ اپنی باتوں سے چھٹکارا نہیں پا سکتے، اور نہ ان کے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل ہے۔

وہ ذات بڑی عالیشان ہے، اس نے تو ان کفار کی فرمائش سے بھی اچھی چیز آپ کو دے دی، آخرت میں بہت سے باغات جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں، اور جنت میں آپ کے لئے اس نے سونے اور چاندی کے بہت سے محلات تیار کر دیئے، جو ان کفار کی اس فرمائش سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو آپ کے لئے دنیا میں بقول ان کے بنائے جاتے، یا یہ اگر حق تعالیٰ چاہے تو بقول ان کے آپ کے لئے دنیا میں بہت سے محلات اور باغات بنائے یعنی مشرق و مغرب میں آپ کے لئے بہت سے شہر اور قلعے فتح فرمادے، جن سے یہ کفار رشک کریں۔

بلکہ یہ لوگ تو قیامت کے قائم ہونے کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں، اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کے لئے جو قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ فرقان) بِسْمِ اللّٰہِ الخ، ابن ابی شیبہ رحؒ نے مصنف میں اور ابن جریر رحؒ اور ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کے زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کے خزانے دے دیے جائیں، اور اس دینے سے آخرت میں آپ کے درجات میں ہمارے یہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی، اور اگر آپ فرمائیں تو یہ سب کے لئے آخرت میں آپ کو دینے کے لئے جمع کر رکھیں آپ نے اس پر فرمایا آخرت میں مجھے دینے کے لئے جمع رکھئے، چنانچہ آیت اسی چیز کی تصدیق میں نازل ہوئی ہے، تَبَارَكَ الَّذِیٓ الخ وہ ذات بہت عالیشان ہے اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بہتر چیز دیدے الخ

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿۱۲﴾ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا

وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ (دور ہی سے) اس کا جوش و خروش سنیں گے اور (پھر) جب وہ اس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا

ڈال دیئے جاویں گے تو وہاں موت موت پکاریں گے ایک موت کو نہ پکارو

وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي

بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو - آپ (انکو یہ مصیبت سنا کر) کہئے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ (مصیبت کی حالت) اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت (اچھی ہے)

وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿۱۵﴾ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ

جس کا خدا سے ڈرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے (ان کی اطاعت کا) صلہ ہے اور ان کا (آخری) ٹھکانا (اور) ان کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے (اور) وہ

كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ

(اس میں) ہمیشہ رہیں گے (اے پیغمبر) یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے، اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب)

اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوا

کو جمع کریگا پھر (ان معبودین سے) فرماویگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے - وہ (معبودین) عرض کرینگے

اور جب وہ دوزخ ان کو پانچسو سال کی مسافت سے دیکھے گی تو یہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سنیں گے، یعنی وہ غصہ میں انسان کی طرح غضبناک ہوگی، اور گدھے کی طرح چیخے گی۔

اور جب یہ لوگ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں شیاطین کے ساتھ ہاتھ پیر جکڑ کر ڈال دئے جائیں تو اس تنگ جگہ میں یہ موت ہی موت پکاریں گے۔

حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اپنی ان غیر متناہی مصیبتوں کی وجہ سے ایک موت کو نہ پکارو، بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے فرمائیے کیا یہ مصیبت و موت اور یہ دوزخ کی حالت اچھی ہے، یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت اچھی ہے، جس کا کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی جنت ان کے لئے صلہ ہے، اور ان کا آخرت میں ٹھکانا ہے، ان کو جنت میں وہ سب چیزیں ملیں گی، جو کچھ وہ چاہیں گے، اور تمنا کریں گے، اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ وہاں سے وہ نکالیں جائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے، اور جس کی ان حضرات نے درخواست کی ہے، اور حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی درخواست پوری فرمادی ہے۔

اور قیامت کے دن جب حق تعالیٰ ان کافروں کو اور ان کے بتوں کو جمع کرے گا، تو ان کے معبودین سے (بتوں فرشتوں وغیرہ) سے فرمائے گا، کیا تم نے ان کو میری اطاعت سے گمراہ کیا تھا اور اپنے اطاعت کا حکم دیا تھا، یا خود ہی انہوں نے راہ حق کو چھوڑ دیا، اور اپنی خواہشات کی وجہ سے تمہاری پرستش شروع کر دی،

تو ان کے معبودین یعنی بت
وغیرہ عرض
کریں گے۔

سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ

کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں ولیکن آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں

وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا

کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے (اس وقت اللہ تعالیٰ ان عابدین کو اظہار الزام کے لئے فرماد ینگا کہ تمہارے)

تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ

ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ (کسی دوسرے کی طرف سے) مدد دیئے جا سکتے ہو اور جو (جو) تم میں ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اس

عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

کو بڑا عذاب چکھائیں گے اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے

الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ

اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اس کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں، یعنی وہ معبود کہیں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اوروں کی عبادت کریں، تو پھر ہماری کیسے جرأت ہو سکتی تھی کہ ہم ان بدبختوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے، لیکن آپ نے ان کو اور ان سے قبل ان کے بڑوں کو حالت کفر میں بہت ڈھیل اور آسودگی دی، یہاں تک کہ یہ لوگ توحید اور آپ کی اطاعت ہی کو بھلا بیٹھے، تو یہ لوگ خود ہی تباہ اور برباد ہوئے۔

اس وقت حق تعالیٰ ان غیر اللہ کے پجاریوں سے فرمائے گا، سو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری سب باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا، سو تم اب ان فرشتوں یا بتوں کی گواہی کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو، یا یہ کہ اس دوزخ کے عذاب کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو، اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے مدد دیئے جا سکتے ہو۔

اور اے گروہ مسلمین جو جو تم میں سے کفر کرے گا، یا یہ کہ اے گروہ کفار جو جو تم میں سے کفر پر جما رہے گا تو ہم اس کو دوزخ میں بڑا عذاب چکھائیں گے۔

اب حق تعالیٰ کفار کی اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھاتا پیتا ہے الخ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے، اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور واحدی نے جویبر کے طریق سے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ جس وقت مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزی کی تلاش پر طعنہ دیا، اور بولے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے، اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے، تو یہ بات سنکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو افسوس ہوا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ الخ یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے، اور ابن جریر رحؒ نے بواسطہ سعید رضؓ یا عکرمہ رضؓ، حضرت ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

ع ۲ / ۱۱ / ۱۷

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ط أَتَصْبِرُونَ ج وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾

اور ہم نے تم (مجموعہ مکلفین) میں ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے کیا صبر کرو گے (یعنی صبر کرنا چاہئے) اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ نَرٰى رَبَّنَا ط الجزء ۱۹

اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (بوجہ اس کے کہ اس کے منکر ہیں) وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت دور نکل گئے ہیں جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں (یعنی کافروں) کیلئے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَا إِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ

کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے کہ پناہ ہے پناہ - ہم (اسی روز) ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کرچکے تھے

عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ﴿۲۳﴾

متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا (بیکار) کردیں گے جیسے پریشان غبار

اور ہم نے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے، یعنی عربی کو غیر عربی اور غنی کو فقیر اور شریف کو رذیل کے ذریعہ آزماتے ہیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا کیا تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ صبر کرو گے، تاکہ تم دین الٰہی اور حکم خداوندی کی اطاعت میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤ، اور ان حضرات کے ساتھ نشست و برخاست کرلو گویا کہ آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ یہ اس چیز پر صبر نہیں کرینگے، یا آیت کریمہ کا یہ مطلب کہ اے صحابہ کرامؓ کیا تم ان کفار کی تکالیف پر صبر کرو گے، تاکہ حق تعالیٰ تم کو وہ پورا پورا بدلہ دے جو صابرین کو ملتا ہے، اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ ان کفار میں سے کون ایمان لاتا ہے، اور کون ایمان نہیں لاتا۔

ابوجہل اور اس کے ساتھی جو بعث بعد الموت کا اندیشہ نہیں کرتے، وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے جاتے جو ہم سے آکر کہیں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں، اور اس سے خود آپ کے بارے میں دریافت کرلیں، یہ لوگ ایمان سے تکبر کر رہے ہیں، اور اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں کہ رؤیت خداوندی کی درخواست کرتے ہیں، اور ایمان سے بہت زیادہ تکبر کر رہے ہیں، یا یہ کہ بہت ہی دلیری اور بدتمیزی پہ اتر رہے ہیں کہ نزول ملائکہ کے خواہاں بنے بیٹھے ہیں۔

جس روز یہ لوگ مرنے کے وقت فرشتوں کو دیکھیں گے، اور وہ قیامت کا دن ہے تو فرشتے ان سے کہیں گے آج مشرکین کو خوشی کی بات یعنی جنت نصیب نہ ہوگی، اور عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کفار کہیں گے پناہ ہے پناہ، یا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ان کافروں سے کہیں گے کہ کفار کے لئے قطعی طور پر جنت کی بشارت بھی حرام کردی گئی، اور ہم اس روز ان کے ان نیک
نیک کاموں کی طرف جو کہ وہ دنیا میں کرچکے تھے، متوجہ ہوں گے، تو آخرت میں ان کو ایسا
بیکار کردیں گے جیسا کہ جانوروں کے قدموں سے دھول اڑتی ہے،
یا یہ کہ ایسا کردیں گے جیسا کہ کسی کمرہ میں
سوراخ میں سے دھوپ
کی روشنی جاتی

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

(البتہ) اہل جنت اس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہونگے اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے

السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ

پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جاویں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمٰن (ہی) کی ہو گی

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ

اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ أَتَّخِذْ

کھاویگا (اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں

فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ

شخص کو دوست نہ بناتا اس (کمبخت) نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر)

لِلْإِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے۔

ہے، اور اس روشنی میں غبار کی سی ایک لکیر نظر آتی ہے، پر اس کو کوئی ہاتھ میں نہیں لے سکتا، اسی طرح ان کے اعمال کو نیست و نابود کر دیں گے۔

البتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ سے قیام گاہ میں بھی اچھے ہونگے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے۔

اور نزول خداوندی کے لیے جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا، اور فرشتے زمین پر ترتیب وار اتارے جائیں گے۔

اس روز حقیقی حکومت اور عادلانہ فیصلہ حضرت رحمان ہی کا ہوگا، اور وہ دن کفار پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور جس روز عقبہ بن ابی معیط کافر غایت حسرت میں اپنے ہاتھ چبالے گا اور کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں رسول ؐ کے ساتھ دین کی راہ پر لگ لیتا، ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں دین کے بارے میں ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا۔

اس کم بخت نے جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم توحید کا پیغام لے آئے تھے۔ مجھ کو توحید اور اطاعت خداوندی سے بہکا دیا، اور شیطان تو انسان کو عین امداد کے وقت امداد دینے سے جواب دے کر رسوا کر ہی دیتا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن جریر رح نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ابی بن خلف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا، تو اس کو عقبہ بن ابی معیط ڈانٹا کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وَيَوْمَ يَعَضُّ سے خَذُوْلًا تک۔ یعنی جس روز یہ کافر حسرت میں اپنے ہاتھ چبا لیگا الخ۔ نیز اسی طرح شعبی رح اور مقسم رح سے روایت نقل کی ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اور (اس دن) رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز کر رکھا تھا اور ہم اسی طرح (یعنی جسطرح یہ لوگ

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے اور کافر لوگ یوں کہتے

كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ

ہیں کہ ان (پیغمبر) پر قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا اس طرح (تدریجاً) اس لئے (ہم نے نازل کیا) ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ کے دل

رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ

کو قوی رکھیں اور (اسی لئے) ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم (اس کا) ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ع

آپ کو عنایت کر دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہوں کے بل جہنم کی طرف لے جائے جاویں گے یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں۔

معٓ عشر المتقدمین ع ۳

اس روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو جو واجب العمل اور واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو درکنار، اور ہم اسی طرح جیسا کہ ابوجہل آپ کا دشمن ہے، مشرک لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں کہ آپ سے قبل انبیاء کرام ؑ کی ان کی قوم دشمن رہی ہے، اور آپ کا رب آپ کی حفاظت کرنے کو اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کو کافی ہے۔

اور ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جیسا کہ توریت موسیٰ پر اور زبور داؤد ؑ پر اور انجیل عیسیٰ علیہم السلام پر دفعۃً واحدہ نازل کی گئی ہے، اسی طرح یہ قرآن کریم دفعۃً واحدہ کیوں نازل نہیں کیا گیا، اسی طرح بذریعہ جبریل امین تدریجاً اس لئے نازل کیا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں، اور آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیں۔

اور اسی لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر ایک ایک آیت کر کے نازل کیا ہے، اور اوامر و نواہی اس میں صاف طور پر بیان کئے ہیں، اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا ہی عجیب سوال پیش کریں، مگر ہم اس کا ٹھیک اور قوی اور وضاحت میں بھی بڑھا جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں (تاکہ آپ اس سوال کو دفع کریں۔

یہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے موہوں کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے، یہ لوگ آخرت میں جگہ کے اعتبار سے اور دنیا میں عمل کے اعتبار سے بھی بدتر اور حق و ہدایت کے راستہ سے گمراہ ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ک۔ ابن ابی حاتم ؒ اور حاکم ؒ نے تصحیح کے ساتھ اور ضیاء ؒ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بولے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے کے مطابق نبی ہیں تو ان کا پروردگار ان کو عذاب نہیں دیگا، باقی قرآن کریم ان پر جملۃً واحدہ کیوں نازل نہیں ہوتا، ایک ایک اور دو دو آیتیں کر کے کیوں نازل ہوتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَقَالَ الَّذِيْنَ الخ یعنی کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ

اور بہ تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو (ان کا) معین بنایا تھا پھر ہم نے (دونوں کو) حکم دیا کہ

اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا

دونوں آدمی ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہم نے ان کو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا۔ اور قوم نوح ؑ کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جب

الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾

انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو (طوفان سے) غرق کر دیا۔ اور ہم نے اُن (کے واقعہ) کو لوگوں (کی عبرت) کے لئے ایک نشان بنا دیا اور (آخرت میں)

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

ہم نے ان ظالموں کیلئے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے (امم مذکورہ میں) ہر ایک (کی ہدایت) کے

الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ

واسطے عجیب عجیب (یعنی مؤثر اور بلیغ) مضامین بیان کئے اور (جب نہ مانا تو) ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بُری طرح پتھر برسائے گئے (مراد قریہ قوم

اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ

لوط کا ہے) سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں) اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے

اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾

لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی، اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معین بنایا تھا، پھر ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون اور اس کی قبطی قوم کے پاس جاؤ، جنہوں نے ہماری نو دلیلوں کو جھٹلایا ہے، مگر ان کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو غرق کر کے بالکل ہی نیست و نابود کر دیا۔

اور قوم نوح ؑ کو بھی ہم ہلاک کر چکے، جب انہوں نے حضرت نوح ؑ اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا، اور ہم نے ان کے واقعہ کو لوگوں کی عبرت کے واسطے ایک نشان بنا دیا، تاکہ بعد میں آنے والے ان کی پیروی نہ کریں، اور ہم نے ان مشرکین بالخصوص مشرکین مکہ کے لئے دوزخ میں دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

اور ہم نے قوم ہود ؑ قوم صالح ؑ اور قوم شعیب ؑ اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے، اور ان سابقہ قوموں میں سے ہم نے ہر ایک قوم کو عذاب سے ڈرایا، مگر اس کے باوجود وہ نہ مانے تو ہم نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بالکل ہی برباد کر دیا۔

اور یہ کفار مکہ اپنی آمد و رفت میں حضرت لوط علیہ السلام کی بستی پر ہو کر گزرے ہیں، جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تو اس بستی اور وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے کہ پھر بھی عبرت نہیں حاصل کرتے کہ آپ کی تکذیب نہ کریں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔ اور جب کفار مکہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں، اور بطور استہزاء کے کہتے ہیں کیا یہی بزرگ ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ

اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے اور (مرنے کے بعد) جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا جب عذاب کا

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۖ أَفَأَنتَ

معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔ اے پیغمبر آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ

تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ

اس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو محض چوپایوں کی طرح

إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

ہیں (کہ بات کو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں) بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تو نے اپنے پروردگار (کی اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیونکر (دور تک) پھیلایا ہے

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ

اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا پھر ہم نے آفتاب کو اس (سایہ کی درازی اور کوتاہی) پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اس کو اپنی

إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾

طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا۔

(اس کی کوشش تو اس غضب کی ہے ؟) کہ اس نے ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیا ہوتا، اگر ہم انکی عبادت پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ رہتے۔

حق تعالیٰ بطور وعید کے فرماتا ہے کہ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص دین وحجت کے اعتبار سے گمراہ تھا۔

اے پیغمبر آپ نے اس شخص یعنی نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی جنہوں نے پرستش کے لئے اپنا خدا اپنی خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے، تو کیا آپ اس کی اس فساد سے بچانے میں نگرانی کر سکتے ہیں، اس آیت کو آیت جہاد نے منسوخ کر دیا۔ یا یہ کہ آپ اس کی عذاب سے نگرانی کر سکتے ہیں۔

یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق بات کو سنتے ہیں، یا یہ کہ جس وقت وہ حق بات کو سنتے ہیں تو اس کو سمجھتے ہیں ان کا سننا اور پھر سمجھنا تو کیا، یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں کہ جن کو کھانے پینے کے علاوہ کسی قسم کی سمجھ بوجھ نہیں، بلکہ یہ تو دین وحجت میں ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں، کیونکہ چوپائے تو اس راہ دین کے مکلف ہی نہیں۔

اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار کی اس قدرت وصنعت پر نظر نہیں کی کہ وہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک کس طرح سایہ کو پھیلاتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ہمیشہ ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا کہ آفتاب کی بلندی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس سایہ کی درازی وکوتاہی پر ایک ظاہری علامت متعین کر دیا۔ کہ جہاں بھی سورج ہوتا ہے، سایہ فوراً اس کے ساتھ ہوتا ہے، پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿۴۷﴾

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دل کو) خوش کردیتی ہے اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی

طَهُورًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَّأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿۴۹﴾

چیز ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چار پایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کردیں

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا

اور ہم اس (پانی) کو (بقدر مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم کردیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں سو (چاہیئے تھا کہ غور کرکے اس کا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بے ناشکری کئے نہ رہے اور اگر

لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا

ہم چاہتے تو (آپ کے علاوہ اسی زمانہ میں) ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیجدیتے سو (اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجئے اور قرآن سے ان کا زور شور سے مقابلہ

كَبِيرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ

کیجئے (آگے پھر عود ہے دلائل توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جس نے دریاؤں کو صورۃً ملایا جن میں ایک (کا پانی) تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے۔

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۵۳﴾

اور ان کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھ دیا۔

اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کی چیز بنائی کہ اس میں ہر ایک چیز پوشیدہ ہو جاتی ہے، اور نیند کو تمہارے جسموں کے لئے راحت کی چیز بنایا، اور دن کو تمہاری معاش و روزی تلاش کرنے کا وقت بنایا۔

اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے خوش کردینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے، اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کردینے کی چیز ہے، تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ و بنجر زمین میں جان ڈال دیں، اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں، اور ہم اس پانی کو بقدر مصلحت سال بہ سال تقسیم کردیتے ہیں، تاکہ لوگ اس کے ذریعہ سے نصیحت حاصل کریں، لیکن اکثر لوگوں نے اس انعام خداوندی کو قبول نہیں کیا، اور حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے ساتھ کفر کئے بغیر نہ رہے۔

اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی والوں میں ایک ایک پیغمبر بھیجدیتے (اور تنہا آپ پر تمام کام نہ ڈالتے عابد)۔

مگر ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، تاکہ ہر قسم کا ثواب اور ہر قسم کی فضیلتیں آپ کو حاصل ہوں، تو آپ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی خوشی کا کام نہ کیجئے، اور ان سے قرآن کریم اور بذریعہ تلوار زور شور کا مقابلہ کیجئے۔

اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا، جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے۔

اور باوجود اس کے ان دونوں یعنی شیریں اور تلخ کے درمیان ایک حجاب اور ایک دوسرے کے پانی کے اختلاط سے ایک مانع قوی رکھ دیا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾

اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔ اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿٥٥﴾

اور (باوجود اس کے) یہ (مشرک) لوگ (ایسے) خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

اور ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ (ایمان والوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی

إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

معاوضہ نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرلے اور اس حی لایموت پر توکل رکھئے اور (اطمینان کے ساتھ) اس

وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

کی تسبیح وتحمید میں لگے رہئے اور وہ (خدا) اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی (طور پر) خبردار ہے۔ وہ ایسا ہے جس نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

درمیان میں ہے سب چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا

اور وہ ایسا ہے کہ جس نے مرد وعورت کے نطفہ سے انسانوں کو پیدا کیا، اور پھر اسے خاندان والا یعنی ایسے رشتہ داروں والا بنایا جن سے نکاح نہیں کرسکتا، اور سسرال والا بنایا کہ جن میں شادی بیاہ کرسکتا ہے، اور مخلوق میں جو حلال وحرام رشتے پیدا کئے، تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اور یہ کفار مکہ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا وآخرت میں ان کی یہ عبادت اور اطاعت ان لوگوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی، اور نہ ان معبودان باطل کی نافرمانی اور ترک عبادت ان لوگوں کے لئے کوئی نقصان دہ ہے، اور ابوجہل تو اپنے رب کا مخالف ہی ہے، یا یہ کہ کافروں کی مدد کرکے اپنے پروردگار کی کفر کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو اولاً مکہ والوں کی طرف جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانیوالا بناکر بھیجا ہے۔

آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ میں تبلیغ توحید وقرآن پر تم سے کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ جو چاہے ایمان کا راستہ اختیار کرے، یا یہ کہ جو چاہے وہ توحید کا قائل ہوجائے، اور اس کے ذریعہ سے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور وہاں پہنچ کر اس ایمان وتوحید پر ثواب حاصل کرے۔

اور آپ، اس حیّ لایموت پر توکل رکھئے، اور ایسے زندوں پر بھروسہ نہ کیجئے جن کو موت آجاتی ہے، جیسا کہ حضرت خدیجہ رض اور ابوطالب، اور نہ مردوں پر جن میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں، اور اس کے حکم سے نماز پڑھتے رہیئے، اور خدا اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

اور وہ ایسا ہے کہ جس نے تمام مخلوقات اور تمام عجائبات کو چھ۶ دن کی مقدار میں پیدا کیا، یعنی دنیا کے اول دنوں میں کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے حساب سے سال بھر کے برابر تھی،
اتوار سے شروع فرماکر جمعہ کو پورا کیا۔

م عند المتقدمین

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا وہ بڑا مہربان ہے سو اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہئے اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے

اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ

کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو (بوجہ جہل و عناد کے) کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے ہم کو کہو گے اور اس سے ان

نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا

کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے۔ وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس (آسمان) میں ایک چراغ (یعنی آفتاب) اور نورانی چاند

مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ

بنایا اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے (اور یہ سب کچھ جو دلائل و نعم مذکور ہوئے) اس شخص کے (سمجھنے کے)

شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔ اور (حضرت) رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ

(چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ

اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھئے

پھر حضرت رحمان تخت شاہی پر قائم ہوا، سو اس کی شان کسی باخدا آدمی سے پوچھنی چاہئے، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی شان اہل علم سے دریافت کرو، وہ تم کو بتلا دیں گے۔

اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو اور توحید خداوندی کے قائل رہو، اس کے سامنے سر بسجود ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے، ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے، کیا ہم اس بے سند چیز کو سجدہ کرنے لگیں گے، اور حضرت رحمان یا قرآن کریم کے تذکرہ سے یا یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے، اور ایمان سے دور بھاگتے جاتے ہیں۔

وہ ذات بہت عالیشان برکتوں والی ہے، جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے یا یہ کہ برج بنائے اور اس میں ایک روشن آفتاب جو انسانوں کے لئے دن کو روشن کر دیتا ہے، اور ایک نورانی چاند جو بنی آدم کے لئے رات کو چمکدار بنا دیتا ہے بنایا۔

اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے، اس شخص کے لئے جو ان کی آمد و رفت سے نصیحت حاصل کرنا چاہے، اور شکر خداوندی میں خوب نیک عمل کرنا چاہے، کہ رات کی عبادت دن میں کرنے کے لئے نہ چھوڑے، اور دن کی عبادت کو ٹال کر رات پر نہ ڈالے، اور حضرت رحمان کے خاص بندے وہ ہیں جو خوف خداوندی سے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب ان سے کفار و فساق جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ نرمی کے ساتھ جواب دیتے ہیں اور رفع شر کی بات کہتے ہیں، اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے تہجد کی نماز میں لگے رہتے ہیں، اور جو دعائیں مانگتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب دور کیجئے

إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِينَ إِذَا

کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے بے شک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے (یہ تو ان کی حالت طاعات بدنیہ میں ہے) اور (طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ)

أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ

وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ

کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے

کیونکہ اس کا عذاب لازم ہونے والا اور پوری تباہی ہے بے شک وہ برا ٹھکانا اور برا مقام ہے۔

اور طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو معصیت خداوندی میں قطعاً خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ حق اور اطاعات ضروریہ میں بھی خرچ کی کوتاہی کریں، اور ان کا خرچ اس اسراف اور اس قسم کی کمی کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، اس کو قتل نہیں کرتے، اور نہ اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں، مگر حق پر یعنی قتل کرنے کا کوئی سبب ہو جائے، جیسا کہ رجم، قصاص، ارتداد وغیرہ، اور وہ زنا نہیں کرتے اور نہ زنا کو حلال سمجھتے ہیں،

(لباب النقول فی اسباب النزول)

امام بخاری رح و مسلم رح نے حضرت ابن مسعود رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، درانحالیکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اپنے لڑکے کو اس ڈر سے قتل کردو کہ وہ کہیں تمہارے ساتھ نہ کھائے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا نہ کرو، چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیتیں نازل فرمادیں وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ تا وَلَا يَزْنُونَ الخ۔ یعنی جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے الخ۔

نیز بخاری رح و مسلم رح ہی نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل بھی بہت کئے تھے، اور زنا بھی بکثرت کئے تھے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے کہ کاش آپ ہمیں یہ تبلادیں کہ اس چیز کو قبول کر لینا، کیا ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ سے غَفُورًا رَّحِيمًا الخ تک، نیز یہ بھی آیت نازل ہوئی قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الخ۔

اور امام بخاری رح وغیرہ نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ جب سورۂ فرقان کی یہ آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ الخ نازل ہوئی، تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو بہت سے ناحق خون کئے ہیں، اور حق تعالیٰ کے علاوہ بہت سے معبودوں کی پرستش کی ہے، اور فواحش کا ارتکاب کیا ہے، اس پر إِلَّا مَنْ تَابَ الخ سے آیت کا یہ حصہ نازل ہوا، یعنی مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لے آوے الخ۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ

اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ

ذلیل (وخوار) ہوکر رہے گا مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کرے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گزشتہ) گناہوں کی جگہ

سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا

نیکیاں عنایت فرمائے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ (بھی)

فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ

عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ) اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو

مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا

سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان (احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے

وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ

اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا

اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾

فرما اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے ۔

اور جو اس کو حلال سمجھے یعنی کافر تو اس کو دوزخ کی وادی یا گڑھے سے ہمیشہ کے لئے سابقہ پڑے گا، اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔

مگر جو شرک و معاصی سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے، اور ایمان لانے کے بعد نیک کام کرتا رہے تو حق تعالیٰ ایسے لوگوں کے کفر کو ایمان کی برکت سے اور معاصی کو اطاعت کی برکت سے اور غیر اللہ کی جو عبادت کی تھی اس کو عبادت خداوندی کی برکت سے اور برائیوں کو نیکیوں کی برکت سے معاف فرما دے گا، کیونکہ حق تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔

اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے، اور خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے، تو وہ حق تعالیٰ کے حضور میں پختہ توبہ کرنے والا ہوگا، اور اس توبہ کا ثواب وہ حق تعالیٰ کے دربار میں پائے گا۔

اور حضرت رحمان کے خصوصی بندوں میں یہ بات ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر اتفاقی طور پر ایسی مجالس پر سے گزرنا پڑ جائے تو وہ سنجیدگی و متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ احکام خداوندی پر بہرے ہو کر اس کو سنتے ہی نہیں، اور اندھے ہو کر اس کو دیکھتے ہی نہیں نہیں گرتے، بلکہ ان کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔

اور وہ حضرات ایسے ہیں جو یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کو نیکوکار بنا، تاکہ ان کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم کو ایسا نیکوکار بنا تاکہ ہماری اقتدا کی جائے۔

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ

ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے (دینِ طاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور انکو (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملیگا (اور) اس میں

فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ

وہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے ۔ آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کریگا اگر تم عبادت نہ کروگے سو تم تو

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

(احکام الٰہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے) وبال (جان) ہوگا

آیاتہا ۲۲۷ —— سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ (۴۷) (۲۶) —— رکوعاتہا ۱۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طسم ﴿١﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا

طسم - یہ (مضامین جو آپ پر نازل ہوتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان

مُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾

دے دیں گے

ان اوصاف والوں کو جنت میں بلند درجات ملیں گے بوجہ اس کے کہ وہ اطاعت خداوندی فقر اور تکالیف پر ثابت قدم رہے، اور وہ حضرات جس وقت جنت میں داخل ہوگئے تو فرشتے ان کو منجانب اللہ بقار اور سلام کی دعائیں دینگے، اور وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے فرمادیجئے کہ میرا پروردگار تمہارے جسموں اور صورتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کریگا، اگر تم اس کی عبادت نہیں کروگے جبکہ اس نے تم کو توحید و عبادت کا حکم دیا ہے تو تم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ چیز تمہارے لئے وبال جان ہوکر رہے گی، چنانچہ غزوہ بدر میں ضرب قتل اور قید کا عذاب نازل ہوا، یعنی تم نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، تو یہ عذاب تم پر لازم ہوکر رہے گا، یہ منجانب اللہ وعید ہے۔

(سورۂ شعراء) یہ پوری سورت مکی ہے بجز آخری آیت وَالشُّعَرَاءُ الخ کے، اس لئے کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے، اس سورت میں دو سو چھبیس (۲۲۶) آیتیں اور ایک ہزار دو سو سرسٹھ (۱۲۶۷) کلمات پانچ ہزار پانچ سو بیالیس (۵۵۴۲) حروف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الخ۔ طسم، طا سے مراد اس کی بلندی اور قدرت، اور سین سے مراد عمدگی، اور میم سے مراد ملک اور بادشاہت ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ نے یہ ایک قسم کھائی ہے۔ یعنی میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ سورت اس قرآن کی آیتیں ہیں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاید آپ قریش کے ایمان نہ لانے پر رنج کرتے کرتے اپنی جان دے دیں گے۔

إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ④ وَمَا

اگر ہم (انکو مومن کرنا) چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کردیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جاویں اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) ان کے پاس کوئی تازہ

يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوا

فہمائش (حضرت) رحمٰن کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ کرتے ہوں۔ سو (اس بے رخی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ) انہوں نے

فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ⑥ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا

(دین حق کو) جھوٹا بتلا دیا سو عنقریب ان کو اس بات کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی جس کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں

فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑦ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ⑧

کس قدر عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں اس میں (توحید کی) ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑨ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ

اور بلاشبہ آپ کا رب غالب ہے رحیم ہے اور (ان لوگوں سے اس وقت کا قصہ ذکر کیجئے) جب آپ کے رب نے موسیٰ ؑ کو پکارا (اور حکم دیا) کہ تم

الظَّالِمِينَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ⑪ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ⑫

ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ (اور اے موسیٰ ؑ دیکھو) کیا یہ لوگ (ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مجھ کو جھٹلانے

وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ⑬

لگیں اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں) میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) نہیں چلتی اس لئے ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے

ع ۵

کیونکہ آپ قریش کے ایمان لانے کے بہت خواہش مند تھے، اور آپ ان کے ایمان لانے کو پسند فرماتے تھے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کردیں کہ پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جائیں۔

اور ان کے نبی کے پاس جبریل امین قرآن کریم کی کوئی تازہ آیت ایک کے بعد دوسری لے کر نہیں آتے، مگر یہ کہ اس قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں۔ تا آنکہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو جھٹلایا۔

سو ان کو عنقریب عذاب کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے، یا یہ کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو استہزاء کرتے تھے، اس کی سزا کی حقیقت ان کو عنقریب معلوم ہو جاتی ہے۔

کیا کفار مکہ نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر ایک رنگ کی عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔

ان کے رنگوں کے اختلاف میں بھی ایک بڑی نشانی اور عبرت ہے، اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، بدر کے دن جتنے مارے گئے سب کے سب کافر تھے۔ اور آپ کا رب سزا دینے میں غالب اور مومنین پر رحیم ہے۔

اور ان لوگوں سے وہ واقعہ بیان کیجئے جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا، یا یہ کہ ان کو حکم دیا کہ ان کافر لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا کہ پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری رسالت کی تکذیب کریں۔

اور ان لوگوں کی تکذیب سے میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے، یا یہ کہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے، اور فرعون کے ڈر سے میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی، اس لئے میرے ساتھ ہارون کو بھی بھیج دیجئے تاکہ وہ میرے معین رہیں، یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین ہارون ؑ کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے تاکہ وہ میرے معین رہیں۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ

اور میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کر ڈالیں۔ ارشاد ہوا کیا مجال ہے۔ سو (اب) تم دونوں ہمارے احکام لے کر

مُسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ

جاؤ ہم نصرتؒ امداد (سے) تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے

مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ

دے (دونوں حضرات گئے اور فرعون سے سب مضامین کہہ دیئے) فرعون کہنے لگا کہ (آہا تم ہو) کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی (اس) عمر میں برسوں ہم میں

سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا

رہا سہا کیے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور تم بڑے ناسپاس ہو موسیٰؑ نے جواب دیا کہ (واقعی)

إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ

اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی پھر جب مجھ کو ڈر لگا تو میں تمہارے ہاں سے مفرور ہوگیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی

جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾

اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا اور (رہا احسان جتلانا پرورش کا سو) وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدل کر اس) نے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ا

اور میں نے قبطی کو قتل کر دیا تھا، اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوگ اس کے عوض مجھے قتل نہ کر ڈالیں، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہرگز اے موسیٰ میں ان لوگوں کو تم پر تسلط کا موقع نہیں دوں گا۔ سو تم دونوں ہماری نو نشانیاں ید بیضا، عصا، طوفان، قمل، جراد، ضفادع، دم، پھلوں کی کمی، قحط سالی لے کر جاؤ میں تمہارا مددگار ہوں۔ اور جو کچھ وہ دونوں کو جواب دے گا میں اس کو سنتا ہوں۔

سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو کہو کہ ہم تیری طرف اور تیری قوم کی طرف رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

یہ پیغام سن کر فرعون نے حضرت موسیٰ کو نظر اٹھا کر دیکھا، اور بولا اے موسیٰؑ کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کی اور تیس سال تک تم ہم میں رہے، اور تم نے قبطی کو بھی قتل کیا جو کیا تھا، اور تم میری نعمتوں کے بڑے ناسپاس ہو۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نے واقعۃً وہ حرکت کر لی تھی، اور اس وقت تمہارے احسان کا خیال نہ تھا، سو جب مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو میں یہاں سے مفرور ہوگیا تو میرے پروردگار نے مجھے دانشمندی علم اور نبوت عطا فرمائی، اور مجھے رسولوں میں شامل کر کے تیرے اور تیری قوم کی طرف بھیجدیا۔

اے فرعون یہ وہ نعمت ہے جس کا تو احسان جتلا رہا ہے، اور میرے اوپر جو تو نے زیادتی کی ہے اس کو یاد نہیں کرتا تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے۔

فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور اس سے تمہارا مقصود کیا ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ رب العالمین وہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں، ان سب کا پروردگار ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

کچھ (مخلوقات) ان کے درمیان ہیں ہے اس کا اگر تم کو یقین کرنا ہو (تو یہ پتہ بہت ہے) فرعون نے اپنے اردگرد (بیٹھنے) والوں سے کہا کہ تم لوگ (کچھ) سنتے ہو! (سوال کچھ جواب

آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۶﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ

کچھ) موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا فرعون (نہ سمجھا اور) کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو (بزعم خود) تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون (معلوم ہوتا)

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ

ہے۔ موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم کو عقل ہو (تو اس کو مان لو) فرعون (آخر جھلا کر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا

إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿۲۹﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿۳۰﴾

سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا موسیٰ ؑ نے فرمایا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کردوں تب بھی (نہ مانے گا)۔

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

فرعون نے کہا کہ اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ موسیٰ ؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن

رکوع ۲ مُبِينٌ ﴿۳۲﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿۳۳﴾

گیا اور (دوسرا معجزہ دکھلانے کیلئے) اپنا ہاتھ (گریبان میں دیکر) باہر نکالا تو وہ دفعۃً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔

اگر تم کو اس بات کا یقین ہو کہ آسمان و زمین کو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔

فرعون نے اپنے حواریوں سے کہا، موسیٰ جو کچھ کہہ رہے ہیں تم سنتے ہو، اور فرعون کے حواریوں کی تعداد دو سو پچاس تھی، یہ فرعون کے خصوصی آدمی تھے جو دیباج کے جبے پہنے ہوئے تھے، جن پر سونے کا کام تھا۔

ان حواریوں نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ آسمان و زمین کا پروردگار کون ہے، جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا، فرعون نہ سمجھا اس نے اپنے ہمنشینوں سے کہا کہ یہ تمہارا رسول مجنون معلوم ہوتا ہے، ان حواریوں نے کہا کہ موسیٰ کس پروردگار کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اور کون ہمارا پروردگار ہے اور ہمارے بزرگوں کا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو (یعنی اگر عقل ہو تو مان لو)

آخر فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا، اور اس کی قید وہ قتل کرنے سے زیادہ سخت تھی، کیونکہ جب کسی کو قید کرتا تھا تو دور دراز وحشت ناک تاریک مقام میں ڈال دیا کرتا تھا، کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی، اور نہ ہی کوئی چیز نظر آیا کرتی تھی۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرعون سے کہا کہ اگر میں اپنے دعویٰ پر کوئی صریح دلیل پیش کردوں تب بھی نہ مانے گا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا اچھا تو دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوئے رسالت میں سچے ہو، حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک پیلے رنگ کا نمایاں اژدہا بن گیا

فرعون بولا یہ تو ایک واضح دلیل ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دوسری دلیل ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں دے کر نکالا، تو وہ سورج کی روشنی کی طرح دفعۃً چمکتا ہوا ہو گیا، کہ اس کی چمک اور روشنی سے دیکھنے والے تعجب کرنے لگے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

فرعون نے اہل دربار سے جو اس کے آس پاس (بیٹھے) تھے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص ماہر جادوگر ہے اس کا (اصل) مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہاری

بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ

سرزمین سے باہر کر دے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو (چندے) مہلت دیجئے اور شہروں میں چپڑاسیوں کو (جمع کرنے کو)

حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾

بھیج دیجئے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لاکر حاضر کر دیں۔ غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کئے گئے۔ اور فرعون کی طرف سے

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ

(بطور اعلان عام کے) لوگوں کو یہ اشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہوگے (یعنی جمع ہو جاؤ) تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں تو ہم ان ہی کی راہ پر

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

رہیں۔ پھر جب وہ جادوگر (فرعون کی پیشی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ ؑ پر) غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ (اور انعام)

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا

ملے گا۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور (مزید براں) تم اس صورت میں (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ موسیٰ ؑ نے ان سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ

مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ

ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو سو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بے شک ہم ہی غالب

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾

آویں گے پھر موسیٰ ؑ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالتے کے ساتھ ہی (اژدہا بن کر) ان کے تمام تر بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا۔

اس پر فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ رسول ماہر جادوگر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سرزمین مصر سے تم کو نکال باہر کرے، تم اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔

درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو چندے مہلت دیجئے، اور ان کو قتل نہ کیجئے، اور شہروں میں چپڑاسیوں کے ذریعہ جادوگروں کے نام حکم نامے بھیج دیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو لاکر حاضر کر دیں۔

تاکہ وہ موسیٰ ؑ کی طرح اپنا جادو دکھائیں، چنانچہ بہتر جادوگر ایک معروف دن کے خاص وقت پر حاضر کئے گئے۔

اور وہ میلے یا ان کی عید کا دن یا نیروز تھا، اور لوگوں میں بھی اعلان کرا دیا گیا کہ اگر جادوگر موسیٰ پر غالب آگئے تو وہ ہم ان جادوگروں ہی کی راہ پر رہیں۔

چنانچہ جب جادوگر آئے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم موسیٰ ؑ پر غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ اور انعام ملے گا۔

فرعون نے کہا ہاں تم کو بڑا انعام ملے گا، اور مزید براں تم میرے خصوصی مقرب بن جاؤ گے۔

غرضکہ حضرت موسیٰ ؑ نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تم کو ڈالنا ہو ڈالو۔

چنانچہ انہوں نے ۷۰ لکڑیاں اور ۷۰ رسیاں میدان میں ڈالیں، اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی موسیٰ ؑ پر غالب رہیں گے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا ڈالا، اور وہ ڈالنے کے ساتھ ہی جادوگروں کے تمام دھندوں کو نگلنے لگا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾

سو (یہ دیکھ کر) جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ) سب سجدہ میں گر پڑے اور (پکار پکار کر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

فرعون کہنے لگا کہ ہیں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا

اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا

(تاکہ اوروں کو عبرت ہو) انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے (اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے

رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ

اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے) سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰ ؑ کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو شبا شب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ (اور فرعون کی جانب سے)

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ

تم لوگوں کا تعاقب کیا جاوے گا فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کے لیے آس پاس کے) شہروں میں چپڑاسی دوڑا دیئے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت)

قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾

تھوڑی سی جماعت ہے اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔ اور ہم سب ایک مسلح جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں

یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے، ان کے تیزی کے ساتھ سجدہ کرنے کو گر گئے سے تعبیر فرمایا، اور جب تمام ان کی رسیوں اور لکڑیوں کا جال ختم ہوگیا تو جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں، بلکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ معجزہ ہے، اور پکار پکار کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

فرعون نے ان سے کہا کیا رب العالمین سے معاذاللہ میری ذات مراد ہے، انہوں کا نہیں بلکہ جو موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کا بھی رب ہے۔

فرعون نے کہا میرے حکم دینے سے پہلے ہی تم موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے، معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ ؑ جادو میں تم سب کا استاد ہے، ابھی تم کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے جو میرا تمہارے ساتھ برتاؤ ہوگا، میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواؤں گا، اور مصر کی نہر کے کنارہ پر تم سب کو سولی پر لٹکواؤں گا۔

انہوں نے جواب دیا جو دنیا میں ہمارے ساتھ برتاؤ کرے گا، اس سے ہمارا آخرت میں کچھ نقصان نہیں ہوگا، ہم حق تعالیٰ اور اس کے عطا کردہ ثواب کے پاس جا پہنچیں گے۔

اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے شرک کو معاف کر دے، اس وجہ سے کہ ہم حضرت موسیٰ ؑ پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

اور ہم نے موسیٰ ؑ کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل میں سے میرے ان بندوں کو جو کہ آپ پر ایمان لائے ہیں، شبا شب (مصر) سے باہر لیجاؤ تم لوگوں کا فرعون اور اس کی قوم تعاقب کرے گی، چنانچہ (اس کے بعد) فرعون نے شہروں میں چپڑاسی دوڑائے اور یہ کہلا بھیجا کہ موسیٰ ؑ کے ماننے والے تھوڑی سی جماعت ہے، اور ان لوگوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے، اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَ

غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا (ہم نے ان کے ساتھ تو) یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل

اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ

کو ان کا مالک بنایا (یہ جملہ معترضہ تھا آگے قصہ ہے) غرض (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جالیا پھر دونوں جماعتیں (آپس میں ایسی قریب ہوئیں کہ)

قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾

ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی (گھبرا کر) کہنے لگے کہ (اے موسیٰ) بس ہم تو ہاتھ آگئے موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھکو (دریا سے نکلنے کا)

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ

ابھی رستہ بتلا دیگا۔ پھر ہم نے موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو چنانچہ (انہوں نے اس پر عصا مارا جس سے) وہ (دریا) پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا

فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ

(بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا اور (انجام قصہ یہ ہوا کہ) ہم نے موسیٰ ؑ کو اور انکے

مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

ساتھ والوں کو سب کو بچا لیا پھر دوسروں کو غرق کردیا (اور) اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار) میں

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾

اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے (اور) مہربان ہے۔ اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجیے۔

وقف لازم

غرضکہ ہم نے فرعونیوں کو باغوں سے، پاکیزہ پانی کے چشموں سے، اور مالوں کے خزانوں اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا۔ اور جو ہماری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں، اور فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو مصر کا مالک بنا دیا۔

غرض فرعونیوں نے (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جالیا، پھر جب حضرت موسیٰؑ کی جماعت اور فرعون کی جماعت کا آمنا سامنا ہوگیا، تو حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی کہنے لگے، اے موسیٰؑ بس ہم تو اب ان کے ہاتھ آگئے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہم ہرگز ان کے ہاتھ نہیں آسکتے، کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ ابھی مجھ کو ان سے نجات دے دیگا، اور راستہ تبلا دیگا۔

پھر ہم نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو، چنانچہ انہوں نے مارا، جس سے اس دریا کے پھٹ کر بارہ حصے ہوگئے، اور ان میں سے ہر ایک حصہ اتنا بڑا تھا جیسا بڑا پہاڑ، اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا، یا یہ کہ دریا میں اتار دیا، اور یہ سب کے سب کافر تھے، اور ہم نے موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کو سب کو غرق ہونے سے بچالیا، پھر فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کر دیا، اور یہ جو ہم نے ان کے ساتھ معاملہ کیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے، اور باوجود اس کے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، اور آپ کا رب کفار کو سزا دینے میں بڑا زبردست ہے، اور مسلمانوں پر بڑا مہربان بھی اسی لئے ان لوگوں کو غرق ہونے سے بچالیا۔

اور آپ اپنی قوم یعنی قریش کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجئے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی (کی عبادت) پر جمے بیٹھے رہتے

عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾

ہیں۔ ابراہیم نے فرمایا کہ یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان کو پکارا کرتے ہو۔ یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ

ان لوگوں نے کہا کہ (دائمی عبادت کرنے کی یہ وجہ تو) نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان کو (غور سے) دیکھا بھی جن کی تم

تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودین) میرے (اور تمہارے) لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ

جس نے مجھ کو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (میری مصلحتوں کی طرف) راہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں (اس کے

فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي

بعد شفا ہو جاتی ہے) تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے اور جو مجھ کو (وقت پر) موت دیگا پھر (قیامت کے روز) مجھ کو زندہ کریگا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری

خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾

غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کردے گا۔

جبکہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے جو کہ بت پرست تھے فرمایا کہ تم کس واہیات چیز کی عبادت کیا کرتے ہو، انہوں نے کہا ہم ان بتوں کی جو کہ معبود ہیں عبادت کیا کرتے ہیں، اور ہم ان کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں حضرت ابراہیم نے ان لوگوں سے فرمایا، کیا یہ تمہارے معبود تمہارا جواب دیتے ہیں، جب تم ان کو پکارتے ہو، یا جب تم ان کی اطاعت کرتے ہو تو یہ تمہاری ضروریات زندگی میں تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں، یا اگر تم ان کی نافرمانی شروع کردو تو یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔

ان لوگوں نے کہا نہیں یہ بات تو نہیں، بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو ہم بھی ان کی پیروی میں ان کی عبادت کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا بھلا تم نے کبھی ان کی حالت میں غور بھی کیا، جن کی تم اور تمہارے پرانے بڑے بھی عبادت کرتے ہیں، میں ان تمام لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں، البتہ ان میں سے وہ جو رب العالمین کی عبادت کرتا ہے۔ کہ جس نے مجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اسی نے مجھے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی، اور وہ ہی مجھ کو حق اور ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو روزی دیتا ہے، اور جس وقت میں بھوکا اور پیاسا ہوتا ہوں تو خوب کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ ہی مجھ کو شفا دیتا ہے، اور جو مجھ کو دنیا میں موت دے گا، پھر قیامت کے روز مجھ کو زندہ کرے گا، اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ وہ میری غلط کاری کو قیامت کے دن معاف فرمائے گا، حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں اور قوم سے کہہ دیا تھا کہ بڑے بت نے ایسا کیا ہوگا، اور اپنی بیوی کو بادشاہ کی وجہ سے بہن کہہ دیا تھا، (غالبہ حضور خداوندی میں ان چیزوں کو بھی غلطی میں شمار فرما رہے ہیں ۲)۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ

اے میرے پروردگار مجھ کو حکمت عطا فرما اور (مراتب قرب میں) مجھ کو (اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔ اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْۤ اِنَّهٗ كَانَ

رکھ - اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ (کو توفیق ایمان کی دے کر اس کی) مغفرت فرما کہ

مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾

وہ گمراہ لوگوں میں ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا اس دن میں کہ (نجات کے لئے) نہ مال کام آویگا اور نہ اولاد

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ

مگر ہاں (اسکی نجات ہوگی) جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لیکر آویگا اور (اس روز) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کیلئے جنت نزدیک کر دی جاویگی اور گمراہوں (یعنی

الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کافروں) کیلئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاویگی اور (اس روز) ان سے کہا جاوے گا کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔

هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ

کیا (اس وقت) وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر (یہ کہہ کر) وہ (معبودین) اور گمراہ لوگ۔ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب

اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ

دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جاویں گے وہ کفار دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے (ان معبودین سے) کہیں گے کہ بخدا بے شک ہم صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾

تھے۔

اے میرے پروردگار مجھے جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال عطا فرما، اور مجھے جنت میں میرے بڑوں میں سے جو رسول گزرے ہیں ان کے ساتھ شامل فرما۔

اور میرا ذکر حسن میرے بعد آنے والوں میں جاری رکھ، اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر، اور میرے باپ کو ہدایت عطا فرما، وہ گمراہ کافر لوگوں میں سے ہے۔

اور جس روز سب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا، جس دن کہ نہ کثرت مال کام آئے گا اور نہ اولاد کی زیادتی، مگر ہاں جو اللہ کے پاس گناہوں سے یا یہ کہ دنیا کی محبت سے، یا یہ کہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے پاک وصاف دل لے کر آئے گا۔

اور کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے جنت نزدیک کر دی جائے گی، اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہو جائیگی، اور کافروں کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاوے گی، اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہوگی، اور بتوں کے پجاریوں سے کہا جائیگا کہ دنیا میں تم جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے کیا وہ تمہاری عذاب خداوندی سے حفاظت کر سکتے ہیں، یا عذاب خداوندی سے اپنا ہی بچاؤ کر سکتے، پھر یہ کہہ کر کفار مکہ اور تمام کافر خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے، اور دوزخ میں کفار اپنے معبودوں اور روساء اور ابلیس کے لشکر سے کہیں گے بخدا بیشک ہم دنیا میں صریح گمراہی میں تھے۔

إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن

جبکہ تم کو (عبادت میں) رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے) گمراہ کیا سو (اب) نہ کوئی ہمارا

شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾

سفارشی ہے (کہ چھڑا لے) اور نہ کوئی مخلص دوست ہے (کہ خالی دلسوزی ہی کرلے) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

بیشک اس واقعہ میں (بھی طالبان حق کے لئے) ایک بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک آپ کا رب بڑا زبردست

ع ۵ ۹

الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا

رحمت والا ہے قوم نوحؑ نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے

تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

فرمایا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور (نیز) میں تم

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾

سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو (میری اس بے غرضی کا مقتضا بھی یہ ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

جب کہ تم کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے، اور ہم کو تو بس ایمان اور اطاعت سے ان سے بڑے مشرکین نے ہٹایا ہے، جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ہم نے ان کی اقتدار کی۔

سو اب فرشتوں انبیاء کرام اور صالحین میں سے نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہمیں چھڑا لے۔ اور نہ کوئی قرابت والا مخلص دوست ہے کہ ہمارے مسئلہ میں دل سوزی ہی کرے۔

سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو دنیا میں پھر واپس جانا ملتا کہ ہم ایمان لاکر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے، یہ جو ان کی حالت بیان کی گئی اس میں بڑی عبرت ہے۔ باقی اگر ان کو دنیا میں پھر واپس کر دیا جاتے تو ان میں اکثر ایمان نہیں لائینگے۔ یا یہ کہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، اور یہ سب کے سب کافر ہی تھے، اور آپ کا رب ان کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور مؤمنین پر رحمت کرنے والا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوحؑ کی اور ان پیغمبروں کی جن کا نوح علیہ السلام نے ذکر کیا تکذیب کی جبکہ ان سے ان کے نبی اور ان کے برادری کے بھائی نوح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی عبادت سے نہیں ڈرتے، میں منجانب اللہ رسالت پر تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، یا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے اندر اس سے قبل امانت دار تھا، پھر آج کیسے مجھے متہم قرار دیتے ہو، لہٰذا تم لوگ کفر سے توبہ کرکے اور ایمان لاکر حق تعالیٰ سے ڈرو، اور میرے حکم اور میرے طریقہ کا اتباع کرو، اور میں توحید کی تبلیغ پر تم سے کوئی دنیوی صلہ بھی نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے،

لہٰذا تم حق تعالیٰ سے ڈرو،

اور میرا کہنا

مانو۔

قَالُوٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾

وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان کے (پیشہ اور) کام سے تو مجھ کو کیا بحث

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ

ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو اور میں ایمان داروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں میں تو

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾

صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے سے) اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ

نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو (برابر) جھٹلا رہی ہے۔ سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اور

مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ

جو ایماندار میرے ساتھ ہیں ان کو (اس ہلاکت سے) نجات دیجئے غرض ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے ان کو نجات دی۔ پھر

اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾

اسکے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾

بیشک آپ کا رب زبردست (اور) مہربان ہے۔

وہ کہنے لگے اے نوح ؑ کیا ہم تمہاری تصدیق کریں گے، درانحالیکہ رذیل اور کمزور آدمی تمہارے ساتھ ہوئے ہیں، ان کو اپنے پاس سے ہٹا دو، تاکہ ہم تم پر ایمان لے آئیں۔

حضرت نوح ؑ نے فرمایا اس چیز کا تو مجھے علم نہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوگی، یا تم کو ان کا ثواب دینا اور ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے، کیا خوب ہوتا کہ تم اس کو سمجھتے۔

اور میں ایمانداروں کو عبادت خداوندی سے ہٹانے والا نہیں، میں تو ایسی زبان میں صاف طور پر ڈرانے والا رسول ہوں، جس کو تم سمجھو۔

وہ لوگ کہنے لگے اے نوح ؑ اگر تم اپنے اس کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور قتل کر دئے جاؤ گے، جیسا کہ تمہارے ماننے والوں میں سے غریبوں کو قتل کیا گیا۔

تب نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگا میری قوم میری رسالت کی برابر تکذیب کر رہی ہے، اور میرے ماننے والوں کو قتل کر رہی ہے، تو میرے اور ان کے درمیان ایک عملی عادلانہ فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ان لوگوں پر جو آپ عذاب نازل فرمائیں اس سے نجات دیجئے، چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو مسلمان اس بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔

اور نوح علیہ السلام کے کشتی میں سوار ہونے کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا، اس واقعہ میں بھی بعد میں آنے والوں کے لئے بڑی عبرت ہے، اور ان میں اکثر مومن نہیں تھے بلکہ سب ہی کافر تھے، اور آپکا رب سزا دینے میں بڑا زبردست ہے، کہ ان لوگوں کو بذریعہ طوفان غرق کر دیا، اور مومنین پر مہربان ہے کہ ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا ۔ جبکہ ان سے اُن (کی برادری) کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم (خدا سے) ڈرتے نہیں ہو میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾

بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یاد گار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو جسکو محض فضول (بنا رہے ہو)

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾

بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے ۔ اور جب کسی پر دارو گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بنکر دارو گیر کرتے ہو

فَٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَٱتَّقُوا ٱلَّذِيٓ أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُم

سو تم (کو چاہئے کہ) اللہ سے ڈرو اور (چونکہ میں رسول ہوں اس لئے) میری اطاعت کرو اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جنکو تم جانتے ہو (یعنی)

بِأَنْعَٰمٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی مجھ کو تمہارے حق میں (اگر تم ان حرکات سے باز نہ آئے) ایک بڑے

عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾

سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ۔

قوم عاد نے حضرت ہود اور تمام ان پیغمبروں کو جن کا ہود علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا، جب کہ ان کے نبی نے فرمایا، کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے، میں منجانب اللہ امانت دار رسول ہوں توبہ کرو اور ایمان لاؤ اور جن باتوں کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں ان میں تم حق تعالیٰ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو۔

میں اس تبلیغ توحید پر تم سے کسی کا طالب نہیں ہوں، بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تم ہر ایک راستہ پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو، اور وہاں سے غریبوں میں سے جو بھی گزرتا ہے اس کو مارتے ہو اور اس کے کپڑے اتار لیتے ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو، جس کو محض فضول بناتے ہو، اور وہاں سے ہر ایک گزرنے والے کا مذاق اڑاتے ہو۔

اور بڑی بڑی منزلیں محلات اور حوض بناتے ہو، جیسا کہ دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہتا۔

اور جب کسی پر دارو گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل ہی ظالم و جابر بن کر اس پر دارو گیر کرتے ہو، اور اسے غصہ میں آکر قتل کرتے ہو، حق تعالیٰ نے جو تم کو کفر سے توبہ کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس چیز میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو وہ چیزیں دیں جن کو تم جانتے ہو، مواشی اور بیٹے اور باغات اور پاک پانی کے چشمے تم کو عطا کئے۔

مجھے تمہارے حق میں اگر تم کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے، ایک بڑے سخت دن کے عذاب یعنی دوزخ کا خدشہ ہے۔

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ

وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ ہو یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک

الْأَوَّلِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

(معمولی) عادت (اور رسم) ہے اور (تم جو ہم کو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔ غرض ان لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہم نے انکو آندھی کے عذاب سے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ ع ۸ ۱۱

ہلاک کر دیا بیشک اس (واقعہ) میں بھی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپکا رب زبردست اور مہربان ہے قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار پیغمبر

أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو

عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾

رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جاویگا جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں

وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾

اور کھیتوں اور ان کھجوروں میں جنکے گپھے خوب گوندھے ہوئے ہیں۔

وہ بولے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں خواہ آپ ہم کو ان چیزوں سے روکیں یا نہ روکیں اور جس طریقہ پر ہم قائم ہیں، یہ تو پہلے لوگوں کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے، یا یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک عادت اور رسم ہے اور تم جو ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

غرضکہ ان لوگوں نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ایک سخت تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا، اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے، اور باوجود اس کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور بے شک آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے، اور مومنین پر مہربان ہے کہ انہیں اس عذاب سے نجات دی۔

قوم ثمود نے بھی حضرت صالح کو اور جن انبیاء کی حضرت صالح نے ان کو خبر دی سب کو جھٹلایا جبکہ ان کے نبی صالح ؑ نے فرمایا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں منجانب اللہ امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو کر توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔

اور اللہ کے حکم اور میرے طریقہ کی اتباع کرو، اور تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی صلہ نہیں چاہتا، میرا صلہ اور ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

کیا تم کو ان ہی نعمتوں میں موت وعذاب اور زوال سے بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا یعنی باغوں میں اور پاک پانی کے چشموں میں۔

اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گپھے خوب گوندھے ہوئے اور خوبصورت ہیں۔

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا

اور کیا (اسی غفلت کی وجہ سے) تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے (اور فخر کرتے) ہوئے مکان بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور ان حد (سے) نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو

أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا

جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں اور (کبھی) اصلاح (کی بات) نہیں کرتے ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو

أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ

کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے تم بس ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو (اور آدمی نبی ہوتا نہیں) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم (دعویٔ نبوت میں)

الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا

سچے ہو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کے لئے ایک باری اس کی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی)

بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾

اور (ایک یہ ہے کہ) اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے سو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر (جب آثار عذاب کے نمودار ہوئے تو اپنی

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾

حرکت پر) پشیمان ہوئے پھر (آخر) عذاب نے ان کو آلیا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾

اور بیشک آپکا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے (کہ باوجود قدرت کے مہلت دیتا ہے)

اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے مکانات بناتے ہو، سو اللہ سے ڈرو جن باتوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے اس میں اور میرا کہنا مانو۔

اور ان مشرکین کا کہنا مت مانو جو زمین میں کفر و شرک اور غیر اللہ کی پرستش کی ترغیب کرتے پھرتے ہیں، اور کبھی وہ اصلاح کی بات نہیں کرتے۔

ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے، کہ تم ایسی باتیں کرتے ہو ورنہ تم نہ فرشتے ہو اور نہ نبی، تم تو ہماری طرح کے ایک معمولی سے آدمی ہو جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہو، سو اگر تم اپنے دعویٔ نبوت میں اور اس چیز میں کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔

حضرت صالح ؑ نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے جو میری نبوت کے لئے دلیل و معجزہ ہے پانی پینے کے لئے مقررہ دن میں ایک دن اس کے پینے کی باری ہے، اور ایک دن تمہارے مواشی کے باری کا دن ہے۔

اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے۔

چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا، پھر اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوئے، بالآخر تین دن کے بعد ان کو عذاب نے آپکڑا۔

اے نبی کریم ؐ اس واقعہ میں بھی جو ہم نے ان کے ساتھ کیا بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے، اور ان میں اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔

اور آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا مہربان ہے کہ مومنین کو بچا لیتا ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي

قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ

تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ

میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے فعل کرتے اور تمہارے رب نے

مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ

جو تمہارے لئے بیبیاں پیدا کی ہیں انکو نظر انداز کئے رہتے ہو بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد (انسانیت) سے گزر جانے والے ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم

يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ

(ہمارے کہنے سننے سے) باز نہیں آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے۔ لوطؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ لوطؑ نے دعا کی کہ

نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي

اے میرے رب مجھ کو اور میرے (خاص) متعلقین کو ان کے اس کام (کے وبال) سے نجات دے۔ سو ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز ایک بڑھیا کے کہ وہ (عذاب

الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾

کے اندر) رہ جانیوالوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینہ برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جنکو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا

قوم لوطؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان کے نبی نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔

سو تم اللہ سے ڈرو اور توبہ و ایمان کا جو تم کو حکم دیا ہے اس کو بجالاؤ، اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی اطاعت کرو۔

اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا، بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

کیا تمام دنیا جہان والوں میں تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو، اور تمہارے لئے جو تمہارے پروردگار نے تمہاری بیبیوں کی شرمگاہیں حلال کر رکھی ہیں ان کو نظر انداز کئے رکھتے ہو، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حلال کو چھوڑ کر حرام کاموں کی طرف بڑھنے والے لوگ ہو۔

وہ کہنے لگے اے لوطؑ اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے تو ضرور اس بستی سدوم سے نکال دئے جاؤ گے۔

حضرت لوطؑ نے فرمایا میں تمہارے اس خبیث کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔

چنانچہ لوط علیہ السلام نے بددعا کی، حق تعالیٰ نے ان کو اور ان کے متعلقین کو نجات دی بجز ان کی منافقہ بیوی کے، کہ وہ عذاب کے اندر رہ جانے والوں میں رہ گئی، اور پھر ہم نے بقیہ ان کی قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا، اور ہم نے ان سب لوگوں پر پتھروں کا مینہ برسایا، سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا، جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

گیا تھا بیشک اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي

اصحاب الایکہ نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾

بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے تم لوگ پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو

وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي

اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد

الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا

مت مچایا کرو اور اس (خدائے قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بس

أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾

تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں

مگر اس کے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے، اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے، اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، اور آپ کا رب بڑی قدرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

قوم شعیب نے بھی حضرت شعیب علیہ السلام اور تمام پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ حضرت شعیبؑ نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو، اور کفر سے توبہ کرو، اور ایمان لاؤ، اور میرا کہنا مانو، میں تم سے اس نصیحت پر کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

تم لوگ پورا ناپا تولا کرو، اور ناپ و تول میں کمی کر کے نقصان پہنچانے والے مت بنا کرو۔

اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، اور ناپ و تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو، اور سرزمین میں نافرمانی مت کیا کرو، اور ناپ و تول میں کمی کر کے اور غیر اللہ کی پرستش کی طرف لوگوں کو بلا کر زمین میں فساد مت برپا کیا کرو، اور اس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ لوگ کہنے لگے بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے، اور تم تو ہمارے جیسے ایک معمولی آدمی ہو، کوئی نبی اور فرشتے نہیں ہو، جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں، ایسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو، اور ہم تو تم کو تمہاری ان باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا
سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ شعیب (علیہ السلام) بولے کہ تمہارے اعمال کو
تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ
میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے سو وہ لوگ (برابر) ان کو جھٹلاتے رہے پھر اُن کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب
عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
تھا۔ (اور) اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قوت والا
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾
اور بڑی رحمت والا ہے اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔
عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ
آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔ اور اس (قرآن) کا ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی) کتابوں میں (بھی)
الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾
ہے۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشین گوئی) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں

سو اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا تو ہمارے اوپر آسمان سے کوئی عذاب کا ٹکڑا گرادو۔

حضرت شعیب ؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار تمہاری ان کفریہ باتوں کو بخوبی جانتا ہے، اور میں بھی تمہاری حالت سے اور اس عذاب سے جو تم پر نازل ہوگا بخوبی واقف ہوں۔

چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی، اور اُن کو سائبان کے عذاب نے آپکڑا، بادل کی طرح عذاب ان کے اوپر آگیا، اور اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی، جس نے ان سب کو جلادیا، بے شک یہ ان لوگوں کے حق میں بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

اور اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے، باقی اس کے باوجود بھی ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے، اور آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں بڑی قدرت والا ہے، اور مؤمنین کے حق میں بڑی رحمت والا ہے۔

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، جس کو حق تعالیٰ نے امانت دار فرشتہ جبریل امین کے ذریعہ آپ کے قلب مبارک پر اتارا جس قدر آپ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔

یا یہ کہ جس وقت آپ کے سامنے اس کی تلاوت کی جائے صاف عربی زبان میں کہ آپ ان لوگوں کو ان کی زبان میں یہ کلام پہنچادیں، تاکہ آپ بھی منجملہ اور ڈرانے والوں کے ہوں۔

اور اس قرآن کریم کا اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ہے۔

کیا ان کفار مکہ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ بات دلیل نہیں ہے کہ علماء بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کو جانتے ہیں، کہ جس وقت ان کفار نے علماء بنی اسرائیل سے آپ کے اور قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے لوگوں کو اس کے بارے میں بتلادیا۔

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸) فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ (۱۹۹)

اور اگر (بالفرض) اس (قرآن) کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کر دیتے پھر وہ (عجمی) ان کے سامنے پڑھ بھی دیتا یہ لوگ (بوجہ غایت عناد کے) تب بھی اس کو نہ مانتے۔

كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۲۰۰) لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ

ہم نے اسی طرح (شدت و اصرار کے ساتھ) اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے۔ یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ سخت عذاب

الْأَلِيمَ (۲۰۱) فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۲۰۲) فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ (۲۰۳)

کو (مرنے کے وقت یا برزخ میں یا آخرت میں) نہ دیکھ لیں گے جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہوگی پھر (اس وقت جان کے بنی لیکے کریں)

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ (۲۰۴) أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ (۲۰۵) ثُمَّ جَاءَهُم مَّا

(کسی طرح) ہم کو (کچھ) مہلت مل سکتی ہے۔ کیا (ہمارے وعیدوں کو سنکر) یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں۔ اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں

كَانُوا يُوعَدُونَ (۲۰۶) مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ (۲۰۷) وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ

پھر جس (عذاب) کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آپڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آسکتا ہے اور جتنی بستیاں (منکرین کی) ہم نے (عذاب سے) غارت کی ہیں

إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ (۲۰۸)

سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے (پیغمبر) آئے۔

اور اگر بالفرض ہم اس قرآن کریم کو کسی عجمی پر نازل کر دیتے جسے عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں، اور وہ اس قرآن کریم کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔

کیونکہ جب ایسے شخص پر ایمان نہیں لائے جو ان کی زبان جانتا ہے تو پھر ایسے آدمی کی بات کیسے مانتے جو ان کی زبان ہی سے واقف نہیں۔

اسی طرح ہم نے اس تکذیب کرنے کو ان مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے، یہ لوگ قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے، تاوقتیکہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا، اور پہلے سے ان کو نزول عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی۔

پھر اس وقت کہیں گے کیا کسی طرح اس عذاب سے ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے، اور اس وقت تو یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیے تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک ان کے اسی کفر میں رہنے دیں، پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ ہے، وہ ان کے سر پر آپڑے۔ تو جس مہلت کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ مہلت عذاب خداوندی کے سامنے ان کے کس کام آسکتی ہے۔ اور جتنی بستیوں والوں کو ہم نے غارت کیا ہے، سب میں عذاب خداوندی کو یاد دلانے والے اور ڈرانے والے رسول آتے ہیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ شعراء)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن ابی حاتم رحؒ نے ابی جہضم سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ متغیر دیکھا گیا تو آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا، آپ نے فرمایا میرے دشمن کو کیوں چھپا دیا جو میری امت میں میرے بعد ہوگا، اس پر افرأیت ان متعناہم سے یوعدون الخ تک نازل ہوئی، چنانچہ آپ خوش ہوگئے۔

ذِكْرَىٰ ۛ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَ
(جب نہ مانا تو عذاب نازل ہوا) اور ہم (صورۃً بھی) ظالم نہیں ہیں اور اس (قرآن) کو شیاطین لے کر نہیں آئے اور یہ اُن (کی حالت) کے مناسب ہی نہیں

مَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ
اور وہ اس پر قادر بھی نہیں کیونکہ وہ شیطان (وحی آسمانی) سننے سے روک دیئے گئے ہیں سو (اے پیغمبر) تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت

فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ
کرنا کبھی تم کو سزا ہونے لگے۔ اور (اس مضمون سے) آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آیئے

لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾
جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں۔ اور اگر یہ لوگ (جن کو آپ نے ڈرایا ہے) آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي
اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھئے جو آپ کو جس وقت کہ آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز شروع کرنے کے بعد) نمازیوں کے ساتھ آپ کی

السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾
نشست و برخاست کو دیکھتا ہے، وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

اور ظاہراً بھی ہم ان کے ہلاک کرنے میں ظالم نہیں ہیں۔ اور اس قرآن کریم کو شیاطین لے کر نہیں آئے، کیونکہ یہ ان کی حالت کے مناسب بھی نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں، اور وہ اس پر قادر بھی نہیں، کیونکہ وہ شیاطین وحی آسمانی سننے سے روک دیئے گئے ہیں۔

اور تم خدا کے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا، کبھی تم کو دوزخ کی سزا ہونے لگے اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے، اور مومنین کے ساتھ مشفقانہ فروتنی سے پیش آیئے۔

اور اگر یہ قریش آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیجئے کہ میں تمہارے افعال واقوال سے بیزار ہوں۔

اور آپ اس خدا پر جو کہ دشمنوں کو سزا دینے پر قادر اور آپ پر اور جملہ مسلمانوں پر مہربان ہے توکل رکھئے: جو آپ کو جس وقت کہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اور نماز شروع کرنے کے بعد قیام رکوع وسجود میں نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست وبرخاست کو دیکھتا ہے، یا یہ کہ جب کہ آپ اپنے آباء کی اصلاب اطہار میں رہے، اس سے واقف ہے۔

وہ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

اور ابن جریر رحمۃ ابن جریج رض سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الخ یعنی اس مضمون سے آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے، تو آپ اپنے گھر والوں اور خاندان سے ہر ایک چیز میں پہل کرنے لگے، تو یہ چیز مومنین کو شاق گزری، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ یعنی ان لوگوں کے ساتھ مشفقانہ فروتنی سے پیش آیئے الخ۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾

(اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں۔ (سنو) ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو پہلے سے) دروغ گفتار بڑے بدکردار ہوں

يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ

اور جو (شیاطین کی خبریں سننے کے لئے) کان لگا دیتے ہیں اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تم کو

فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾

معلوم نہیں کہ وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے) میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کہانت کے ساتھ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں، سنو ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو پہلے سے دروغ گفتار اور بڑے بدکردار ہوں، جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

اور جو شیاطین کی فرشتوں سے اڑائی ہوئی باتوں کی طرف ان شیاطین کی طرف کان لگا لیتے ہیں، اور وہ شیاطین ایک بات اچکتے ہیں اور سو جھوٹ اس میں اپنی طرف سے ملا کر پھر کاہنوں کو اس سے مطلع کرتے ہیں۔

اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں جو فضول شعر کہتے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ شاعر لوگ خیالی مضامین کے ہر میدان میں حیران ٹکریں مارتے ہوئے مضامین کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں، کہ کسی کی تعریف کر دی، تو کسی کی ہجو کر دی، اور وہ زبان سے ایسی باتیں کرتے اور قلابے ملاتے اور شیخیاں بگھارتے ہیں کہ جن کو وہ کر بھی نہیں سکتے، اور ایسا شاعر اور اس کی راہ پر چلنے والا دونوں گمراہ ہیں،

(لباب النقول فی اسباب النزول)

نیز ابن جریر رح اور ابن ابی حاتم رح نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کی ہجو کی، ایک تو ان میں سے انصاری تھا، اور دوسرا دوسری قوم کا تھا، اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بیوقوفوں کی جماعت تھی، اس پر حق تعالٰے نے یہ آیت نازل فرمائی، وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ الخ۔

نیز ابن ابی حاتم رح نے عکرمہ رض سے اسی طرح روایت نقل کیا ہے۔ اور عروہ سے نقل کیا ہے کہ جب وَالشُّعَرَاءُ سے مَا لَا يَفْعَلُونَ تک یہ آیت نازل ہوئی، تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رض نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہ چیز بتلا دی کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں، اس پر اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا سے اخیر سورت تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور ابن جریر رح اور حاکم رح نے ابو حسن براد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت وَالشُّعَرَاءُ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رض، حضرت کعب بن مالک رض، اور حضرت حسان بن ثابت رض حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو ہم تو ہلاک ہو گئے،

اس پر حق تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا یہ آیت نازل فرمائی، چنانچہ حضور م

نے پھر ان لوگوں کو بلا کر اور ان کو یہ آیت

سنا دی۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا)

مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ ۱۱ ع ۲ ۱۵

بدلہ لیا اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جاوے گا جنہوں نے (حقوق اللہ وغیرہ میں) ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

آیاتہا ۹۳ ۔۔۔ (۲۷) سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّیَّةٌ (۴۸) ۔۔۔ رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾

طٰسٓ۔ یہ آیتیں (جو آپ پر نازل کی جاتی) ہیں قرآن کی (ہیں) اور ایک واضح کتاب کی یہ (آیتیں) ایمان والوں کے لئے (موجب) ہدایت اور مژدہ سنانے والی ہیں۔

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾

جو (مسلمان) ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر (پورا) یقین رکھتے ہیں (یہ تو ایمان والوں کی

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾

صفت ہے) اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال (بد) انکی نظر میں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ (اپنے اس جہل مرکب میں حق سے دور) بھٹکتے پھرتے ہیں۔

بجز ان حضرات کے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور اچھے اچھے کام کئے، اور انہوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا، اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی اپنے اشعار میں کفار کی تردید کر کے مدد کی، بعد اس کے کہ کفار نے ان کی ہجو کی تھی، تو انہوں نے بھی کفار کی ہجو کر کے ان سے بدلہ لیا، جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضؓ وغیرہ گزرے ہیں، اور عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم ہو جائیگا کہ آخرت میں کیسی مصیبت کی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے، یعنی اگر ایمان نہ لائے تو دوزخ میں جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

(سورۂ نمل) یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں چورانوے (۹۴) آیتیں اور ایک ہزار ایک سو انچاس (۱۱۴۹) کلمات اور چار ہزار سات سو سترسٹھ (۴۷۶۷) حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) طٰسٓ۔ طا سے طول اور سین سے خوبصورتی و نزاکت مراد ہے، یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے، یہ سورت قرآن کریم اور ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو کہ حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہے یہ آیتیں ہیں ایمان والوں کے لئے گمراہی سے موجب ہدایت اور جنت کی خوشخبری سنانے والی ہیں۔

اب حق تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان فرماتا ہے کہ جو پانچوں نمازوں کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ پابندی کرتے ہیں، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اور بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر پورا یقین رکھتے ہیں، جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ہم نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کفریہ مرغوب کر رکھے ہیں، جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی، سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں، اور ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ

یہ لوگ ہیں جن کے لئے (مرنے کے وقت بھی) سخت عذاب ہے اور وہ لوگ آخرت میں (بھی) سخت خسارہ میں ہیں (کہ کبھی نجات نہ ہوگی)۔ اور آپ کو بالیقین ایک

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ

بڑے حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جارہا ہے (لہٰذا آپ ان کے انکار سے غمگین نہ ہوجئے) اس وقت کا قصہ یاد کیجئے جبکہ موسیٰ نے

نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا

اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی (جاکر) وہاں سے (یا تو راستہ کی) کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس (وہاں سے) آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینکو

جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸

سو جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ان کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اس کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) ان پر برکت ہو اور جو اس کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو [illegible]

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا

ہے) اور رب العالمین پاک ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں (جو بے کیف کلام کر رہا ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور (اے موسیٰ) تم اپنا عصا (زمین پر) ڈال دو (سو جب انہوں نے اس کو اس

جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ

طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی تو نہ دیکھا۔

ایسے لوگوں کے لئے دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا، اور یہ لوگ قیامت کے دن جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخلہ کی وجہ سے سخت خسارہ میں ہونگے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بالیقین ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے نازل کیا جارہا ہے۔

اس وقت کا واقعہ ذکر کیجئے، جب کہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی پر راستہ بھول گئے تھے تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے راستہ کے بائیں جانب آگ دیکھی، تم یہیں ٹھہرے رہو، میں ابھی جاکر آگ کے پاس سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں، یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں، تاکہ تم سینک لو، کیونکہ اس وقت سردی کی شدت تھی، چنانچہ جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس پہنچے، تو ان کو منجانب اللہ آواز دی گئی ہے، کہ جو اس آگ میں یعنی فرشتے ہیں، ان پر بھی برکت ہے، اور جو اس آگ کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو۔

یا یہ مطلب ہے کہ وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے کہ جس کے نور سے یہ نور ہے، یا یہ کہ جو تلاش میں ہیں یعنی حضرت موسیٰ اور جو ان کے گرد فرشتے ہیں، ان سب پر پاک ہو، اور اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں اور جو میرے اوپر ایمان نہ لائے، اس کو سزا دینے میں زبردست ہوں اور اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا ہوں۔

میں نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور تم ہاتھ میں سے اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے ڈال دیا، سو جب حضرت موسیٰ نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو، تو وہ اس سے پیٹھ پھیر کر بھاگے، اور اس کے ڈر کی وجہ سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ إِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ

(ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ ؑ ڈرو نہیں ۔ اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے ، ہاں مگر جس سے کوئی قصور (یعنی لغزش سرزد) ہو جاوے پھر برائی (ہو جانے کے) بعد

بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَإِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ

بجائے اس کے نیک کام کرلے (یعنی توبہ کرلے) تو میں مغفرت والا رحمت والا ہوں   اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ (اور پھر نکالو تو) وہ بلا کسی عیب

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ إِنَّهُمْ كَانُوْا

(یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے روشن ہو کر نکلے گا نو معجزوں میں سے ہیں (جن کے ساتھ تم کو) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکل

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ وَ

جانے والے لوگ ہیں   غرض ان لوگوں کے پاس جب ہمارے (دیئے ہوئے) معجزے پہنچے جو نہایت واضح تھے) تو وہ لوگ (ان سب کو دیکھ کر بھی) بولے یہ صریح جادو ہے اور

جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

(غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے (بالکل) منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کرلیا تھا ۔ سو دیکھئے کیسا (برا) انجام ہوا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ع ۲

ان مفسدوں کا   اور ہم نے داؤد ؑ اور سلیمان ؑ کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے (ادائے شکر کے لئے) کہا کہ تمام تعریفیں

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ

اللہ کیلئے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی ۔ اور داؤد ؑ (کی وفات کے بعد ان) کے قائم مقام سلیمان ہوئے

ارشاد خداوندی ہوا، اے موسیٰ ؑ ڈرو نہیں، اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے، ہاں مگر جس سے کوئی قصور ہو جائے اور پھر وہ اس قصور سے توبہ کرے تو اس کو بھی ڈرنا نہ چاہئے، کیونکہ میں تائب کی مغفرت کرنے والا، اور جو توبہ کی حالت میں مرے، اس پر رحم کرنے والا ہوں۔

اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں لے جاؤ، اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی عیب یعنی برص وغیرہ کے روشن ہو کر نکلے گا، اور دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں، جن کو دے کر تم کو فرعون اور اس کی قبطی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے، کیونکہ وہ بڑے حد سے نکلنے والے لوگ ہیں۔

غرضکہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہمارے دیئے ہوئے معجزات لے کر پہنچے جو نہایت واضح تھے اور یکے بعد دیگرے وہ دکھائیے تو وہ لوگ بولے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ صریح جادو ہے۔

اور غضب یہ کہ ظلم و عناد اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کے منکر ہو گئے، حالانکہ ان کے دلوں نے اس بات کا یقین کرلیا تھا کہ یہ منجانب اللہ ہیں تو آپ دیکھئے کہ ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کا کیسا برا انجام ہوا کہ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا۔

اور ہم نے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو شریعت اور ملک داری کا علم اور فہم عطا فرمائی، اور ان دونوں نے ادائے شکر کے لئے فرمایا کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو علم اور نبوت کے ذریعہ اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت دی، اور داؤد علیہ السلام کے نو لڑکے تھے، ان سب میں داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی سلطنت کے جانشین سلیمان علیہ السلام ہوئے

وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

اور انہوں نے (اظہار شکر کے لئے) کہا کہ اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت سے متعلق) ہر قسم کی (ضروری چیزیں) دی گئی ہیں

الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف فضل ہے اور سلیمان ؑ کے لئے (جو) ان کا لشکر جمع کیا گیا (تھا ان میں) جن بھی (تھے) اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے)

يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

اور (چرتے بھی اس کثرت سے تھے) کہ ان کو (چلنے کے وقت) روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ

کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو۔ کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں - سو سلیمان اس کی بات سے

ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ

مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں

وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ

باپ کو عطا فرمائی ہیں اور (اس پر بھی مداومت دیجئے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلیٰ درجہ کے) نیک بندوں میں داخل

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾

رکھئے - اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمان ؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔

اور سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی، اور سامان سلطنت کے متعلق ہر ایک قسم کی ضروری چیزوں کا علم دیا گیا۔ واقعتہً یہ حق تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

اور سلیمان علیہ السلام کے لئے جو ان کا تمام لشکر جمع کیا گیا تو اس کو چلنے کے وقت روکا جایا کرتا تھا، تاکہ سب جمع ہو جائیں اور متفرق نہ ہوں۔

چنانچہ ایک مرتبہ سرزمین شام میں ایک چیونٹیوں کے میدان پر سے گزر ہوا، تو عرجا ر یا منذرہ نامی ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو، کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر نے چیونٹی کی یہ بات نہیں سمجھی۔

غرضکہ سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات سنی، اور اس عقلمندی پر متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے، اور ان کا لشکر اس کی بات نہ سمجھ سکا، اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے توحید کے صلہ میں مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں، اور یہ کہ میں ایسے نیک کام کروں جن کو آپ قبول فرمائیں، اور مجھ کو اپنے خصوصی فضل سے جنت میں اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام میں داخل رکھئے۔ اور ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حاضری لی، تو ہدہد کو نہ دیکھا تو فرمانے لگے کیا بات ہے، کہ میں ہدہد کو اس کی جگہ پر نہیں پاتا، اگر وہ پرندوں میں میں سے کہیں غائب ہو گیا ہے۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾

میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ

سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور (سلیمان ؑ سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ میں آپ کے پاس

يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾

قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسکو سلطنت کے لوازم میں سے ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اسکے پاس ایک بڑا تخت

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

تخت ہے میں نے اس کو اور (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ

رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ)

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ

تم لوگ جو کچھ (دلیں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو (کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (پس) اللہ ہی ایسا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدۃ

کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے

تو میں اس کے پر اکھاڑ دوں گا، پرندوں کی یہی سزا تھی، یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا، یا وہ اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش کرے، خیر تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا، اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں جہاں ابھی تک آپ نہیں گئے، اور ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی، میں آپ کے پاس ملک سبا کی ایک تحقیق خبر لایا ہوں۔

وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے، اور اس کو اپنے شہر میں ہر ایک قسم کا سامان میسر ہے، اور اس کے پاس ایک بڑا قیمتی خوب صورت تخت ہے، جس پر جواہرات اور نگینے جڑے ہوئے ہیں۔

میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کی پرستش کر رہے ہیں، اور شیطان نے اس سورج کی پرستش کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے، اور ان کو شیطان نے راہِ حق اور ہدایت سے روک رکھا ہے، سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔

اور میں نے ان سے کہا کہ اس خدا کو کیوں سجدہ نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے جن میں سے بارش اور نباتات بھی ہیں۔

یا یہ کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہو کہ ہدہد سے سن کر انہوں نے ایسا فرمایا ہو، اور تم لوگ جو کچھ نیکی و برائی دل میں پوشیدہ رکھتے ہو، اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ

سلیمان بولے (یہ سنکر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا

اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ

پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔ بلقیس نے (پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کیلئے) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس

اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا

ایک خط (جس کا مضمون) نہایت باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم

۲/۷ ۱۷ عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ

لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو اس معاملہ میں مشورہ دو (کہ)

قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ

مجھکو سلیمان ع کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جبتک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں

وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً

اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کرکے) حکم دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی کہ والیان ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر)

اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾

داخل ہوتے ہیں تو اسکو تہ و بالا کردیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کے لئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے

یہ سنکر سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا، میرا یہ خط لے جا، اور ان کے پاس ڈال دینا، پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا کہ وہ دیکھ نہ سکیں، پھر دیکھنا کہ میرے خط کے بارے میں وہ آپس میں کیا گفت و شنید اور سوال و جواب کرتے ہیں۔

غرضکہ ہدہد نے حضرت سلیمان ع کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا، اور اس خط کو حضرت بلقیس نے اٹھالیا، اور پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لئے جمع کیا، اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک مہر شدہ باوقعت خط ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے۔

اور اس میں یہ مضمون ہے کہ اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پھر یہ کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو، اور میرے پاس مطیع و فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔

اس کے بعد حضرت بلقیس نے درباریوں سے فرمایا کہ تم مجھ کو اس معاملہ میں اپنی رائے اور مشورہ دو، اور میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی، تاوقتیکہ تم میرے پاس موجود نہ ہو، اور مجھے مشورہ نہ دو۔

وہ لوگ بولے ہم ہتھیاروں کے اعتبار سے بڑے طاقت ور ہیں، اور لڑنے والے بھی ہیں، باقی جیسی آپ کی رائے ہو آپ جیسا ہم کو حکم دیں، ہم اس کی بجا آوری کے لئے تیار ہیں۔

یہ سنکر حضرت بلقیس علیہا السلام نے حکمت آمیز گفتگو کی، وہ یہ کہ والیان ملک جب کسی بستی میں غلبہ اور لڑائی کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں، تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں، اور جو عزت والے ہوتے ہیں، ان کو قتل وغیرہ کے ذریعہ ذلیل و خوار کر دیتے ہیں، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ والیان ملک بڑائی میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ

اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھونگی کرده فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لیکر آتے ہیں - سو جب وہ فرستادہ سلیمان ؑ کے پاس پہنچا (اور تحفے پیش کئے) تو

قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ

سلیمان (نے) فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی

بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہوگے (سو یہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لیکر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکیگا

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ

ہم انکو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دینگے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جاوینگے - سلیمان (کو وحی سے یا اور کسی طیر وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے فرمایا کہ اے اہل دربار

يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ

تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿۳۹﴾

میں اسکو آپکی خدمت میں حاضر کر دونگا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور (گو وہ بہت بھاری ہے مگر) میں اس (کے لانے) پر طاقت رکھتا ہوں (اور گو وہ بڑا قیمتی مرصع بجواہر ہے مگر)

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ

امانتدار (بھی) ہوں - جسکے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے) کہا

اور سر دست میں حضرت سلیمان ؑ کی خدمت میں کچھ ہدایا بھیجتی ہوں، پھر دیکھوں گی کہ قاصد وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں، چنانچہ جب قاصد نے حضرت سلیمان کی خدمت میں پہنچکر ہدایا پیش کئے، تو حضرت سلیمان نے فرمایا، کیا تم لوگ ان ہدایا سے میری مدد کرنا چاہتے ہو، سو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے جو مجھ کو بادشاہت اور نبوت دے رکھی ہے وہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے، اگر میں تمہارے اس ہدیہ کو واپس کر دوں تو تم ہی اس پر اتراؤ گے۔

اپنے ہدایا لے کر ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ، ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا بھی مقابلہ نہیں ہو سکے گا، اور ہم ان کو ملک سبا سے اطاعت کا طوق ان کی گردنوں میں ڈال کر نکال دیں گے، اور وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے۔

اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے، کہ بلقیس کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے۔

یہ سنکر ایک عمرو نامی قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں اس کو لاکر آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا، قبل اس کے آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں، اور حضرت سلیمانؑ کا اجلاس قضا نصف النہار تک ہوتا تھا۔

اور میں اس کے اٹھانے پر طاقت رکھتا ہوں، اور اس میں جو جواہرات اور موتی اور سونا چاندی لگا ہوا ہے اس پر امانت دار بھی ہوں۔

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں اس سے جلدی منگانا چاہتا ہوں، اس کے بعد آصف بن برخیا نامی ایک شخص نے جو اسم اعظم یعنی یا حی یا قیوم جانتا تھا عرض کیا

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ

کریں اسکو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکر کھڑا کر سکتا ہوں۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اسکو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہوکر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے

هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ

پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کیلئے شکر کرتا

لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي

ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے (اسکے بعد) سلیمانؑ نے (بلقیس کی عقل آزمانے کیلئے) حکم دیا کہ اسکے لئے اسکے تخت کی

أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ

صورت بدل دو ہم دیکھیں کہ اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی میں شمار ہے جنکو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا (سلیمانؑ نے یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہنچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) ا

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا

گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں وہ ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپکی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں

كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ

اور اسکو ایمان لانے سے) غیراللہ کی عبادت نے (جسکی اسکو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اسلئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں کی تھی بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں) ا

کریں اس کو آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یعنی جیسا کہ آپ کو کوئی چیز فاصلہ سے نظر ہوئی، اس چیز کے آپ تک پہنچنے سے پہلے آپ کے سامنے لاکر حاضر کرتا ہوں۔

غرضکہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے تخت کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو خوش ہوکر آصف سے فرمانے لگے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک فضل ہے، تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا خدانخواستہ ناشکری کرتا ہوں۔

اور جو اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے، وہ اپنے ہی نفع اور ثواب حاصل کرنے کے لئے شکر کرتا ہے، اور ایسے ہی جو ناشکری کرتا ہے، تو میرا رب اس کے شکر سے غنی ہے، اور تائب کو معاف فرمانے والا ہے، اور ایسے ہی سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس علیہا السلام کے تخت کی صورت بدل دو، یعنی اس میں کچھ کمی زیادتی کردو، تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو اس کا پتہ لگتا ہے یا نہیں۔

چنانچہ جب بلقیس علیہا السلام آئیں تو سلیمان علیہ السلام نے ان کو تخت دکھا کر فرمایا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے، وہ کہنے لگیں ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہم کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی آپ کی نبوت کی تحقیق ہوگئی، اور ہم تو اسی وقت سے مطیع ہو گئے تھے۔

یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اس تبدیلی کی سمجھ اور بلقیس کے آنے سے قبل ان کے تخت لانے کی قوت عطا فرمائی۔

اور سلیمان علیہ السلام نے ان کو یا حق تعالیٰ نے سورج کی پرستش سے بلقیس کو روک دیا، کیونکہ وہ پہلے مجوس قوم میں سے تھیں، اس کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو،

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ

میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کیلئے) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت) سلیمان ؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے

مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ

جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اس وقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان ؑ کیساتھ (یعنی انکے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ۳ ع ۱۸

طریقہ پر) خود کو رب العالمین پر ایمان لائی اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس انکے (برادری کے) بھائی صالح کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا یہ (پیغام دیکر) کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

ان میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے بارے میں) باہم جھگڑنے لگے صالح ؑ نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے

الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ

ہو۔ تم لوگ اللہ کے سامنے (کفر سے) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ رہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو

وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾

منحوس سمجھتے ہیں۔ صالح ؑ نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت) عذاب میں مبتلا ہو گے۔

تو جب بلقیس نے اس کا صحن دیکھا تو پانی سے بھرا ہوا سمجھا، اور اندر داخل ہونے کے لئے دامن اٹھا لئے۔

اس وقت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے، اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے، لہذا گھبرانے اور دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اندر چلی آؤ اس وقت بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان ؑ کی دینی و دنیوی عظمت کمال کو پہنچ گئی اور بے ساختہ بول اٹھیں) کہ اے میرے پروردگار میں نے سورج کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا، اور اب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم کفر و شرک سے توبہ کرو، اور توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، تو ان میں مؤمن و کافر کے دو فریق ہو گئے، جو دین کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے کافر فرقے سے فرمایا، اے تم لوگ عافیت و رحمت سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو، تم لوگ کفر و شرک سے معافی کیوں نہیں مانگتے، اور توحید کے کیوں قائل نہیں ہوتے، جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جائے، اور عذاب نازل نہ ہو۔

وہ لوگ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ جو مومن ہیں منحوس سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے ہم پر سختی ہو رہی ہے، حضرت صالح ؑ نے فرمایا، تمہاری سختی اور خوشحالی یہ سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے،

بلکہ تم سختی اور خوشحالی کے ذریعہ آزمائے جاؤ گے،

یا یہ کہ تم کفر کی بدولت عذاب

میں مبتلا ہو

گئے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۴۸﴾

اور (کفر کے سرغنہ) اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں (یعنی بستی سے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے اور (ذرا) اصلاح نہ کرتے تھے۔

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

انہوں نے کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین یعنی ایمان والوں کو جا ماریں گے پھر (بروقت تحقیق) ہم انکے وارث کو کہہ

مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا

دینگے کہ ہم ان کے متعلقین کے (اور خود ان کے) مارے جانے میں موجود ہی نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں اور (یہ مشورہ کر کے) انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ

اور (اس تدبیر کی) ان کو خبر بھی نہ ہوئی سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو (بطریق مذکور) اور (پھر) ان کی قوم کو سب کو (آسمانی عذاب سے) غارت

وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

کردیا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ان کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی

لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۵۳﴾

عبرت ہے دانشمندوں کے لئے اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی

اور اس بستی کے رؤساء کے بیٹوں میں نو آدمی نہایت فاسق تھے، یعنی قدار بن سالف، مسدد بن دہر اور اس کے ساتھی جو بہت معاصی کیا کرتے تھے، اور قطعاً اصلاح کا حکم نہیں دیا کرتے تھے، اور نہ خود ہی اس پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے۔

انہوں نے باہم یہ گفتگو کی کہ سب مل کر اس چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاؤ، کہ ہم شب کے وقت حضرت صالح ؑ اور ان کے متعلقین پر حملہ کریں گے، اور نعوذ باللہ ان سب کو مار ڈالیں گے، پھر ان کے وارثوں اور رشتہ داروں سے کہہ دینگے کہ ہم حضرت صالح اور ان کے متعلقین کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے، اور ہم اپنی بات میں بالکل سچے ہیں! اور پھر ہماری کوئی بھی تردید نہیں کرے گا۔

غرضکہ ان لوگوں نے حضرت صالح ؑ اور ان کے ماننے والوں کے قتل کرنے کی تدبیر کی تھی، اور ہم نے بھی ان سب کے ختم کرنے کی تدبیر کی، جس کی ان کو خبر بھی نہ ہوئی، کہا گیا ہے کہ ان سب کو حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر فرشتوں نے مار ڈالا اور ان لوگوں کو فرشتوں کا پتہ بھی نہیں چلا۔

سو دیکھئے ان کی اس شرارت کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے ان کو بطریق مذکور اور بقیہ ان کی ساری قوم کو پتھروں کا عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا۔

سو یہ ان کے ویران گھر پڑے ہوئے ہیں، ان کے شرک کی وجہ سے ہم نے جو ان کو سزا دی۔ بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے، ان لوگوں کے لئے جو ہماری اس سزا دینے کی تصدیق کرتے ہیں، اور ہم نے حضرت صالح ؑ کو اور ان مومن بندوں کو جو کفر و شرک فواحش اور قتل ناقہ سے بچتے تھے، نجات دی۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھدار ہو کیا تم مردوں کے ساتھ

لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾

شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کی برائی میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ (اس باب میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَخْرِجُوٓا۟ ءَالَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ

سو (اس تقریر کا) ان کی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ قَدَّرْنَٰهَا مِنَ

(کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنتے ہیں سو ہم نے (اس قوم پر عذاب نازل کیا اور لوط (ع) کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز انکی بیوی کے کہ اسکو (بوجہ ایمان نہ لانے

ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَآءَ مَطَرُ ٱلْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾ قُلِ

ہم نے ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے - اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو ان لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے تھے - آپ (بیان توحید کیلئے بطور خطبہ

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ ۗ ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا

کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں

يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

جن کو شریک ٹھہراتے ہیں

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم بیحیائی کا جان بوجھ کر کرتے ہو۔

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو تم حکم خداوندی کے بارے میں جہالت کر رہے ہو ان کی قوم کو بجز اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ تم لوط اور ان کی دونوں صاحبزادیوں یعنی زعورار اور رشار کو بستی سدوم سے نکال دو، کیونکہ یہ لوگ مردوں سے شہوت رانی کے باب میں بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

چنانچہ ہم نے حضرت لوطؑ اور ان کی دونوں صاحبزادیوں کو اس عذاب سے بچا لیا، بجز ان کی منافقہ بیوی کے کہ ہم نے اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے۔

چنانچہ ہم نے ان سب پر خواہ مسافر ہوں یا مقیم پتھروں کا مینہ برسا دیا، سو ان لوگوں کا کیا برا مینہ تھا، جن کو لوط علیہ السلام نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ

(بھلا) وہ ذات (بہتر ہے) جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی) کے ذریعے سے

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ

ہم نے رونق دار باغ اگائے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو اگا سکو (یہ سنکر بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (عبادت میں شریک

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ

ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ (دوسروں کو) خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ یا وہ ذات جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان

لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

درمیان نہریں بنائیں اور اس (زمین) کے ٹھہرانے کیلئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین نہیں مانتے) بلکہ ان میں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ

زیادہ تو (اچھی طرح) سمجھتے بھی نہیں۔ یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور (اسکی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب

الْأَرْضِ ۗ

تصرف بناتا ہے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منکرین کی ہلاکت پر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کیجئے اور اس کا شکر کیجئے، اور اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے نبوت کے ذریعہ منتخب فرمایا ہے، یا یہ کہ اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے، اور وہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام ہے، سلام نازل ہو۔

آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ اچھا بتاؤ کیا ان بتوں کی جن کو تم خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو پرستش بہتر ہے، یا اس ذات کی عبادت و فرمانبرداری بہتر ہے، جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، اور آسمان سے پانی برسایا، اور پھر اس پانی سے رونق دار باغ اگائے، جن کی باڑ کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں سے ہو رہی ہے، تمہاری قدرت سے تو یہ چیز باہر ہے کہ تم ان باغوں کے درخت اگا سکو اب سوچ کر ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا حق تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود نے یہ چیزیں اگائی ہیں؟ بلکہ یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ بتوں کو عبادت میں خدا تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(اور یہ سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں، یا وہ ذات جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا، اور اس کے درمیان درمیان نہریں جاری کیں، اور زمین کے ٹھہرانے کے لئے میخوں کے طریقہ پر مضبوط پہاڑ بنائے، اور شیریں اور تلخ دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی، جس کی بنا پر ایک دوسرے کا پانی باہم نہیں ملتا، اب بتلاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کی یہ کارگزاریاں ہیں، بلکہ ان میں اکثر تو اس چیز کی تصدیق ہی نہیں کرتے، (اچھا اور سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے، جب وہ اپنی تکلیف دور کرانے کے لئے اس کو پکارتا ہے اور اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے، اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد پھر تم کو زمین میں جانشین بناتا ہے۔

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ

(یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو (اچھا پھر اور کمالات سن کر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی

مَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو (بارش کی امید دلا کر دلوں کو) خوش کر دیتی ہیں (یہ سنکر بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں

یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ

بلکہ) اللہ تو ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے۔ یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے (جو کہ مسلم ہے) پھر اسکو دوبارہ زندہ کریگا اور جو کہ آسمان (سے پانی برسا کر) اور زمین سے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی

(نباتات نکال کر) تم کو رزق دیتا ہے (یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہئے کہ (اچھا) تم (ان کے استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اس دعوی میں) سچے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ

ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالی کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ

عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

وہ کب دوبارہ زندہ کئے جاویں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں (خود) ان کا علم (بالوقوع ہی) نیست ہو گیا بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

کیا حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ اس سے نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

(اور پھر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو حالت سفر میں خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے، اور جو ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے، جو بارش کی امید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں، کیا حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں، بلکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کی شرکیہ باتوں سے برتر و منزہ ہے۔

(اور بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو نطفہ سے مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے، پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا، اور جو کہ آسمان سے تمہارے لئے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے، کیا اللہ جل شانہ کے علاوہ اور کسی کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے، (اور اگر اب بھی نہ مانیں) تو آپ فرما دیجئے کہ اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ خدا کے علاوہ اور بھی معبود اور مشکل کشا ہیں۔

آپ فرما دیجئے کہ فرشتے ہوں یا انسان (نبی ہوں یا پیر) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی، اور ان کفار پر عذاب کس وقت نازل ہوگا، بجز حق تعالیٰ کے اور ان مخلوقات کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کس وقت دوبارہ زندہ کئے جاویں گے: بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم کالعدم ہو گیا، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی: بلکہ یہ لوگ قیام قیامت کے بارے میں شک میں ہیں، اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ ان کو ہدایت کا راستہ نظر ہی نہیں آتا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا

اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب (مرکر) خاک ہو گئے اور (اسی طرح) ہمارے بڑے بھی تو کیا (پھر) ہم (زندہ کر کے قبروں سے) نکالے جاویں گے۔ اس کا تو ہم سے اور ہمارے

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ

بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ

کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا اور (اگر باوجود ان مواعظ بلیغہ کے پھر بھی مخالفت پر کمربستہ رہیں تو) آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں اس

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ

سے تنگ نہ ہوجئے اور یہ لوگ (ایسا کانہ) یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب وقہر کا) کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہہ دیجئے کہ

عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ

عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آ لگا ہو اور (اب تک جو دیر ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ)

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

آپ کا رب لوگوں پر (اپنا) بڑا فضل رکھتا ہے و لیکن اکثر آدمی (اس بات پر) شکر نہیں کرتے اور آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کیا ہم لوگ جب مر کر خاک ہو گئے، اور اسی طرح ہمارے بڑے بھی تو کیا پھر ہم کو زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا، جس کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں، اس چیز کا تو ہمارے بڑوں سے آپ کے وعدہ سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے، یہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا (خود ان کی ہلاکت معلوم ہو جائے گی۔

اور اگر یہ ایمان نہیں لاتے یا یہ کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو ان پر غم نہ کیجئے، اور جو کچھ یہ شرارتیں اور جو اس کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ نہ ہوجئے۔

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جس نزول عذاب کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں وہ وعدہ کب ہوگا، اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ۔

آپ ان سے فرما دیجئے کہ عجب نہیں جس عذاب کے بارے میں تم جلدی مچا رہے ہو وہ تمہارے قریب ہی آگیا ہو یعنی بدر کا دن۔

اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے، اس کی وجہ سے قدرے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے کہ تاخیر عذاب کو غنیمت سمجھیں۔

اور آپ کے پروردگار کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے۔

اور جو کہ یہ کفر و شرک قتل و غارت گری کرتے ہیں، اور آسمان والوں اور زمین والوں میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں، جو لوح محفوظ میں مکتوب نہ ہو۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۷۶﴾
بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں
وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۷﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ
اور بالیقین وہ ایمان والوں کے لئے (خاص) ہدایت اور (خاص) رحمت ہے بالیقین آپکا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے (وہ عملی) فیصلہ (قیامت کے دن) کریگا اور
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿۷۹﴾ إِنَّكَ لَا
وہ زبردست اور علم والا ہے سو (جب وہ ایسا ہے تو) آپ اللہ پر توکل رکھئے یقیناً آپ صریح حق (طریقہ) پر ہیں۔ آپ مردوں کو نہیں
تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿۸۰﴾ وَمَا أَنتَ
سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں (خصوصاً) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں
بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾
کو ان کی گمراہی سے (بچاکر) رستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ
اور جب وعدہ (قیامت کا) ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کریگا کہ (کافر) لوگ ہماری
النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿۸۲﴾
(یعنی اللہ تعالیٰ کی) آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔

اور یہ قرآن کریم جو آپ ان کو پڑھ کر سناتے ہیں، یہ بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ پر اکثر ان باتوں کی حقیقت آشکارا کرتا ہے، جن دینی باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

اور یہ قرآن کریم ایمان داروں کے لئے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے خاص رحمت ہے۔

اور آپ کا پروردگار یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت کے دن اپنے حکم سے فیصلہ فرمادے گا، اور وہ زبردست ہے ان کو اور ان کی سزا کو بھی جاننے والا ہے۔

اور آپ حق تعالیٰ پر توکل کیجئے یقیناً آپ صریح دین حق یعنی دین اسلام پر ہیں۔

اور آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں، یا یہ کہ وہ مردوں کی طرح ہیں، اور اسی طرح بہروں کو نہیں سنا سکتے، خصوصاً جب کہ وہ راہ حق و ہدایت سے اعراض کر کے چلدیں۔

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچاکر ہدایت کا راستہ دکھلانے والے ہیں، آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور رسول کا یقین رکھتے ہیں، اور پھر وہ عبادت اور توحید خداوندی میں مخلص بھی ہیں۔

اور جس وقت ان پر نزول عذاب کا وقت آجائے گا تو ہم صفا مروہ کے درمیان سے ایک جانور نکالیں گے جو حضرت موسیٰ کا عصا، یا یہ کہ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا، اور وہ ان سے باتیں کرے گا، اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر، یا یہ کہ خروج دابہ پر یقین نہیں لاتے تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور جس دن (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا (حساب کیلئے) جمع کرینگے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر ان کو روکا جائیگا

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ

یہاں تک کہ جب (موقف میں) حاضر ہو جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویگا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطۂ علمی میں بھی نہیں لائے بلکہ اور

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا

بھی کیا کیا کام کرتے تھے۔ اور (اب وہ وقت ہے کہ) ان پر وعدہ (عذاب کا) پورا ہو گیا کہ (دنیا میں) انہوں نے (بڑی بڑی) زیادتیاں کی تھیں سو وہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے

اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں (اور یہ آرام مشابہ موت کے ہے) اور دن بنایا جس میں دیکھیں (اور یہ مشابہ حیات بعد الموت کے ہے

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

) بلاشبہ اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان (ہی) لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں کے

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

مگر جسکو خدا چاہے (وہ اس گھبراہٹ سے اور موت سے محفوظ رہیگا) اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے رہیں گے۔ اور تو (جن پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے (اور) انکو خیال کر رہا ہے

اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول کی تکذیب کیا کرتے تھے، اور ان کو چلنے سے پچھلوں کے آملنے کے واسطے روکا جائے گا۔

یہانتک کہ جب سب آکر جمع ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا، کیا تم نے میری کتاب اور میرے رسول کو جھٹلایا تھا اور یہ تک تم نے غور نہیں کیا، کہ یہ میری طرف سے ہیں، اور بلا سوچے سمجھے تکذیب کردی، اور اس کے علاوہ کفر و شرک کے اور بھی کام کیا کرتے تھے۔

اور ان پر وعدہ عذاب کا پورا ہو جائے گا: اس بناء پر کہ انہوں نے کفر و شرک کر کے بڑی بڑی زیادتیاں کی تھیں، اور وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے۔

کیا کفار مکہ اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آرام کے لئے رات بنائی، تاکہ اس میں آرام کریں، اور روزگار وغیرہ کے دیکھنے کے لئے دن بنایا تاکہ اس میں روزی تلاش کریں، یہ جو ہم نے ان کے آرام کے لئے چیزیں بنائیں، بلاشبہ اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان لوگوں کے لئے جو کہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور جس دن پہلی مرتبہ صور میں پھونک ماری جاوے گی تو تمام فرشتے اور آدمی وغیرہ سب گھبرا جائیں گے، بجز جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش کے کہ ان کی اس نفخہ کے وقت وفات نہ ہوگی، پھر ان سب کی بھی بدون اثر نفخہ وفات ہو جاتے گی، اور سب کے سب خواہ آسمانوں والے ہوں، یا زمین والے قیامت کے دن اس کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے، اور جن پہاڑوں کے متعلق تو یہ خیال کر رہا ہے، کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کریں گے

وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾

کو یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کرینگے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تم کو تمہارے سب

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ

افعال کی پوری خبر ہے جو شخص نیکی (یعنی ایمان) لاویگا سو اس شخص کو اس (نیکی کے اجر) سے بہتر (اجر) ملیگا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس روز امن میں رہیں گے اور جو شخص بدی (یعنی

جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ

کفر و شرک) لاویگا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیئے جاویں گے (اور ان سے کہا جاوے گا کہ) تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں) کیا

تَعْمَلُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ

کرتے تھے۔ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جس نے اس (شہر) کو محترم بنایا ہے اور (اس کی عبادت کیوں نہ کی جائے جبکہ وہ

شَيْءٍ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ

ایسا ہے کہ) سب چیزیں اسی کی (ملک) ہیں اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں اور (مجھ کو) یہ (بھی حکم ملا ہے) کہ میں قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں سو (میری تبلیغ کے بعد)

فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ

جو شخص راہ پر آ دیگا سو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے راہ پر آ دیگا اور جو شخص گمراہ رہے گا تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ میں تو صرف ڈرانیوالے پیغمبروں میں سے ہوں اور آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے

الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں (یعنی قیامت کے واقعات) دکھلا دیگا

تو نفخہ کے وقت فضاء میں بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے، یہ خدا کا کام ہوگا، جس نے ہر چیز کو اپنے انداز پر مضبوط بنا رکھا ہے جو کچھ تم نیکی و برائی کرتے ہو اس کو سب خبر ہے۔

اور جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لے کر آئے گا، تو اس کو اس نیکی اجر مذکور سے بہتر اجر ملے گا، اور وہ گھبراہٹ اور عذاب کے دن اور جب کہ دوزخ کو پُر کیا جاوے گا امن میں رہیں گے۔

اور جو شخص کفر و شرک لاوے گا، وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جاویگا، اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کو تو آخرت میں ان ہی کاموں کا بدلہ دیا جارہا ہے جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں، جس نے اس کو حرم آمن بنایا ہے، اور سب چیزیں مخلوقات وغیرہ اسی کی ملک ہیں، اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں دین اسلام پر مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔

اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تم کو قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں، سو جو شخص قرآن کریم پر ایمان لائے گا، وہ اپنی ذات ہی کے فائدہ کے لئے ایمان لائے گا، اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے تو آپ فرما دیجئے میں صرف قرآن کریم کے ذریعہ دوزخ سے ڈرانے والا ہوں، پھر اس کے بعد جہاد کا حکم ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ان سے فرما دیجئے سب خوبیاں اور وحدانیت خاص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے وہ عنقریب بدر کے دن تم پر عذاب نازل کر کے اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں تم کو دکھلا دیگا،

فَتَعۡرِفُوۡنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

سو تم (وقوع کے وقت) ان کو پہچان لوگے اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم سب لوگ کر رہے ہو۔

آیاتها ۸۸ ——— (۲۸) سُوۡرَةُ الۡقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۴۹) ——— رکوعاتها ۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲﴾ نَتۡلُوۡا عَلَيۡكَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰى وَ

طسم۔ یہ (مضامین جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں) کتاب واضح (المعنی یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں ہم آپ کو موسیٰ (ع) اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کرکے)

فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَـقِّ لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلَ

سناتے ہیں ان لوگوں کے (نفع کے) لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان

اَهۡلَهَا شِيَـعًا يَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَةً مِّنۡهُمۡ يُذَبِّحُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَيَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ

(باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے کہ) ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۴﴾

واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا)

سو تم اس وقت پہچان لوگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم سے فرماتے تھے وہ حق اور سچ تھا، اور یہ جو کفر و شرک کر رہے ہیں، آپ کا پروردگار ان سے غافل نہیں، یہ کفار مکہ کو منجانب اللہ کفر و شرک پر وعید ہے، یا یہ کہ جو تم لوگ اور مکر و خیانت اور فساد کے کام کر رہے ہو، حق تعالیٰ ان کی سزا دینے سے چوک فرمانے والا نہیں۔

(سورۂ قصص) یہ پوری سورت مکی ہے، بجز اس آیت اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ الخ کیونکہ یہ آیت مکہ و مدینہ کے درمیان مقام جحفہ میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورت میں اٹھاسی (۸۸) آیتیں اور چار سو اکتالیس (۴۴۱) کلمات اور پانچ ہزار آٹھ سو (۵۸۰۰) حروف ہیں۔

(بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ)۔ طٰسٓمّٓ۔ طا سے طول و قدرت اور سین سے خوبصورتی و بلندی میم سے بادشاہت و سلطنت مراد ہے، یا یہ کہ ایک قسم ہے جو تاکید کے لئے ذکر کی گئی ہے، یہ سورت ایسی کتاب کی آیاتیں ہیں جو حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہے۔

ہم آپ کو حضرت موسیٰ ؑ اور فرعون کا کچھ واقعہ بذریعہ قرآن کریم سناتے ہیں، ان لوگوں کے نفع کے لئے جو آپ کی اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

غرضکہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا، اور اس نے ان کے باشندوں کی مختلف جماعتیں کر رکھی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے بنی اسرائیل کا زور گھٹا رکھا تھا۔ بایں طور کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا۔ اور ان کی عورتوں سے خدمت لیتا تھا، واقعی وہ بڑا مفسد تھا، کفر و شرک اور قتل و غارت گری میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر (دنیوی و دینی) احسان کریں اور (وہ احسان یہ کر) ان کو (دین میں) پیشوا بنا دیں اور (دنیا میں) ان کو (مالک)

الْوَارِثِينَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

مالک بنائیں اور (مالک ہونے کے ساتھ) ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان (بنی اسرائیل) کی جانب سے وہ (ناگوار) واقعات دکھلائیں

مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ﴿٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا

جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے اور (جب موسیٰ ع پیدا ہوئے تو) ہم نے موسیٰ ع کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ، پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں

خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ

کے مطلع ہونے کا) اندیشہ ہو تو (بے خوف و خطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا

وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا

دیں گے اور (پھر اپنے وقت پر) ان کو پیغمبر بنا دیں گے تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو (یعنی مع صندوق کے) اٹھا لیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں

إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ﴿٨﴾ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارہ میں) بہت چوکے۔ اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری

قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچاوے یا ہم اس کو (اپنا) بیٹا ہی بنا لیں

اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا سرزمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان کو نجات دیں، اور ان کو دین کا پیشوا بنا دیں، اور سرزمین مصر کا ان کو وارث بنائیں۔

اور حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھلائیں، جس سے وہ بنی اسرائیل کی طرف سے ڈرا کرتے تھے۔

یعنی بادشاہت کے ختم ہو جانے سے اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوحانز بنت لاوی بن یعقوب ع کو الہام کیا کہ تم اس بچہ کو دودھ پلاتی رہو، پھر جب ان کی تفتیش کا خدشہ ہو تو بے خوف و خطر صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دینا اور نہ تو غرق سے اندیشہ کرنا، اور نہ جدائی پر غم کرنا، ہم ضرور پھر اس کو تمہارے ہی پاس پہنچا دیں گے، اور فرعون اور اس کی قوم کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجیں گے۔

غرضکہ ایسا ہی ہوا، فرعون کی باندیوں نے پانی اور پتوں میں سے اس صندوق کو نکال لیا، اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رح کے پاس لے گئیں، تاکہ رسالت مل جانے کے بعد وہ فرعونیوں کے دشمن اور فرعون کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لئے باعث غم بنیں۔

فرعون کی بی بی حضرت آسیہ رح بنت مزاحم جو حضرت موسیٰ ع کی پھوپھی تھیں، انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس کو قتل مت کرو، عجب نہیں کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچاوے، یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں،

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِن كَادَتْ

اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔ اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بے قرار ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال (سب پر) ظاہر کر

لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾ وَقَالَتْ

دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کئے (بیٹھی) رہیں انہوں نے موسیٰ ع

لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ

کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰ ع کا سراغ تو لگا سو انہوں نے موسیٰ ع کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ انکی بہن ہے) اور اس فکر میں آئی ہیں اور ہم نے پہلے

الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَ

ہی سے موسیٰ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش

هُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

کریں اور وہ (دل سے) اسکی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰ ع کو انکی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے موافق) واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق سے) غم

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا (ہوتا) ہے لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے

الربع

اور بنی اسرائیل کو پتہ بھی نہ چلے، کہ یہ ہمارا لڑکا ہے، یا یہ کہ ان لوگوں کو انجام کی خبر ہی نہیں تھی، کہ یہ وہی لڑکا ہے، جس کے ہاتھوں ان کی ہلاکت ہوگی۔

ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل موسیٰ علیہ السلام کے غم میں بے قرار ہوگیا، قریب تھا کہ وہ اس بے قراری میں موسیٰ علیہ السلام کا حال سب پر ظاہر کر دیں، اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہتے، کہ یہ وعدہ خداوندی پر یقین کئے بیٹھی رہیں، کہ حق تعالیٰ ان کو رسول بنائے گا۔

بالآخر انہوں نے دل کو سنبھال کر یہ تدبیر سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم سے کہا ذرا موسیٰ ع کا سراغ تو لگا (چنانچہ معلوم کرکے محل میں پہنچیں) اور دور سے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، اور ان لوگوں کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہیں۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر ان کی والدہ کے آنے سے پہلے دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی، کہ وہ کسی کا دودھ نہ لیتے تھے، یہ موقع دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعونیوں سے کہا کیا میں تم کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو اس بچہ کی اچھی طرح پرورش کریں، اور عادت کے موافق دل سے اس کی خیر خواہی کریں۔

چنانچہ ان لوگوں نے ایسے گھرانے کا پتہ پوچھا، انہوں نے اپنی ماں کا پتہ بتلا دیا۔ غرضکہ اس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس پہنچا دیا، تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور موسیٰ ع کے غم میں نہ رہیں، اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے، کہ اپنے وعدہ کے موافق موسیٰ علیہ السلام کو پھر ان کے پاس پہنچا دیا، مگر بالخصوص یہ مصری اس چیز کو نہیں سمجھتے۔ اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى

اور جب (پرورش پاکر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانیہ و عقلیہ سے) درست ہوگئے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے

الْمُحْسِنِيْنَ ⑭ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ

ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علم میں ترقی ہوتی ہے) اور موسیٰ ؑ شہر میں (یعنی مصر میں کہیں باہر سے) ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بے خبر (پڑے سو رہے) تھے تو

فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو ان کی برادری میں کا تھا اور دوسرا مخالفین میں سے تھا۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ

سو وہ جو ان کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ ؑ سے اس کے مقابلہ میں جو کہ ان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ ؑ نے اس کو (ایک) گھونسا مارا

مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

سو اس کا کام ہی تمام کردیا موسیٰ ؑ کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی حرکت ہوگئی۔ بے شک شیطان (بھی آدمی کا) کھلا دشمن ہے

مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ⑮ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

غلطی میں ڈال دیتا ہے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہوگیا آپ معاف کردیجئے سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا بلاشبہ وہ بڑا

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ⑰

غفور رحیم ہے۔ موسیٰ ؑ نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ آپ نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا

جب موسیٰ علیہ السلام اٹھارہ سال سے گزر کر چالیس کو پہنچے، ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اور اسی طرح ہم انبیاء کرام کو فہم و نبوت دیا کرتے ہیں، یا یہ کہ صالحین کو علم و حکمت دیا کرتے ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت پہنچے، کہ وہاں کے اکثر باشندے بیخبر تھے، قیلولہ کا وقت تھا، یا مغرب کے بعد کا، تو انہوں نے وہاں ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا، ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا، اور دوسرا مخالفین میں سے یعنی قبطی تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے جو تھا، اس نے حضرت موسیٰ ؑ کو دیکھ کر اس مخالف کے مقابلہ میں مدد چاہی، موسیٰ علیہ السلام نے تادیباً اس کو ایک گھونسا مارا، سو اس کا کام ہی تمام کردیا، کہنے لگے کہ یہ شیطانی حرکت ہوگئی، بیشک شیطان بھی انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہوگیا کہ غلطی سے یہ قبطی مرگیا، سو آپ میرے اس قصور کو معاف کردیجئے، حق تعالیٰ نے معاف فرمادیا، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ اور آئندہ کے لئے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار آپ نے جو مجھ پر معرفت توحید اور مغفرت وغیرہ کے انعامات فرمائے ہیں، تو آپ کبھی بھی ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کی مدد کا مجھے موقع نہ دیجئے، کہ میں مجرموں کی مدد کروں۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ

پھر موسیٰؑ کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک (دیکھتے کیا ہیں کہ) وہی شخص جس نے کل گزشتہ میں ان سے امداد چاہی تھی وہ پھر (انکو امداد کیلئے) پکار رہا ہے

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

موسیٰؑ اس سے فرمانے لگے بے شک تو صریح بدراہ (آدمی) ہے سو جب موسیٰؑ نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا مخالف تھا وہ

عَدُوٌّ لَهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِنْ

اسرائیلی کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا (آج) مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کل ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس

تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿۱۹﴾

تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے۔

وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ

اور (اس مجمع میں) ایک شخص شہر کے (اس) کنارہ سے (جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا) دوڑتے ہوئے آئے (اور) کہنے لگے کہ اے موسیٰ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں

بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ (یہاں سے) چل دیجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ پس (یہ سنکر) موسیٰؑ وہاں سے (کسی طرف کو) نکل دیئے اور وحشت کی حالت میں اور چونکہ

ع ۲/۸/۵ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۱﴾

رستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام کو اس قتل کے خوف اور وحشت کی حالت میں صبح ہوئی ڈر تھا کہ کب پکڑا جاؤں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گزشتہ ان سے قبطی کے مقابلہ میں مدد چاہی تھی، آج پھر دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لئے پکار رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو بڑا بدراہ ہے روزانہ لڑتا پھرتا ہے، اور نہ لڑنا چاہا۔

سو جب موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ پر داروگیر کریں گے، گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو، جیسا کہ کل ایک قبطی کو قتل کر چکے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین مصر میں بس تم اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ صلح کرانا نہیں چاہتے۔

(یہ سراغ فرعون کو مل گیا، اور آخر موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز قرار پائی، وہاں موسیٰ علیہ السلام کے مخلص تھے جو حزقیل نامی شہر کے اس کنارہ سے دوڑتے ہوئے آئے، اور عرض کیا اے موسیٰؑ اولیاء مقتول نے آپ کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے سو آپ اس شہر سے فوراً چل دیجئے، میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں، یہ سنکر موسیٰ علیہ السلام خوف اور وحشت کی حالت میں اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے کہ معلوم نہیں فرعونی کب مجھ کو پکڑ لیں، اور کہنے لگے اے میرے پروردگار مجھ کو ان مصریوں سے بچا لیجئے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾

اور جب موسیٰ ؑ مدین کی طرف ہولیے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (کسی مقام امن کا) سیدھا رستہ بتلا دے گا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین جا پہنچے)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۥ وَوَجَدَ

اور جب مدین کے پانی (یعنی کنوئیں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف

مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى

(الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ (اپنی بکریاں) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (ان سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے۔ وہ دونوں بولیں کہ (ہمارا معمول یہ ہے کہ) ہم (اپنے جانوروں کو) اس وقت

يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

تک پانی نہیں پلاتے جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر (جانوروں کو) ہٹا کر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں پس (یہ سنکر) موسیٰ نے ان کے لئے پانی (کھینچ کر ان کے جانوروں کو) پلایا

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ

پھر (وہاں سے) ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت بھی آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا سخت حاجتمند ہوں۔ سو موسیٰ ؑ کے پاس

عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا

ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (اور آکر) کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلا دیا تھا سو جب انکے

اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف کو ہولیے تو خیال ہوا کہ راستہ تو معلوم نہیں تو خود ہی کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے مدین کی طرف سیدھا پہنچا دے گا۔

چنانچہ جب مدین کے کنوئیں پر پہنچے، تو اس پر تقریباً چالیس آدمیوں کا مجمع تھا جو اس کنوئیں سے پانی کھینچ کر اپنی بکریوں کو پلا رہے تھے۔

اور ان لوگوں سے ایک طرف الگ کو دو عورتیں دیکھیں، جو اپنی کمزوری کی وجہ سے پانی سے اپنی بکریاں روکے ہوئے کھڑی تھیں، اور لوگوں کے فارغ ہو جانے کے منتظر تھیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے، اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں، وہ بولیں ہم اس وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے، تا آنکہ یہ چرواہے پلا کر فارغ نہ ہو جائیں، پھر اس کے بعد پلاتی ہیں، اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں ہمارے علاوہ ان کا اور کوئی مددگار نہیں۔

یہ سنکر موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا، انہوں نے جا کر اپنے والد سے حضرت موسیٰ ؑ کا واقعہ بیان کیا، پھر موسیٰ علیہ السلام وہاں سے ہٹ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے، یا یہ کہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اس وقت جو کھانے کی چیز بھی آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا محتاج ہوں۔

اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے چھوٹی لڑکی صفورا نامی آئی، جو کہ بہت ہی کنواری لڑکی کی طرح شرماتی ہوئی چلتی تھی، اور آکر کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں، تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں، جو تم نے ہماری خاطر سے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے، چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام اُن کے باپ

جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٙ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

پاس پہنچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے (تسلی کی اور) کہا کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾

(پھر) ایک لڑکی نے کہا کہ اباجان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو

قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ

وہ (بزرگ موسیٰ سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو پھر اگر

اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ

تم دس سال پورے کردو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا (اور) تم مجھ کو انشاء اللہ نیک لوگوں میں

اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا

خوش معاملہ پاؤگے۔ موسیٰ (رضا مند ہوگئے اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپ کے درمیان (پکی) ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی

عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ

جبر نہ ہوگا اور ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تو اس کا گواہ (کافی) ہے غرض جب موسیٰ نے اس مدت کو پوری کرچکے اور (با اجازت شعیب کے) اپنی بی بی

بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ

کو لے کر (مصر کو یا شام کو) روانہ ہوئے تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک (روشنی بشکل) آگ دکھائی دی

بیرون یعنی شعیب علیہ السلام کے بھتیجے کے پاس آئے، اور شعیب علیہ السلام پہلے ہی انتقال فرما چکے تھے، اور بیرون سے فرعون کے پاس سے آنے کا واقعہ بیان کیا، تو بیرون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، اب اندیشہ نہ کرو تم مصر والوں کی زد سے نکل آئے۔

اس چھوٹی لڑکی نے کہا کہ اباجان ان کو نوکر رکھ لیجئے، کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار بھی ہو (اور ان میں یہ دونوں صفتیں ہیں)۔

بیرون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ، پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے، اور میں اس دس سال کے پورا کرنے میں تم کو مجبور کرنا نہیں چاہتا، تم مجھ کو انشاء اللہ خوش معاملہ پاؤ گے۔

موسیٰ علیہ السلام بولے بس یہ بات ہمارے درمیان طے ہوگئی، آٹھ یا دس ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کروں گا، آپ کا مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا، اور ہماری اس شرط اور اس کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے غرضیکہ جب موسیٰ علیہ السلام اس دس سالہ مدت کو پورا کر چکے، اور اپنی بی بی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے، تو ایک شب میں جب کہ سردی بھی سخت تھی، اور راستہ بھی بھول گئے تھے، راستہ کے بائیں جانب ایک روشنی بشکل آگ دکھائی دی۔

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم (یہاں ہی) ٹھہرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں تمہارے پاس وہاں سے (رستہ کی) کچھ خبر لاؤں یا کوئی

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ

آگ کا (دہکتا ہوا) انگارا لے آؤں تاکہ تم سینکو سو جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اس میدان کی داہنی جانب سے) جو کہ موسیٰ کی داہنی جانب تھا) اس مبارک

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ

مقام میں ایک درخت میں آواز آئی کہ اے موسیٰ میں اللہ رب العالمین ہوں ۔ اور یہ (بھی آواز آئی) کہ تم

اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰٓی

اپنا عصا ڈال دو سو انہوں نے جب اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پتلا سانپ (تیز) ہوتا ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) اے موسیٰ

اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ قف اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ

آگے آؤ اور ڈرو مت تم (ہر طرح) امن میں ہو تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی مرض کے

بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ؗ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ

نہایت روشن ہو کر نکلے گا اور خوف (رفع کرنے) کے واسطے اپنا بازو، ہاتھ (پھر) اپنے (گریبان اور بغل) سے بدستور (سابق) ملا لینا سو یہ (تمہاری نبوت کی) دو سندیں ہیں

بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ

تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے واسطے (جس کا تم کو حکم کیا جاتا ہے)۔

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے، شاید میں تمہارے پاس وہاں سے رستہ کی کچھ خبر لاؤں، یا کوئی آگ کا دہکتا ہوا انگارا لے آؤں تاکہ تم سینک لو۔

چنانچہ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو داہنی جانب سے جو ان کی بھی داہنی جانب تھی اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔

اور تم اپنے ہاتھ میں سے اپنا عصا ڈال دو، چنانچہ انہوں نے ڈال دیا، وہ سانپ بن کر چلنے لگا، جب انہوں نے اس کو لہراتا ہوا دیکھا، جیسا کہ پتلا سانپ تیز ہوتا ہے، تو پشت پھیر کر بھاگے، اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہوا، اے موسیٰ علیہ السلام آگے آؤ، اور اس سے ڈرو نہیں، تم اس کے شر سے امن میں ہو۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا، تو وہ اپنی اصلی حالت کے مطابق پھر لکڑی ہو گیا، اس کے بعد حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو، وہ بلا کسی برص وغیرہ کی بیماری کے سورج کی طرح روشن ہو کر نکلے گا، اور خوف رفع کرنے کے واسطے اپنا وہ ہاتھ پھر گریبان اور بغل سے بدستور ملا لینا، تاکہ ہاتھ پھر اصلی حالت پر آجائے، سو یہ تمہاری نبوت کی دو دلیلیں ہیں، تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کے لئے

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ

کیونکہ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں ۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کردیا تھا سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ

يَّقْتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هٰرُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِي

(کہیں اول ہی دہلہ میں) وہ لوگ مجھ کو قتل کردیں اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دے دیجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُّكَذِّبُونِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ

اور تصدیق کریں گے کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ (یعنی فرعون اور اسکے درباری) میری تکذیب کریں ۔ ارشاد ہوا کہ (بہتر ہے) ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں اور ایک خاص

لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَا ۚ أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

تو یہ منظور ہوئی اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت (دہیبت) عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترس نہ ہوگی (پس) ہمارے معجزے لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارے پیرو ہوں گا (ان لوگوں پر)

الْغٰلِبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا مَا هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى

غالب ہوگے ۔ غرض جب ان کے پاس موسیٰ (ع) ہماری صریح دلیلیں لے کر آئے تو ان لوگوں نے (معجزات دیکھ کر) کہا کہ یہ تو (محض) ایک جادو ہے کہ (خواہ مخواہ خدا تعالیٰ پر) افترا

وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي اٰبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوسٰى رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ

کیا جاتا ہے اور ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادوں کے وقت میں بھی ہوئی ہو اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب

بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عٰقِبَةُ الدَّارِ ۭ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ﴿٣٧﴾

جانتا ہے جو صحیح دین اسکے پاس سے لے کر آیا ہے اور جس کا انجام اس عالم سے اچھا ہونے والا ہے (اور) بالیقین ظالم لوگ کبھی فلاح نہ پاویں گے

کیونکہ وہ بڑے نافرمان مشرک لوگ ہیں ۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کے عوض اول دہلہ میں وہ مجھے نہ قتل کردیں (اور تبلیغ بھی نہ ہو سکے)۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح الکلام ہیں، اور ان کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں گرہ تھی تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میری رسالت دید یجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے، کیونکہ مجھ کو تکذیب کا اندیشہ ہے ۔

ارشاد خداوندی ہوا، اچھا ہم ابھی تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا قوت بازو بنا دیتے ہیں، اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تمہارے قتل کی جرأت نہیں ہو سکے گی، یہ معجزات لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تم پر ایمان لائے گا فرعون اور اس کی قوم پر غالب رہوگے ۔

غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہماری صریح دلیلیں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا موسیٰ یہ جو تم لے کر آئے ہو یہ تو تمہارے خود کا گھڑا ہوا ایک جادو ہے ۔ اور تم جو کہتے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی بات نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادا کے وقت میں بھی ہوئی ہو ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے رسالت و توحید لے کر آیا ہے،

اور جس کو آخرت میں جنت ملنے والی ہو، اور مشرکین کو عذاب خداوندی سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

اور (دلائل موسویہ دیکھ کر سن کر) فرعون کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا تو اے ہامان تم ہمارے لئے مٹی (کی اینٹیں بنوا کر ان

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

کو آگ میں (پزادہ لگا کر) پکواؤ پھر (ان پختہ اینٹوں سے) میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو (اس دعوی میں کہ میرے

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

سوا کوئی اور خدا ہے) موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور فرعون اور اسکے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا اور یوں سمجھ رہے تھے کہ ان کو ہمارے

اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ

پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔ تو ہم نے (تکبر کی سزا میں) اس کو اور اسکے تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) سو دیکھئے ظالموں کا کیا انجام ہوا (اور موسیٰ

كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

علیہ السلام کے قول کا ظہور ہو گیا)۔ اور ہم نے ان لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور (اسی واسطے) قیامت کے روز (ایسے

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ

بیکس ہو جاویں گے کہ) کوئی ان کا ساتھ نہ دیگا اور (یہ لوگ دونوں عالم میں مبتلائے خسران ہوئے چنانچہ) دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحالی

الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

لوگوں میں سے ہوں گے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اگلی امتوں (یعنی قوم نوح و عاد و ثمود) کے ہلاک کئے پیچھے کتاب (یعنی توریت) دی تھی

فرعون بولا اے مصروالو! مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا، سو تم موسیٰ ؑ کی پیروی مت کرنا۔ اور اے ہامان تم ہمارے لئے مٹی کی اینٹیں بنوا کر ان کو آگ میں پزادہ لگا کر پکواؤ، اور پھر ان اینٹوں سے میرے لئے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ ؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں، اور میں تو موسیٰ ؑ کو اس دعوے میں کہ کوئی اور خدا بھی اوپر ہے جھوٹا سمجھتا ہوں۔

اور فرعون اور اس کے قبطی لشکر نے ناحق سرزمین مصر میں سر اٹھا رکھا تھا، اور ایمان سے انکار کر رہے تھے، اور یوں سمجھ رکھا تھا کہ آخرت میں ان کو ہمارے سامنے پیش ہونا نہیں۔

سو ہم نے اس تکبر کی سزا میں فرعون اور اس کے قبطی لشکر کو دریا میں پھینک دیا، سو آپ دیکھئے کہ فرعون اور اس کی مشرک قوم کا کیا انجام ہوا۔

اور ہم نے ان کو کافروں اور گمراہوں کا ذلیل پیشوا بنا رکھا تھا جو لوگوں کو کفر و شرک اور بتوں کی پرستش کی طرف بلاتے رہے، اسی واسطے قیامت کے دن عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا، اور دنیا میں بھی ہم نے ان پر لعنت نازل کر کے غرق کر دیا، اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال اٹھیں گے کہ صورتیں کالی اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ اور ہم نے موسےٰ علیہ السلام کو ان سے پہلے اور امتوں کے ہلاکت کے بعد توریت دی تھی

الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ

جو لوگوں کے (یعنی بنی اسرائیل کے) لئے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ (اس سے) نصیحت حاصل کریں اور آپ (طور کی) مغربی جانب میں

بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾

موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیئے تھے اور (وہاں حاضر تو کیا موجود ہوتے) آپ (تو) ان لوگوں میں سے (بھی) نہ تھے جو (اس زمانہ میں) موجود تھے۔

وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ

ولیکن (بات یہ ہے کہ ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہ تھے کہ آپ (وہاں کے حالات دیکھ کر ان حالات

تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ

کے متعلق) ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو ولیکن ہم ہی (آپ کو) رسول بنانے والے ہیں اور (اسی طرح) آپ طور کی جانب (غربی مذکور) میں اس وقت (بھی) موجود نہ تھے

نَادَیْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ

جب ہم نے (موسیٰ کو) پکارا تھا ولیکن (اس کا علم بھی اسی طرح حاصل ہوا کہ) آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

(نبی) نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں اور ہم رسول نہ بھی بھیجتے

جو بنی اسرائیل کے لئے دانشمندیوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت اور ایمان لانے والوں کے لئے رحمت کا باعث تھی، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کوہ طور کے غربی جانب میں نہیں تھے، جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس آنے کا حکم دیا تھا، اور آپ تو اس مقام پر موجود بھی نہیں تھے۔

لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی، اور پہلوں کا واقعہ بعد والوں سے بیان کیا جیسا کہ اب آپ سے پہلے بیان کیا ہے، پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا، اور وہ ایمان نہیں لائے تو ہم نے یکے بعد دیگرے سب کو ہلاک کر دیا۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہیں تھے، کہ ان کے حالات کے بارے میں اپنی قوم کو ہماری قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو، لیکن جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنایا، اور پہلوں کے واقعات آپ سے بیان کئے، اسی طرح ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں، اور اگلوں کی باتیں پچھلوں سے بیان کی ہیں۔

اور اسی طرح آپ طور کی غربی جانب میں اس وقت بھی نہیں تھے، جب کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا یا یہ کہ آپ کی امت کو پکارا تھا لیکن اس کا علم بھی اس طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے اور بذریعہ جبریل امین قرآن کریم میں گزشتہ قوموں کے آپ سے واقعات بیان کئے گئے، تاکہ آپ بذریعہ قرآن اپنی قوم کو یعنی قریش کو ڈرائیں، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا، کیا عجب ہے کہ یہ نصیحت قبول کرلیں، اور ایمان لے آئیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب (جو کہ عقلاً قبیح ہیں) کوئی مصیبت (دنیا یا آخرت میں) نازل ہوتی تو یہ کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ

پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور (ان احکام اور رسول پر) ایمان لانے والوں میں ہوتے سو جب ہماری طرف سے ان لوگوں کے پاس

الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ

امر حق پہنچا تو (اس میں شبہ نکالنے کے لئے یوں) کہنے لگے کہ انکو ایسی کتاب کیوں نہ ملی جیسی موسیٰ ؑ کو ملی تھی - کیا جو کتاب موسیٰ ؑ کو ملی تھی اس کے قبل یہ لوگ اس سے

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ

منکر نہیں ہوئے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادو گر ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے آپ کہہ دیجئے کہ

فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾

اچھا تو (علاوہ تورات و قرآن کے) تم کوئی اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ

پھر (اس احتجاج کے بعد) اگر یہ لوگ آپ کا (یہ) کہنا نہ کر سکیں تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں

اور اگر ہم ان کی طرف کوئی رسول نہ بھی بھیجتے تو قیامت کے دن آپ کی قوم کو ان کے کرداروں کی وجہ سے جب عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار اس عذاب کے نازل ہونے سے قبل کوئی رسول ہمارے پاس کتاب دے کر کیوں نہیں بھیجا تھا، تاکہ ہم آپ کی کتاب اور آپ کے رسول کا اتباع کرتے، اور کتاب و رسول پر ایمان لانے والوں میں ہوتے، اسی واسطے ہم نے آپ کو قرآن کریم دے کر ان کی طرف بھیجا ہے، تاکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے۔

مگر جب ان کفار مکہ کی طرف رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم لے کر آئے تو یہ کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسے علیہ السلام کی طرح ید بیضا، عصا اور من وسلوی کے معجزات کیوں نہیں ملے، اور موسیٰ ؑ کی طرح دفعتہ قرآن کریم ان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب توریت ملی تھی، کیا یہ کفار مکہ آپ سے قبل اس کے منکر نہیں ہوئے یہ کفار مکہ تو یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں۔

اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم اور توریت میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔

آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ اللہ کے پاس سے تم کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت کرنے میں قرآن اور توریت سے بہتر ہو، میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا، اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں، جو ایک دوسرے کے موافق ہیں۔

مگر ان میں اس کی کہاں طاقت ہے، حق تعالےٰ فرماتا ہے پھر اگر اس احتجاج کے بعد یہ گمراہ آپ کا کہنا نہ کر سکیں، تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ کفر و شرک اور بتوں کی پرستش میں گرفتار ہیں۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدون اس کے کہ منجانب اللہ کوئی دلیل (اس کے پاس) ہو (اور) اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ہدایت نہیں کیا کرتا - اور ہم نے اس کلام (یعنی قرآن) کو ان لوگوں کیلئے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ (بار بار تازہ بتازہ سننے سے) نصیحت مانیں -

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا

اور جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی ہیں ان میں جو منصف ہیں وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم

اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ

اس پر ایمان لاتے بیشک یہ حق ہے (جو) ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور)

اور ہدایت وحق سے اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو کفر و شرک اور بتوں کی پرستش میں گرفتار ہو، بدون اس کے منجانب اللہ اس کے پاس اس چیز پر کوئی دلیل ہو، اور حق تعالیٰ ایسے مشرکوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دین کی ہدایت نہیں کیا کرتا۔

اور ہم نے اس قرآن کریم میں توحید کے مضامین کو ان کے فائدہ کے لئے وضاحت کے ساتھ بیان کیا، تاکہ یہ لوگ اس قرآن کریم سے نصیحت حاصل کر کے ایمان لے آئیں۔

جن حضرات کو ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے قبل توریت کا علم دیا ہے، یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ چالیس کے بقدر ہیں کچھ ان میں سے شام کی طرف سے آئے، اور کچھ یمن سے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں۔

اور جب ان حضرات کے سامنے قرآن کریم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وصفات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، بیشک یہ حق ہے

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ قصص) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ابن جریر رح اور طبرانی رح نے رفاعہ قرظی رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ دس حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔

نیز ابن جریر رح نے علی بن رفاعہ رض سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس حضرات کی جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، جن میں ان کے والد رفاعہ بھی تھے، اور آکر مشرف باسلام ہو گئے، تو ان کو کفار کی طرف سے ایذا پہنچائی گئی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ۔

اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک حق پر قائم تھے، پھر آپ پر ایمان لائے، جن میں سے عثمان اور عبداللہ بن سلام ہیں، فرمان خداوندی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ اس کا شان نزول سورۂ حدید میں آجائے گا۔

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا

ہم تو اس (کے آنے) سے پہلے بھی مانتے تھے۔ ان لوگوں کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا اور

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ

وہ لوگ نیکی (اور تحمل) سے بدی (اور ایذا) کا دفعیہ کردیتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور جب (کسی سے اپنی نسبت) کوئی لغو

أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي

بات سنتے ہیں تو اس کو (بھی) ٹال جاتے ہیں اور (سلامت روی کے طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ (ہم کچھ جواب نہیں دیتے) ہمارا کیا ہمارے سامنے آوے گا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آوے گا (بھائی) ہم تم کو

الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ

سلام کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کردیتا ہے

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے

اور ہم تو قرآن کریم کے آنے سے قبل ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو مانتے تھے۔

ایسے حضرات کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا، کیونکہ ان حضرات نے اپنی کتاب میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت لوگوں کے سامنے بیان کی، اور پھر اس دین میں داخل ہوئے، تو اس پر ان کو کفار نے جو تکالیف پہنچائیں اور طعنہ وتشنی کی، اس پر انہوں نے صبر کیا، اور یہ لوگ نیک بات یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے بری بات یعنی شرک کا دفعیہ کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور جب کسی سے اپنی نسبت باطل بات یعنی کفار کا طعنہ سنتے ہیں تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ٹال جاتے ہیں اور نرمی سے کہہ دیتے ہیں، ہماری حق تعالیٰ کی عبادت کرنا، اور ہمارا دین اسلام ہمارے سامنے ہے، اور تم پر تمہاری بتوں کی پرستش اور شیطان کی پیروی اور شرک کا بار ہے، حق تعالیٰ تم کو ہدایت دے، ہم مشرکین کے طریقہ پر چلنا نہیں چاہتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس کو چاہیں ایمان کا قائل نہیں کرا سکتے، یعنی حضرت ابوطالب کو، البتہ اللہ جس کو چاہے اپنے دین کی ہدایت کردیتا ہے، یعنی حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض اور ان کے ساتھی اور اپنے دین کی ہدایت پانے والوں کا علم بھی اسی کو ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ امام مسلم رح وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم محترم سے فرمایا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو تاکہ قیامت کے دن میں تمہارے حق میں گواہی دوں، انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھ کو قریش کی عورتیں عار نہ دلاتیں، اور یہ نہ کہتیں کہ گھبراہٹ اور ڈر سے یہ اس کے قائل ہوئے ہیں، تو میں اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے الخ۔ امام نسائی رح نے اور ابن عساکر رح نے تاریخ دمشق میں سند جید کے ساتھ

وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر (اس دین کی) ہدایت پر چلنے لگیں تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیئے جاویں کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ

آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے (یعنی ہماری قدرت اور رزاقی سے) کھانے کو ملتے ہیں ولیکن ان میں اکثر لوگ (اس کو) نہیں جانتے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن

اور ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو (دیکھ لو) یہ ان کے گھر (تمہاری آنکھوں کے سامنے پڑے ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہ

بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ

ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لئے اور آخر کار (ان کے ان سب مالوں کے ہم ہی مالک رہے اور آپ کا رب بستیوں کو (اول ہی بار میں) ہلاک نہیں کیا کرتا

حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا

جب تک کہ ان (بستیوں) کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم ان بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں

وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں۔

اور حرث بن عمرو نوفلی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم آپ کے ساتھ توحید کے قائل ہو جائیں گے تو ہم سرزمین مکہ سے نکال دیئے جائیں گے۔

کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی کہ وہاں کسی قسم کا خوف نہیں، جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے ان کو کھانے کو ملتے ہیں، سو اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو میں ان پر کفار کو کیونکر مسلط کر دوں گا، لیکن ان میں سے اکثر اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

ہم بہت سی ایسی بستیوں والوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر ناشکرے تھے، سو دیکھ لو کہ یہ ان کے گھر پڑے ہوئے ہیں، ان کی ہلاکت کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے، مگر کچھ دیر کے لئے کسی مسافر وغیرہ کا وہاں سے گزر ہو جاتا ہے۔

آخر کار ان کے سب سامانوں کے اور جو کچھ انہوں نے ہلاکت کے بعد چھوڑا ہم ہی مالک رہے۔

اور آپ کا پروردگار بستیوں والوں کو اول ہی وہلہ میں ہلاک نہیں کیا کرتا، تا آنکہ ان کے صدر مقام یعنی مکہ مکرمہ میں یا یہ کہ ان کی بڑی بستیوں میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے جو ان کو اوامر و نواہی کی تبلیغ کرے اور ہم ان بستیوں والوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے، مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے کفر و شرک میں مست ہو جائیں۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ابی سعید بن رافع رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رض سے اس آیت إِنَّكَ لَا تَهْدِي کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ ابوطالب اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں۔

ارشاد خداوندی وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ الخ ابن جریر رح نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ کچھ قریشیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ہم آپ کا اتباع کرلیں گے تو فوراً لوگ ہمیں یہاں سے نکال دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امام نسائی رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ حرث بن عامر بن نوفل نے یہ بات کہی تھی۔

وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ اللّٰهِ خَيْرٌ
اور جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چندروزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور یہیں کی (زیب و) زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ

وَّأَبْقٰى ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۰﴾ أَفَمَن وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنٰهُ
بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ (یعنی ہمیشہ) باقی رہنے والا ہے کیا تم لوگ (اس تفاوت کو) نہیں سمجھتے بھلا وہ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ

مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ
شخص اس (وعدہ کی چیز) کو پانے والا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا چندروزہ فائدہ دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں سے ہوگا جو گرفتار کرکے

فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ
لائے جاویں گے اور (وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو (توبیخاً) پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جنکو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے جن پر (ان کو گمراہ کرنے کی) خدا کا فرمودہ

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا
یعنی (استحقاق عذاب) ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار بیشک یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے انکو ویسا ہی (بلا جبر و اکراہ) بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم

كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿۶۳﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا
آپکی پیشی میں ان (کے تعلقات) سے دست برداری کرتے ہیں (اور) یہ لوگ (درحقیقت) ہم کو نہ پوجتے تھے اور (اسوقت ان مشرکین سے) کہا جاویگا کہ (اب) اپنے ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ (فرط حیرت سے)

اور اے گروہ قریش جو کچھ تم کو مال و غرم وغیرہ دیا گیا ہے وہ چندروزہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان ہے جو باقی نہیں رہے گا، اور یہیں کی زیب و زینت ہے، اور جنت میں جو اجر و ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رض کے لئے ہے، وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے، اور تمہارے اس دنیاوی ساز و سامان کے مقابلہ میں ہمیشہ رہنے والا ہے، کیا تم لوگوں میں انسانوں والے دماغ نہیں، کہ اتنی سی بات سمجھ لو کر دنیاوی چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی ہے۔

بھلا وہ شخص جس سے ہم نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رض یا یہ کہ حضرت عثمان بن عفان رض اور پھر وہ اس کو آخرت میں پانے والا ہے، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا میں چندروزہ مال و دولت دے رکھا ہے پھر وہ دوزخ میں جلے گا یعنی ابوجہل، اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں جن کی تم عبادت کر رہے تھے اور میرا شریک سمجھ رہے تھے، یہ سنکر وہ شرکاء اور شیاطین جن پر خدا کا عذاب اور اس کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہوگی بول اٹھیں گے، اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے پیرو وہی لوگ ہیں جنکو ہم نے گمراہ کیا ہے، ہم نے حق و ہدایت سے ان کو ایسا ہی گمراہ کیا، جیسا کہ ہم خود گمراہ تھے، اور ہم ان سے دست برداری کرتے ہیں، یہ لوگ ہمارے حکم سے ہم کو نہیں پوجتے تھے، اور اسی وقت ان مشرکین سے کہا جائے گا کہ اپنے معبودوں کو بلاؤ، تاکہ وہ تم سے عذاب خداوندی سے دور کریں، تو یہ مشرکین حیرت زدہ ہو کر اس مقصد کے لئے ان کو پکاریں گے، سو وہ جواب بھی نہ دیں گے،

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا الخ ابن جریر رح نے مجاہد رح سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور دوسرے طریق سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رض اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

بالاضطرار) ان کو پکاریں گے، وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اس وقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے۔ اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن

اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا سو اس روز ان (کے ذہن) سے سارے مضامین گم ہو جاویں گے تو وہ (نہ خود سمجھیں گے اور) آپس میں پوچھ پاچھ بھی نہ کر سکیں گے

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَ

البتہ جو شخص (کفر و شرک سے دنیا میں) توبہ کر لے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کیا کرے تو ایسے لوگ امید ہے کہ (آخرت میں) فلاح پانے والوں میں سے ہوں گے۔ اور آپ کا رب جس چیز

رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جس حکم کو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے ان لوگوں کو تجویز (احکام) کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اللہ تو ان کے شرک سے پاک اور برتر

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ

ہے۔ اور آپ کا رب سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ وہی (ذات کامل الصفات) ہے اس کے سوا

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

کوئی معبود (ہونے کے قابل) نہیں حمد (و ثنا) کے لائق دنیا اور آخرت میں وہی ہے اور حکومت (قیامت میں) بھی اسی کی ہوگی تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے آپ (ان لوگوں سے)

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کہئے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک رات ہی رہنے دے

اس وقت یہ پیرو اور ان کے مقتدا اپنی آنکھوں عذاب کو دیکھ لیں گے، اور تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں حق و ہدایت پر ہوتے، اور قیامت کے دن جب حق تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھیگا کہ پیغمبروں نے جب تم کو ہدایت کی طرف بلایا تھا، تو تم نے ان کو کیا جواب دیا تھا تو قیامت کے دن ان سے سب مضامین گم ہو جائیں گے، اور آپس میں پوچھ پاچھ بھی نہ کر سکیں گے۔

البتہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کر لے اور حق تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اور اعمال صالحہ کرے، تو ایسے لوگ عذاب خداوندی سے ناجی ہوں گے۔

اور آپ کا پروردگار جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لئے پسند فرماتا ہے، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے منتخب فرمایا، ان کفار مکہ کو کسی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

اور آپ کا پروردگار سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے، جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و دشمنی پوشیدہ ہے، اور جو یہ ظاہری طور پر نافرمانیاں کرتے ہیں۔

اور اللہ وہی وحدہٗ لاشریک ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، دنیا و آخرت میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے یا یہ کہ آسمان و زمین میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے، اور حکومت بھی اسی کی ہوگی۔ اور قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

آپ ان کفار مکہ سے کہئے کہ اے گروہ کفار بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک تاریک ہی رات رہنے دے

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ

تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی کو لے آوے تو کیا تم (توحید کے ایسے صاف دلائل کو) سنتے نہیں۔ آپ کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ

اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

آوے جس میں تم آرام پاؤ کیا تم (اس شاہد قدرت کو) دیکھتے نہیں اور (وہ منعم ایسا ہے کہ) اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

تاکہ تم رات میں آرام کرو اور تاکہ (دن میں) اسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ (ان دونوں نعمتوں پر) تم (اللہ کا) شکر کرو اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکار کر

اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا

فرماوے گا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔ اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ نکال کر لاوینگے پھر ہم (ان مشرکین سے) کہیں گے کہ (اب) اپنی

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع

(کوئی) دلیل (صحت شرک کے دعوی پر) پیش کرو سو (اس وقت) انکو معلوم ہوجاویگا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی اور (دنیا میں) جو کچھ باتیں گھڑا کرتے تھے (آج) کسی کا پتہ نہ رہے گا۔

تو خدا کے علاوہ وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے دن کی روشنی لے آئے، کیا پھر بھی تم اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جس نے تمہارے لئے رات دن بنائے۔

اور آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے رات نہ لائے تو خدا کے علاوہ وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آئے، جس میں تم آرام پاؤ، کیا پھر بھی تم اس ذات کی تصدیق نہیں کرتے جس نے تمہارے لئے رات دن بنائے۔

اس نے اپنی نعمت و رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو، اور دن میں علم دین اور عبادت خداوندی کے ذریعہ سے اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم ان نعمتوں پر کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا اللہ کا شکر کرو۔

اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے، وہ کہاں گئے۔

اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک نبی بھی نکال کر لائیں گے جو دنیا میں ان امتوں کے اندر بھیجا گیا تھا، اور وہ احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا، پھر ہم ان مشرکین سے کہیں گے کہ اپنی کوئی دلیل پیش کرو کہ تم نے انبیاء کرام کی کیوں تکذیب کی تو ہر ایک امت کو معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات دین خداوندی اور عبادت خداوندی تھی، اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق خدا ہی کو ہے اور دنیا میں جو جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے تھے آج کسی کا بھی پتہ نہیں رہے گا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ

قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی برادری میں سے تھا سو وہ (کثرت مال کی وجہ سے) ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور (اسکے مال کی کثرت یہ تھی) کہ ہم نے اس کو اس قدر خزانے

مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا

دئے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گرانبار کر دیتی تھیں جبکہ اس کو اس کی برادری نے (سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تو (اس مال وحشمت پر) اترامت واقعی اللہ تم اترانے

يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ

والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور (یہ بھی کہا کہ) تجھ کو خدا نے جتنا دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراموش مت کر اور

الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا

جس طرح خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو بے شک اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔ قارون (یہ سنکر) کہنے لگا کہ مجھ کو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے کیا اس (قارون) نے (اخبار متواترہ سے) یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ اس سے

قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ

پہلے گزشتہ امتوں میں ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت (مالی) میں (بھی) اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور مجمع (بھی) ان کا (اس سے) زیادہ تھا۔

قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا، حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ اور ان کی قوم کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا، اور بولا کہ موسیٰؑ کو رسالت اور ہارونؑ کو دانشمندی مل گئی، اور مجھے کچھ بھی نہیں ملا، میں تو اس چیز پر راضی نہیں ہوں، اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر دیا، اور ہم نے اس کو مالوں کے اس قدر خزانے دیئے تھے، کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں کئی کئی زور آور آدمیوں کو گرانبار کر دیتی تھیں، یعنی چالیس آدمیوں سے بھی اس کے خزانوں کی کنجیاں نہیں اٹھتی تھیں، جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اس سے کہا کہ تو مال پر مت اترا، اور شرک مت کر، اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور یہ بھی کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو جتنا مال دے رکھا ہے، اس میں حصول جنت کی بھی جستجو کیا کر، اور دنیا سے اپنے آخرت کے حصہ کو فراموش مت کر، یا یہ کہ دنیا کے حصہ سے آخرت کے حصہ میں کمی مت کر، اور جیسا کہ حق تعالیٰ نے مال دے کر تجھ پر احسان کیا ہے، تو بھی فقراء و مساکین کے ساتھ احسان کیا کر، اور نافرمانی اور موسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی مخالفت مت کر حق تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

قارون بولا کہ مجھ کو یہ جو کچھ مال ملا ہے وہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اس کا اہل سمجھ کر دیا ہے، اور یہ کیمیا سے سونا بنایا کرتا تھا، کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ حق تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے، جو قوت جسمانی میں بھی ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مال اور مجمع بھی زیادہ تھا۔

وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ

اور اہل جرم سے انکے گناہوں کا (تحقیق کرنے کی غرض سے) سوال نہ کرنا پڑیگا پھر (ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ) وہ اپنی آرائش (اور شان) سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ (اس

يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾

کی برادری میں) دنیا کے طالب تھے (گو مومن ہوں) کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازو سامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

اور جن لوگوں کو (دین کی) فہم عطا ہوئی تھی وہ (ان حریصوں سے) کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو (تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو) اللہ تعالیٰ کے گھر کا ثواب (اس دنیا دی کروفر سے) ہزار درجہ

وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ

بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور (پھر) وہ (ثواب کامل طور پر) ان ہی کو دیا جاتا ہے جو (دنیا کی حرص و طمع سے) صبر کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے اس قارون کو اور اسکے محل سرائے کو (اسکی

فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ

شرارت بڑھ جانے سے) زمین میں دھنسا دیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ (کے عذاب) سے بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا۔ اور کل (یعنی پچھلے قریب زمانہ میں) جو لوگ

تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اس جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ (آج اس کو زمین میں دھنستا دیکھ کر) کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے زیادہ روزی دے دیتا

اور قیامت کے دن مشرکین سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کرنا نہیں پڑے گا، ہر ایک اپنے نشان سے خود بخود پہچانا جائے گا۔

ایک بار قارون جو اس کی شان و آرائش تھی یعنی گھوڑوں، خچروں، غلاموں اور لونڈیوں اور سونے چاندی کے زیورات اور قسم قسم کے ہتھیار اور کپڑوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے وہ بولے کیا خوب ہوتا کہ ہمیں بھی وہ ہی مال و دولت ملا ہوتا، جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔

اور جن لوگوں کو دین کی فہم یعنی زہد و توکل حاصل تھا وہ بولے تم لوگوں کا ناس ہو، اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی جنت کا ثواب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے، جو کہ حق تعالیٰ اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے، اور نیک کام کرے اور جنت ان ہی حضرات کو دی جاتی ہے جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں، یا یہ کہ کلمہ طیبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ان ہی حضرات کو ہوتی ہے، جو احکام خداوندی اور تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں۔

پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا، سو کوئی اس کے پاس ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو عذاب خداوندی سے جس وقت وہ اس پر نازل ہو رہا تھا بچا لیتی، اور نہ وہ خود ہی اپنے کو عذاب الٰہی سے بچا سکا۔

اور گزشتہ زمانہ میں جو لوگ قارون جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے، وہ آج ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قارون جو کہا کرتا تھا کہ میری ہنرمندی سے مجھے یہ مال ملا ہے۔

ایسا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے آزمائش

کے لئے جس کو چاہے زیادہ

مال دیتا ہے۔

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

ہے اور (جس کو چاہے) تنگی سے دینے لگتا ہے اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا۔ بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ

یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو ملتا ہے۔ جو شخص (قیامت کے دن) نیکی لے کر آویگا اس کو اس (کے مقتضا) سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور جو شخص بدی لے کر آوے گا

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ

سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کے کام کرتے ہیں اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنا وہ کرتے تھے جس خدا نے آپ پر قرآن (کے احکام پر عمل اور

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ

اسکی تبلیغ) کو فرض کیا ہے وہ آپکو (آپکے) اصلی وطن (یعنی مکہ) میں پھر پہنچائے گا آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) کون سچا دین لیکر آیا ہے اور کون صریح

هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً

گمراہی میں (مبتلا) ہے۔ اور آپ کو (اپنے نبی ہونے کے قبل) یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جاویگی مگر محض آپ کے رب کی

اور جس کو چاہے تنگی سے دینے لگتا ہے اور اس میں اس آدمی کے لئے فائدہ ہے، اگر ہم پر حق تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی کہ ہم کو اتنا مال اس نے نہیں دیا تو ہم کو بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا، بس جی بخوبی معلوم ہو گیا کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے چھٹکارا نہیں ملتا۔

یہ جنت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں، جو دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے نہ بڑا بننا چاہتے، اور نہ معاصی اور برائیاں کرتے ہیں، اور جنت کفر و شرک، تکبر و فساد سے بچنے والوں کے لئے ہے۔

جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ طیبہ لے کر آئے گا، اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا، اور جو شرک لے کر آئے گا تو شرک کرنے والوں کو اسی کے مطابق دوزخ ملے گی۔

جس ذات نے آپ پر بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا ہے، وہ آپ کو آپ کے اصلی وطن مکہ مکرمہ میں پہنچا دے گا، یا یہ کہ جنت میں۔ تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے، کہ کون توحید و قرآن لے کر آیا، اور کون صریح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

اور آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوگا، اور آپ نبی ہوں گے مگر محض آپ کے رب کی

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے، اور مقام جحفہ میں پہنچے تو آپ کو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی،

یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن کریم فرض کیا ہے وہ آپ کو
آپ کے اصلی وطن کی طرف پھر
لوٹا دے گا۔

مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ

مہربانی سے اس کا نزول ہوا سو آپ ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجئے اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہونے پائے (جیسا اب تک بھی نہیں ہونے

اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ

پایا) کہ یہ لوگ آپکو ان احکام سے روک دیں اور آپ (بدستور) اپنے رب (کے دین) کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور ان مشرکوں میں شامل نہ ہوجیے۔ اور (جس طرح ابتک آپ

اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

شرک سے معصوم ہیں اسی طرح آئندہ بھی) اللہ کیساتھ کسی معبود کو نہ پکارنا اسکے سوا کوئی معبود (ہونے کے قابل) نہیں (اسلئے کہ) سب چیزیں فنا ہونیوالی ہیں بجز اسکی ذات کے اسی کی حکومت ہے (جسکا ظہور کامل قیامت میں ہے) اور اسی کے پاس سب کو جانا ہے

اٰیاتھا ۶۹ —— (۲۹) سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ (۸۵) —— رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾

الم (بعضے مسلمان جو کفار کی ایذاؤں سے گھبرا جاتے ہیں تو) کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جاوینگے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکو (قسم قسم کے مصائب سے) آزمایا نہ جاوے گا۔

مہربانی سے آپ پر قرآن کریم نازل ہوا، اور آپ کو نبی بنایا گیا تو آپ ان کفار کے کفر کی ذرا تائید نہ کیجئے۔

اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہونے پاوے کہ یہ مشرکین آپ کو احکام قرآنیہ سے روک دیں۔

اور آپ بدستور اپنے رب کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیئے، اور ان مشرکین کا ساتھ نہ دیجئے۔

اور حق تعالٰے کے علاوہ کسی معبود کی عبادت کرنا، اور نہ مخلوق کو غیر اللہ کی طرف بلانا، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں بجز اس کی ذات کے سب چیزیں فانی ہیں، یعنی جو کام بھی حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہ کیا جائے وہ مردود ہے، اسی طرح اس کی بادشاہت اور سلطنت کے علاوہ اور تمام سلطنتیں فانی ہیں وہ ہی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، اور مرنے کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے، وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

(سورۂ عنکبوت) یہ پوری سورت مکی ہے، اس میں ستر آیتیں اور سات سو اسی (۷۸۰) کلمات اور چار ہزار ایک سو پینتالیس (۴۱۴۵) حروف ہیں۔

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) حق تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے، کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ آپ کے بعد اتنا ہی کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو خواہشات اور بدعات اور ہتک محارم کے ذریعہ آزمایا نہ جاوے گا۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

(سورۂ عنکبوت) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ابن ابی حاتمؒ نے شعبیؒ سے الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، اور انہوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تھا تو ان کی طرف اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے لکھا کہ تم سے کچھ قبول نہیں کیا جاوے گا، تاوقتیکہ ہجرت نہ کرو، چنانچہ یہ حضرات مدینہ منورہ کے قصد و ارادہ سے

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

اور ہم تو (ایسے واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان) ہو گزرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہے گا جو (ایمان کے دعویٰ میں) سچے

الْكٰذِبِيْنَ ۝۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا

تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا ہاں کیا جو لوگ برے برے کام کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے ان کی یہ تجویز نہایت

يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵

ہی بیہودہ ہے جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے سو (اس کو) تو ایسے ایسے حوادث سے پریشان نہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ (سے ملنے) کا وہ معین وقت ضرور آنے والا ہے جس میں سارا عمل ظاہر ہو جائے گا اور وہ سب سنتا سب جانتا ہے

اور ہم تو انبیاء کرام کے بعد ان چیزوں کے ذریعہ سے ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں، تاکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو ممتاز کر دے جو اپنے دعوئ ایمانی میں سچے ہیں، کہ وہ خواہشات اور بدعات اور محارم وغیرہ سے بچ رہے ہیں، اور جھوٹوں کو بھی دکھلا دے جو ان چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنے دعوئ ایمانی میں جھوٹے ہیں۔

اگلی آیت ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ لوگ بدر کے دن حضرت علی رضؓ حضرت حمزہ رضؓ، اور حضرت عبیدہؓ بن الحارث کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے، اور ایک دوسرے پر فخر کیا تھا، چنانچہ فرماتا ہے کیا جو لوگ کفر و شرک میں مست ہیں وہ کہیں ہمارے عذاب سے چھوٹ جائیں گے، ان کا اپنے بارے میں یہ خیال اور اپنے متعلق ان کی یہ تجویز نہایت ہی بری ہے۔

جو شخص بعث بعد الموت سے ڈرتا ہے تو بعث بعد الموت ضرور ہو کر رہے گی، وہ بدر کے دن کی ان دونوں جماعتوں کی سب باتوں کو سننے والا اور جو کچھ ان کو پیش آئے گا سب کا جاننے والا ہے۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا، اور پھر ان کو واپس لے گئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی، صحابہ کرام رضؓ نے ان کو پھر لکھا کر تمہارے بارے میں ایسا ایسا حکم نازل ہوا ہے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم ضرور ہجرت کے لئے نکلیں گے، اگر ہمارا کوئی تعاقب کریگا تو ہم اس سے لڑیں گے، چنانچہ یہ حضرات مکہ مکرمہ سے نکلے، مشرکین مکہ نے ان کا تعاقب کیا، انہوں نے ان سے قتال کیا، بعض حضرات ان میں سے مارے گئے، اور بعض بچ گئے، تو حق تعالیٰ نے ان حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا الخ۔

ک۔ اور قتادہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ الخ کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، اور وہاں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے ارادہ سے چلے، مشرکین نے ان کا سامنا کیا، یہ واپس ہو گئے۔ ان کے مسلمان بھائیوں نے جو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی، وہ ان کو لکھ بھیجی، چنانچہ یہ وہاں سے پھر چلے تو جن کے حق میں قتل ہونا لکھا ہوا تھا وہ قتل ہو گئے، اور جن کو بچنا تھا وہ بچ گئے، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا الخ۔

اور ابن سعد رضؓ نے بواسطہ عبداللہ بن عبید ابن عمیر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ الخ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ وہ راہ خدا میں تکالیف اٹھا رہے تھے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ وَالَّذِينَ

اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لئے محنت کرتا ہے (ورنہ) خدا اللہ کو (تو) تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں۔ اور (وہ نفع جو خدا عنایت کرتا ہے اس کا

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي

بیان یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم ان کے گناہ ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے (ان) اعمال (ایمان و اعمال صالحہ) کا (استحقاق سے

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ

زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ

لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تو ایسی چیز کو میرا شریک جس (کے معبود ہونے) کی کوئی (صحیح) دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے سو میں تم کو تمہارے سب کام (نیک ہوں یا بد)

تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾

جتلاؤں گا اور (تم میں) جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے ان کو نیک بندوں (کے درجہ) میں (کہ بہشت ہے) داخل کر دیں گے۔

اب یہ آیت خاص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بدر کے دن جو خدا کے راستہ میں جہاد کر رہا ہے، اس کا ثواب اسی کو ملے گا، حق تعالیٰ تمام جہان والوں کے جہاد سے غنی ہے؟

اور جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علی رضؓ اور ان کے ساتھی تو ہم ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور ہم ان کو ان کے جہاد سے اچھا بدلہ دیں گے۔

اور ہم نے انسان یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنے والدین یعنی مالک اور حمنۃ بنت ابی سفیان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا (کیونکہ والدہ کافرہ تھیں، اور انہوں نے حضرت سعد کو کفر پر مجبور کیا) اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا دے کہ جس کے شریک ہونے کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تجھ کو معلوم ہے کہ وہ میرا شریک نہیں، سو تو اس شریک میں ان کا کہنا نہ مان اور ان کے والدین مشرک تھے، تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، میں تمہارے سب کام بتلاؤں گا کہ تم نے کفر و ایمان کیا نیکی اور کیا برائی کی ہے۔

البتہ تم میں سے جو ایمان لائے ہونگے، اور نیک کام کئے ہونگے، ان کو جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کر دیں گے، یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

فرمان خداوندی وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الخ۔ مسلم اور ترمذی وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد رضؓ کی والدہ نے ان سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم نہیں دیا، خدا کی قسم میں نہ کوئی چیز کھاؤں گی اور نہ پیوں گی تاوقتیکہ میں مر جاؤں یا تو کفر کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے الخ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو راہ خدا میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذا رسانی کو ایسا (عظیم) سمجھ جاتے ہیں

كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ

جیسے خدا کا عذاب اور اگر (کبھی) کوئی مدد (مسلمانوں کی) آپ کے رب کی طرف سے آپہنچتی ہے تو (اسوقت) کہتے ہیں کہ ہم تو (دین و عقیدے میں) تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ تم کو دنیا

بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں (یعنی ان کے دل ہی میں ایمان نہ تھا) اور (یہ واقعات اسلئے ہوتے رہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کرکے رہیگا اور منافقوں کو

الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

بھی معلوم کرکے رہیگا اور کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم (دین میں) ہماری راہ پر چلو اور (قیامت میں) تمہارے گناہ ہمارے

خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲

ذمہ حالانکہ یہ لوگ ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا

اور (البتہ یہ ہوگا کہ) یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہونگے اور اپنے ان گناہوں کے ساتھ (ہی) کچھ گناہ اور (بھی لادے ہونگے) یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے

ع ۱ ۱۳ يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳

قیامت میں ان سے باز پرس (اور پھر سزا) ضرور ہوگی

اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں یعنی عیاش بن ابی ربیعہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب ان کو راہ خدا میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے، تو لوگوں کی اس تکلیف کو ایسا سمجھ جاتے ہیں، جیسا کہ خدا کا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے عذاب نازل ہو گیا ہو، اور پھر ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیتے ہیں۔

اور اگر مکہ مکرمہ فتح ہونے لگتا ہے تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دین میں تمہارے ساتھ ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں۔

اس کے بعد حضرت عیاش رضؓ اور ان کے ساتھی مشرف باسلام ہو گئے، اور ان کا اسلام بھی اچھا ہوا، اور حق تعالیٰ بدر کے دن ایمان والوں کو بھی ظاہری و باطنی طور پر ممتاز کر کے رہیگا اور منافقین کو بھی۔

اور ابوجہل اور اس کے ساتھی حضرت علی رضؓ اور حضرت سلمان رضؓ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ہمارا دین اختیار کر لو قیامت کے دن تمہارے گناہوں کا بار ہمارے ذمہ ہے، حالانکہ یہ لوگ، قیامت کے دن ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے، یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔

اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے، اور ان کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے، اور قیامت کے دن ان سے یہ لوگ جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے، اس کی باز پرس ہوگی۔

(لباب النقول فی اسباب النزول)

ارشاد خداوندی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الخ اس آیت کا شان نزول سورہ نساء میں گزر چکا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ط

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا سو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے

فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا

(اور قوم کو سمجھاتے رہے) پھر (جب اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو) انکو طوفان نے آدبایا وہ بڑے ظالم لوگ تھے۔ پھر (اس طوفان آنے کے بعد) ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو (اس طوفان سے) بچا

آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ط ذَٰلِكُمْ

لیا اور ہم نے اس (قصہ) کو تمام جہان والوں کیلئے موجب عبرت بنایا اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم اللہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ

کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (اسکے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے

إِفْكًا ط إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

ہو۔ تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ رزق

عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ط إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا

خدا کے پاس سے تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو

فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ط

تو (میرا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں۔

ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، سو وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو ۹۵۰ سال تک توحید کی طرف بلاتے رہے، مگر اس پر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے، تو حق تعالیٰ نے ان کو طوفان کے ذریعہ سے ہلاک کر دیا، وہ بڑے کافر تھے۔

اور ہم نے حضرت نوح ؑ اور جو کشتی میں ان کے ساتھ اہل ایمان تھے ان سب کو بچا لیا، اور ہم نے اس کشتی کے واقعہ کو تمام جہان والوں کے لئے موجب عبرت بنایا۔

اور ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو، اور اسی سے ڈرو، اور کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے توبہ کر کے اسی کی اطاعت کرو، یہ توبہ اور توحید جس طریقہ پر تم قائم ہو اس سے بہتر ہے، اگر تم اس کو سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو لیکن نہ تم سمجھتے ہو اور نہ ہی تصدیق کرتے ہو۔

تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوج رہے ہو، اور ان کے متعلق جھوٹی باتیں بناتے ہو، اور خدا کے علاوہ جن کو پوجتے ہو، ان کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو، جن بتوں کو تم پوج رہے ہو، وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، سو تم خدا ہی کے پاس سے رزق تلاش کرو، سو اسی کی عبادت کرو، اور توحید کے ذریعہ سے اسی کا شکر کرو، مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، وہ تمہارے اعمال کا تم کو بدلہ دے گا۔

اور اے گروہ قریش اگر تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تکذیب کرتے ہو، سو تم سے پہلے بہت سی امتیں اپنے رسولوں کی تکذیب کر چکی ہیں، ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ

اور (ان کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوا وجہ اسکی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا

يُعِيدُهُ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ

کرتا ہے (کہ عدم محض سے وجود میں لاتا ہے) پھر وہی دوبارہ اسکو پیدا کریگا یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے۔ آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو

بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا　بے شک اللہ　ہر چیز　پر　قادر　ہے۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

جس کو چاہے گا عذاب دیگا (یعنی جو اس کا مستحق ہوگا) اور جس پر چاہے رحمت فرما دے گا (یعنی جو اس کا اہل ہوگا) اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور تم نہ زمین میں (چھپ کر خدا کو)

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ

ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں (اڑ کر) اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز ہے　اور نہ کوئی　مددگار۔　اور　جو　لوگ　خدا　کی

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَلِقَائِهِ أُولٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

آیتوں کے اور (بالخصوص) اس کے سامنے جانے کے منکر ہیں وہ لوگ (قیامت میں) میری رحمت سے　ناامید ہوں گے　اور یہی ہیں جن　کو　عذاب　دردناک

أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ

ہوگا۔ سو (ابراہیم کی اس تقریر دلپذیر کے بعد) ان کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا

اور رسول کے ذمہ تو ایسی زبان میں جس کو تم سمجھو احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے، کیا کفار مکہ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی قیامت کے دن اس کو دوبارہ پیدا کریگا، یہ اول بار اور دوبارہ پیدا کرنا حق تعالیٰ پر بہت آسان بات ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمائیے کہ تم ملک میں چلو پھرو اور غور کرو کہ حق تعالیٰ نے مخلوق کو اول بار نطفہ سے کس طور پر پیدا کیا، پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا، پھر حق تعالیٰ قیامت کے دن بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے اور پھر قیامت کے دن زندہ کرنے اور ایسے ہی موت و حیات سب پر قادر ہے۔

جس کو چاہے کفر پر موت آنے کی وجہ سے عذاب دے گا، اور جس پر چاہے گا ایمان پر انتقال کرنے کی بنا پر رحمت فرما دے گا، اور پھر مرنے کے بعد تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے، وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا

اور اے مکہ والو! نہ تم زمین والوں میں سے کسی کو عذاب خداوندی سے بچا سکتے ہو، اور نہ آسمان والوں میں سے اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی کارساز ہے جو تم کو فائدہ پہنچائے، اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہے، جو تم سے عذاب خداوندی کو روک سکے۔

اور جو لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری جنت سے ناامید ہوں گے، اور ان کو دردناک عذاب ہوگا: اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید خداوندی کی دعوت کے بعد
ان کی قوم کا بھی جواب تھا،

إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

کر (آپس میں) کہنے لگے کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو (چنانچہ جلانے کا سامان کیا) سو اللہ نے انکو اس آگ سے بچا لیا بیشک اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے جو کہ ایمان

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ

رکھتے ہیں نشانیاں ہیں - اور ابراہیم (علیہ السلام) نے (وعظ میں بھی) فرمایا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو (معبود) تجویز کر رکھا ہے بس یہ تمہارے باہمی دنیا کے تعلقات

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم

کی وجہ سے ہے - پھر قیامت میں (تمہارا یہ حال ہوگا کہ) تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جاویگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور (اگر تم اس

بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي

بت پرستی سے باز نہ آئے تو) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا سو (اتنے وعظ و پند پر بھی ان کی قوم نے نہ مانا) صرف لوط (علیہ السلام) نے ان کی تصدیق فرمائی اور

وقف لازم

مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَ

ابراہیم نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی (بتلائی ہوئی جگہ کی) طرف ترک وطن کر کے چلا جاؤں گا بیشک وہ زبردست حکمت والا ہے اور ہم نے (ہجرت کے بعد) ان کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا)

جَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي

عنایت فرمایا اور ہم نے ان کی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلہ) کو قائم رکھا اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں دیا اور وہ آخرت میں

الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

بھی (بڑے درجہ کے) نیک بندوں میں ہونگے - اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا

کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو، یا ان کو آگ میں جلا دو، سو حق تعالیٰ نے صحیح و سالم ان کو اس آگ سے بچا لیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جو ہم نے معاملہ کیا اس میں ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو تم نے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے، یہ تو تمہارے باہمی تعلقات کی بنا پر ہے، جو باقی نہیں رہیں گے۔

اور پھر قیامت میں تم سے ہر ایک ایک دوسرے سے بیزار ہو جاوے گا، اور تم سب پجاریوں اور معبودوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا، اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی صرف حضرت لوطؑ نے تصدیق کی، اور حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروردگار کی اطاعت کے لئے علیحدہ چلا جاؤں گا، چنانچہ وہ حران سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے، بے شک وہ ان کو سزا دینے میں زبردست ہے، اور حکمت والا ہے کہ اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف دین کی حفاظت کی خاطر سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

اور پھر ہم نے ان کو حضرت اسحاق بیٹا اور یعقوب علیہ السلام پوتا عنایت فرمایا، اور ہم نے ان کی نسل کو نبوت و کتاب اور اولاد صالح کے ساتھ معزز فرمایا کہ ان کی نسل میں انبیاء کرامؑ بھی ہوئے، اور کتابیں بھی نازل ہوئیں، اور ہم نے ان کا صلہ دنیا میں اس طریقہ پر دیا، اور آخرت میں بھی وہ بڑے درجے کے انبیاء کرام کے ساتھ ہونگے۔

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ

کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا - کیا تم مردوں سے فعل

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ فَمَا

کرتے ہو (وہ بیحیائی کا کام یہی ہے) اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور (غضب یہ ہے کہ) اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو ان کی

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٩﴾

قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو (کہ یہ افعال موجب عذاب ہیں)

ع ۳ ۱۵ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ

لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو ان مفسدوں لوگوں پر غالب (اور ان کو عذاب سے ہلاک) کر دے اور ہمارے (وہ) بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم (علیہ السلام)

بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا

کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو (اثنائے گفتگو میں) ان فرشتوں نے (ابراہیم ؑ سے) کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں (کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے

ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ

شریر ہیں - ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ وہاں تو لوط ؑ (بھی موجود) ہیں فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں (رہتے ہیں) ہم کو سب معلوم ہیں ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین کو بچا لیں گے

إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّا أَن جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ

بجز ان کی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں ہوگی (یہ گفتگو تو ابراہیم ؑ سے ہوئی اور پھر وہاں سے فارغ ہو کر) جب ہمارے وہ فرستادے لوط کے پاس پہنچے تو لوط (ؑ) ان (کے آنے) کی

کہ تم ایسا خبیث کام یعنی لواطت کرتے ہو، کہ تم سے پہلے ایسا کام کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔

تم مردوں سے ایسا فعل کرتے ہو، اور نسل انسانی کو ختم کرتے ہو، یا یہ کہ تم راستوں پر ڈاکے ڈالتے اور بھری مجلس میں بری باتیں کرتے ہو، اس قوم میں دس بری باتیں زیادہ مشہور تھیں، جیسا کہ ٹھیکرے بازی اور اس قسم کی بیحیائی وغیرہ۔

تو لوط علیہ السلام کی قوم کا آخری جواب بس یہی تھا، کہ اگر تم اپنی بات یعنی نزول عذاب میں سچے ہو تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے، ہم پر عذاب خداوندی لے آؤ۔

لوط علیہ السلام نے دعا فرمائی، پروردگار ان مشرکین پر عذاب نازل کر کے میری مدد فرما۔

اور جب حضرت جبریل ؑ اور کے ساتھ دوسرے فرشتے حضرت ابراہیم ؑ کے پاس حضرت اسحاق ؑ فرزند کی بشارت لے کر آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہم قوم لوط کی بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں، کیونکہ وہاں کے باشندے مشرک ہیں، اور بیحیائی کے کام کر کے اپنے اوپر عذاب کو واجب کر لیا۔

حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا وہاں لوط بھی تو ہیں، پھر وہاں والوں کو اے جبریل تم کیسے ہلاک کرو گے، ان فرشتوں نے کہا، ہم کو سب معلوم ہے، ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین جن میں ان کی دونوں صاحبزادیاں زاعورا اور ریثا بھی ہیں بچا لیں گے بجز ان کی واعلہ نامی منافقہ بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوئی،

چنانچہ جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے

وہ ان کے آنے کی اس

وجہ سے

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ تف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا

وجہ سے مغموم ہوئے اور ان کے سبب تنگ دل ہوئے اور (فرشتوں نے جب یہ حال دیکھا تو) وہ فرشتے کہنے لگے (کسی بات کا) آپ اندیشہ نہ کریں اور نہ مغموم ہوں ہم آپکو

امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ

اور آپکے خاص متعلقین کو بچا لیں گے بجز آپکی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانے والوں میں ہوگی - (اور آپ کو مع متعلقین اس سے بچاکر) ہم اس بستی کے (بقیہ) باشندوں

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ

پر ایک آسمانی عذاب ان کی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں - اور ہم نے اس بستی کے ظاہر نشان (اب تک) رہنے دیئے ہیں ان لوگوں (کی عبرت) کے

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا

لئے جو عقل رکھتے ہیں اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان (کی برادری) کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو (اور شرک

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

چھوڑدو) اور روز قیامت سے ڈرو اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ - سو ان لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پس زلزلہ نے

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ

ان کو آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھی (ان کے عناد و خلاف کی وجہ سے)

مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ تف

ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو ان کے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے

مغموم اور دل تنگ ہوئے (کہ اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا اس لئے کہ یہ فرشتے خوبصورت انسانوں کی شکل میں آئے تھے، اور لوط علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں تھا غالباً) - یہ دیکھ کر جبریل امین اور ان کے ساتھ جو فرشتے تھے وہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بارے میں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں، اور نہ آپ مغموم ہوں (ہم عذاب کے فرشتے ہیں) ہم آپ کو اور آپ کے خاص متعلقین کو بچالیں گے، بجز آپ کی بی بی کے وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔

اور ہم نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیئے ہیں، ان لوگوں کی عبرت کے لئے جو اس چیز کو جانتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ ان بدکاریوں کی وجہ سے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا، اور ایسے لوگوں کی وہ اتنزا نہیں کرتے۔

اور ہم نے مدین والوں کے پاس شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا، سو انہوں نے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو، اور روز قیامت سے ڈرو، اور سرزمین میں فساد اور بدکاریاں مت کرو۔

سو ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلے کے عذاب نے ان کو آپکڑا، اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔

اور ہم نے قوم ہود اور قوم صالح کو بھی ہلاک کیا، اور اے مکہ والو! ان کی یہ ہلاکت تم کو ان کے ویران مکانات سے نظر آرہی ہے،

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ

اور (حالت انکی یہ تھی کہ) شیطان نے ان کے اعمال (بد) کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور (اس ذریعہ سے) انکو راہ (حق) سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ (ویسے) ہشیار تھے

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا

اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (انکے کفر کے سبب) ہلاک کیا اور ان (تینوں) کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کھلی دلیلیں (حق کی) لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے

فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سٰبِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ

زمین میں سرکشی کی اور (ہمارے عذاب سے) بھاگ نہ سکے ۔ تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا سو ان میں بعضوں پر تو

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا

ہم نے تند ہوا بھیجی - اور ان میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا اور ان میں بعضوں کو ہم نے

بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا

زمین میں دھنسا دیا اور ان میں بعض کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن یہی لوگ (شرارتیں

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ

کرکے) اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے جن لوگوں نے خدا کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی

الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا

مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا ۔

اور شیطان نے ان کے شرک اور ان کی تنگی و فراخی کی حالت کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا، اور اس وجہ سے ان کو راہ حق اور ہدایت سے روک رکھا تھا، اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ چیز حق ہے، مگر خود حق پر قائم نہ تھے ۔

اور ہم نے قارون اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو بھی ہلاک کیا، دراں حالیکہ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس اوامر و نواہی اور حق کی کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا، اور ان کھلی دلیلوں پر ایمان نہ لائے، مگر وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے ۔

چنانچہ ہم نے ہر ایک قوم کو اس کے شرک کی پاداش میں پکڑ لیا، سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسا دئے، اور وہ لوط علیہ السلام کی قوم ہے، اور ان میں سے بعضوں کو سخت عذاب نے آدبایا، اور وہ شعیب و صالح علیہما السلام کی قومیں ہیں اور بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون، اور بعضوں کو پانی میں ڈبو دیا یعنی فرعون و ہامان، اور ان پر عذاب نازل ہوا، تو حق تعالیٰ ایسا نہیں تھا کہ ان کو ہلاک کرتا، لیکن یہی لوگ کفر و شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کرکے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ میں سے اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں، ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے، جس نے ایک گھر بنایا،

وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ وقف لازم

اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر وہ (حقیقت حال کو) جانتے تو ایسا نہ کرتے اللہ تعالیٰ (تو) ان سب

يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

چیزوں (کی حقیقت اور ضعف) کو جانتا ہے جس کو وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں (یہ سب چیزیں تو نہایت ضعیف ہیں) اور وہ (اللہ تعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے اور ہم ان

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

(قرآنی) مثالوں کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ع ۴

بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

ہے ایمان والوں کے لئے اس میں (اس کے استحقاق عبادت کی) بڑی دلیل ہے۔

اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ نہ اس گھر میں گرمی کا بچاؤ ہو سکتا ہے اور نہ اس سے سردی کی حفاظت ہو سکتی ہے، اسی طرح یہ معبودانِ باطل اپنے پجاریوں کو نہ دنیا ہی میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں، اور نہ آخرت میں ان کے کام آسکتے ہیں، کاش وہ حقیقت حال جانتے، لیکن نہ وہ حقیقت کو جانتے ہیں، اور نہ اس کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ ان تمام معبودان باطل کو جانتا ہے جن کو یہ خدا کے علاوہ پوج رہے ہیں، کہ یہ معبود دنیا و آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آسکتے، اور وہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے، کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں، باقی ان قرآنی مثالوں کو علم والے اور توحید والے ہی سمجھتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا، اور ان مذکورہ مضامین میں ایمان والوں کے لئے بڑی دلیل ہے۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباس رض جلد دوم ختم ہوئی۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ

تفسیر ابن عباس رضؓ اردو

مع

لباب النقول فی اسباب النزول

و

ترجمہ قرآن مجید حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

جلد دوم

مفسر

ترجمان القرآن امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ القرشی الہاشمی المتوفی ۶۸ھ

مولف لباب

علامۂ دوراں، جامع معقول ومنقول جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ المتوفی ۹۱۱ھ

مترجم

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی استاذ دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار

الناشر

کلام کمپنی

مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی